

صَلَاةُ الْعُمْرَيْنِ

فِي

إِبَانَةِ سَبَقَةِ الْعُمَرَيْنِ



عَلِيَّ حَضْرَتِ عَظِيمِ الْهَيْكَلِ اِمَامِ اَعْلَى سُنَّتِ مَجْدُودِيْنَ صَلَوَاتُ

بُرُوقِ اَنْبِيَاءِ الشَّاهِ اِمَامِ اَحْمَدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَمَّا اَنْبِيَاءُ رِيَاوِي

جَامِعَةُ اِسْلَامِيَّةَ كَهَانِيَّةَ

0300-4133834 , 0301-7612056



Handwritten text, possibly a page number or reference, located on the left margin.

صَظَّالِعِ الْعُمَرَيْنِ
١٢٩٧ هـ ٦٠٠ م ١٤٠٠ م ١٤٠٠ م

فِي

إِبَانَةِ سَبَقَةِ الْعُمَرَيْنِ

اعلى حضرت عظيم البركت امام اهل سنت مجردين ملت
لمصطفى الشاه امام احمد رضا رحمته الله علينا خاں فاضل بريلوى

جامعہ اسلامیہ کھارنہ

0300-4133834 , 0301-7612056

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ الطَّاهِرِیْنَ اَجْمَعِیْنَ

پوری امت مسلمہ جن اکابرین ملت، اساطین فقہ اور ائمہ تصوف پر آج تک ناز کرتی ہے، ان سب کا متفقہ طور پر یہی نظر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کو اکرم المخلوقین و افضل العالمین بنایا اور پھر انبیاء سابقین اور پھر ملائکہ مقربین کو ساری مخلوقات سے زیادہ فضیلت عطا فرمائی۔ ان کے بعد رب تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کے صحابہ کرام کو ساری کائنات سے زیادہ عزت و عظمت سے نوازا۔ صحابہ کرام میں سے بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے افضل ہیں۔ پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ان کی خلافت کی ترتیب فضیلت کی ترتیب کے مطابق) اور پھر بقیہ صحابہ کرام اصحاب فضیلت ہیں۔ تفصیل شیخین امت کا قطعی مسئلہ ہے۔ اس کا مخالف بدعتی، اس کے پیچھے نماز بکراہت شدیدہ مکروہ ہے۔ البتہ اس فضیلت سے مراد فضیلت علی الاطلاق ہے، فضیلت من کل الوجوہ نہیں۔ کیونکہ صحابہ کرام میں سے بہت سے حضرات کو سرکارِ دو عالم ﷺ نے ایسے خاص فضائل سے مشرف فرمایا تھا جو ان کے علاوہ کسی میں بھی نہ پائے جاتے تھے۔ سارے صحابہ کرام ہی صاحب فضیلت ہیں ان میں سے کسی کو دوسرے پر من کل الوجوہ افضل نہیں کہہ سکتے ورنہ خصائص خاصہ نہ رہیں گے۔

جب نصوص شرعیہ کی روشنی میں تفصیل شیخین اور محبت ختین امت مسلمہ کا متفقہ فیصلہ اور اجماعی عقیدہ ٹھہر چکا تو اسے دل و جان سے تسلیم کر لینا چاہیے تھا مگر افسوس.... کہ کچھ لوگ صحابہ و اہل بیت اور خصوصاً حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مبارکہ کے حوالہ سے افراط و تفریط کا شکار ہو کر امت کے کارواں سے علیحدہ ہو گئے۔ ان میں سے کچھ تو وہ بدنصیب ہیں جو آپ کے فضائل و خصائص کے بالکل ہی منکر ہیں یہ وہی خارجی ہیں جن کے متعلق نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا الخوارج کلاب النار۔ (ابن ماجہ صفحہ 16)۔ خارجی جہنم کے کتے ہیں۔ اور کچھ وہ نادان ہیں جو حضرت علی کو سیدنا صدیق اکبر سے بھی افضل سمجھتے ہیں، انہیں تفصیلی کہا جاتا ہے۔ پھر ان تفصیلیوں میں سے بھی کچھ تو وہ ہیں جو واضح الفاظ میں مولا علی کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت خلفاء ثلاثہ سے افضل کہتے ہیں۔ اور کچھ وہ ہیں جنہوں نے فضیلت کو سیاست اور روحانیت میں تقسیم کر کے عقیدہ یہ ٹھہرایا کہ سیاست و خلافت کے لحاظ سے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی افضل ہیں مگر ولایت و روحانیت کے اعتبار سے حضرت علی افضل.... ظلم تو یہ ہے کہ تفصیلیوں کا یہ مؤخر الذکر طبقہ خود کو اہل سنت بھی کہتا ہے، اور پیروی سلف کا مدعی بھی ہے۔ مگر ان کا نظریہ مسلک اہلسنت سے صریح بغاوت پر مبنی ہے۔ یہ لوگ اہلسنت کا لبادہ اوڑھ کر اپنے عقیدہ تفصیل کے ذریعے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان پر حملے کر رہے ہیں اور آپ کی عظمت کو گھٹانے کے جتن کر رہے ہیں۔ مگر یاد رکھیں جسے اللہ اور اس کے حبیب ﷺ نے فضیلت دی ان کی عظمت کو گھٹایا نہیں جاسکتا۔

عہد حاضر میں اس گروہ کے سالار اپنی چرب زبانی اور وسائل کے بل بوتے پر بانگ دہل اس باطل نظریے کا پرچار کر رہے ہیں۔ یہ حضرت صرف اپنی ناک اونچی رکھنے کے چکر میں ہیں مگر شاید انہیں یہ اندازہ نہیں کہ ان کا قد بڑھانے کا شوق خود انہی کے گلے کا طوق بن چکا ہے، اور ان کا ذوق خود نمائی انہی کے لیے باعث رسوائی ہو گیا ہے۔ معلوم نہیں یہ کیسے ”قائد انقلاب“ ہیں جو فرقہ بندی کی آگ بھڑکا کر مذہب، ملت اور اپنی جماعت کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ دین و مذہب کی خدمت کا یہ طریقہ، ناموس صحابہ و اہل بیت کے تحفظ کا یہ سلیقہ، خلفائے راشدین سے محبت کا یہ انداز، خود ساختہ تحقیقات کے اظہار کا یہ ڈھنگ اور اپنے فرض منصبی یہ

اسلوب غالباً اسلام کے انہی پیروکاروں کے ہاتھ لگا ہے۔

اہل دل کی نظر میں ان کی یہ روش نہ تو دین و مذہب کی خدمت ہے اور نہ ہی ملک و ملت کی، بلکہ یہ عیار قسم کے لوگ سوادِ اعظم اہلسنت کے سادہ لوح عوام کو ان کے فکری اور اعتقادی محور سے ہٹانے اور اپنے فاسد نظریات کی تخم ریزی کر کے امت کے کارواں کو چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں تقسیم کرنے کا مکروہ دھندہ کر رہے ہیں۔ یہی وہ میر کارواں ہیں جو خوئے دلنوازی سے محروم ہیں اور امت بھی ایسے قافلہ سالاروں سے بیزار ہے۔

اس ناخوشگوار کیفیت کو دیکھ کر اہل دل یہ سوچتے ہیں کہ اگر صورتحال یہی رہی تو انجام کیا ہوگا۔ اگر اس سیلاب بد عقیدگی کے آگے بندھ نہ باندھے گئے، پتے مضبوط نہ کیے گئے اور عقائد کے رُخ متعین نہ کیے گئے تو خدا نخواستہ بڑی تباہی مچ سکتی ہے۔ اسی فکر کے پیش نظر استاذ العلماء بقیۃ السلف شیخ الحدیث و التفسیر علامہ حضرت غلام رسول قاسمی مدظلہ العالی نے ”ضرب حیدری“ لکھ کر امت کی راہنمائی فرمائی اور تحقیق کا حق ادا کر دیا۔ دُنیا کے اسلام کے نامور علمائے کرام نے اس کتاب پر شاندار تقارین لکھ کر اپنے موقف کو واضح کرتے ہوئے اس فتنہ کے سامنے دیوار کھڑی کر دی، اور ان شاء اللہ العزیز امام اہل سنت کی یہ کتاب ”مطلع القمرین“ تفضیلیوں کے لیے سید سکندری ثابت ہوگی۔

زیر نظر تصنیف فاضل بریلوی نے تقریباً 21 سال کی عمر میں لکھی اور اس نازک مسئلہ پر اپنے منفرد انداز میں تحقیقات و تدقیقات کے دریا بہا دیئے۔ اعلیٰ حضرت کا دُنیا کے اسلام پر یہ عظیم احسان ہے کہ آپ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان گھٹانے والی لمبی لمبی زبانوں کو کاٹ کے رکھ دیا، اور مسلمہ عقائد کے بارے میں خرافات بکتے رہنے کی جرأت کو کمزور کر دیا اور اس طبقہ مذمومہ کے خود ساختہ نظریات و تاویلات کو طشت از بام کر کے امت کو ان کا شکار ہونے سے بچالیا۔ یہ بھی آپ کی کرامت ہے کہ مسئلہ افضلیت پر جو شبہات آج پیدا ہو رہے ہیں آپ نے سوا صدی سے زائد عرصہ پہلے اُن کا جواب عطا فرما دیا ہے اور اسے بھی فاضل بریلوی کی کرامت ہی سمجھئے کہ آپ کے قلم کی نوک نے مخالفین کو مبہوت کر کے رکھ دیا ہے۔ وہ رضا کے نیزے مار سے کراہتے تو ہیں مگر آج تک کسی میں یہ جرأت نہ ہو سکی کہ اعلیٰ حضرت کی کسی تصنیف کا برائے نام ہی سہی جواب لکھ کر چھاپ دیتا۔ میدان رزم میں اُس مرد میدان کی ہیبت و جلالت سے یہ حقیقت عیاں ہے کہ

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

فاضل بریلوی کی یہ تصنیف پہلی بار شائع ہو کر منظر عام پر آرہی ہے۔ اگرچہ ہمیں یہ کتاب مکمل دستیاب نہ ہو سکی تاہم مالا یدرک کلمہ لا یتروک کلمہ کے مطابق جتنا حاصل سکا اُسے من و عن شائع کیا جا رہا ہے۔ اصل مسودہ میں جہاں فاضل بریلوی نے خالی جگہ چھوڑی تھی اُسے بیاض کی صورت میں ہی رہنے دیا گیا ہے۔ اور جہاں سے کتاب کی تحریر مور زمانہ کے باعث دیمک کی نظر ہو چکی تھی اور ہم سے پڑھی نہ جاسکی اُس مقام کو اس نشان (.....) کے ساتھ واضح کر دیا گیا ہے۔ اور کتاب کے آخر میں اصل مقام کا عکس دے دیا ہے تاکہ اہل علم حضرات اصل مسودہ دیکھ کر استفادہ کر سکیں اور ہماری راہنمائی فرمادیں۔ کتاب کی تخریج و تحقیق کا کام جاری ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ کتاب کا بقیہ حصہ اگر آپ کے پاس موجود ہو تو ارسال فرمادیں اور اگر نظر سے گزرا ہو تو اُس کے حصول پر راہنمائی فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں تخریج کے ساتھ اُسے شامل اشاعت کیا جاسکے۔

کتبہ محمد مسعود احمد غازی

جامعہ اسلامیہ کھاریاں

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۵	مقدمہ تحقیق معنی افضلیت میں	۱۔
۵	تبصرہ اولیٰ تمام صحابہ و خلفاء اربعہ کے فضائل	
۱۴	تبصرہ ثانیہ آل پاک کے فضائل اور آل پاک کا دائرہ وسعت	
۲۲	تبصرہ ثالثہ فضائل کی تعداد اور فضائل کی قوت میں فرق	
۲۳	تبصرہ رابعہ ولایت میں افضلیت	
۲۴	تبصرہ خامسہ تخلیقی کمالات افضلیت کا مدار نہیں	
۲۵	تبصرہ سادسہ امور خارجیہ پر مدار افضلیت نہیں	
۲۶	تبصرہ سابعہ شیخین کی افضلیت من کل الوجوہ نہیں	
۳۳	تبصرہ ثامنہ تفضیلیہ کے دو فرقے	
۳۷	کثرت ثواب سے مراد (اس پر دس دلیلیں)	
۴۸	تبصرہ ناسعہ افضلیت ثابت کرنے کے دو طریقے	
۵۱	تبصرہ عاشرہ دفع اوہام (مشمول برتیبہات)	
۵۴	تنقیحات (پانچ تنقیحات)	
۶۲	۲۔ سلسلہ مبادی بانجام رسیدن و رخت بمنزل مقصود کشیدن	
۶۲	۳۔ باب اول نصوص و اخبار و اجماع و آثار سے افضلیت شیخین کا اثبات	
۶۲	الفصل الاول فی الاجماع	
۲۹	ابن عبدالبر کی عبارت سے اشتباہ کا جواب	
۷۶	فائدہ جلیلہ۔ (یہ مسئلہ قطعی ہے یا ظنی)	
۷۷	تنبیہ الختام مذمت و مخالفت جماعت	
۸۲	حکم تفضیلیہ و سنفیہ	
۸۲	الفصل الثانی فی الآیات القرآنیہ	
۹۹	الفصل الثالث فی الاحادیث النبویہ	
۱۰۵	۴۔ مطلع القمرین (حصہ دوم)	
۱۰۵	فصل اول جاٹاری	
۱۲۰	فصل دوم دربار نبوت میں شیخین کی جاہ و ثروت	
۱۳۷	فصل سوم صدیق اکبر <small>ؓ</small> کی سرور عالم <small>ؐ</small> سے مشابہت	

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على افضل المرسلين وآله

وصحبه اجمعين حسبنا الله ونعم الوكيل على الله توكلنا

ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم

مقدمہ تحقیق معنی افضلیت میں

مشتمل دس تبصروں پر۔ تبصرہ اولیٰ: حضرت حق سبحانہ وجل جلالہ نے جب انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو آرا مگاہ عالم ارواح سے ہدایت خلق کے لیے دارالہوم والاہزان میں بھیجا ہر وقت و ہر زمانہ میں خیار اُمم ان کی صحبت و معیت و ایستلاف و موافقت کے لیے پیدا کیے تا زمانہ نبی میں اس کی خدمت و رفاقت و نصرت و اعانت سے بہرہ یاب ہوں اور اس کے سایہ عاطفت میں دودھ پیتے بچوں کی طرح پرورش پا کر اسی کی عادتیں سیکھیں اور متخلق باخلاق اللہ ہو جائیں۔ پھر جب پیغمبر رحلت فرمائے، اس کی نیابت اور خلق کو اس کی روش پر ہدایت اور اس کی شرع کی طرف ارشاد و دعوت کریں اور جو لوگ مشرف بایمان ہوں ان کے اخلاق و عادات دیکھ کر نبی کی عادات و اخلاق سیکھیں اور ہمنشینانِ گل میں بوئے گل پا کر مشام جان تازہ کریں۔ بعدہ جب ان لوگوں کی تعلیم و ارشاد و تخلق و اعتیاد کا اثر عالم سے زائل اور یہ سلسلہ متناہی ہو جائے اور خلق از سر نو مرشد مستقل کی محتاج ہو، اس کے بعد دوسرا پیغمبر بھیجا جائے اور وہ سلسلہ طیبہ جیسے پہلے شروع ہوا تھا یہاں پھر نظام پائے۔ عرصہ بعید و مدت مدید ایک عالم اسی ذہاب و ایاب اور نجوم رسالت کے طلوع و غروب میں تھا کلما ہلک نبی خلفہ نبی فترت عیسوی میں جو ظلمت و تاریکی عالم پر چھائی، کبھی نہ تھی، مذاہب فاسدہ و عقائد کاسدہ پیش از بیش مجتمع ہوئے۔ فرق کفار کا انشعاب بکثرت تھا اور امم سابقہ کی گمراہی و ضلالت اور تازہ احداث و ابتداء علاوہ۔ اب وقت وہ آیا کہ آفتاب ختمیت طلوع فرمائے اور عالم میں اس بادشاہ عرش بارگاہ کا حکم احکم جاری ہو جسے جناب باری کی خلافت عظمیٰ حاصل اور اس کی دعوت و ہدایت سب سے قوی و کامل ہو۔ شریعت اس کی کہ خاتم الشرائع ہے ایسی

عہدہ تہذیب و غایت اعتدال میں واقع ہو جسے اختلاف امصار و تبدل اعصار نہ بدل سکے اور اصحاب و احباب اس کے صفات فاضلہ میں ایسے کامل و متمہی ہوں جس کے تخلق و اعتیاد و ہدایت و ارشاد کا اثر تا قیام قیامت زائل نہ ہونے پائے کہ یہ سلسلہ معدوم ہو کر عالم کو پھر ہادی بالاستقلال کی حاجت پڑے۔ گویا آیت کریمہ کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف و تنہون عن المنکر میں اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ پس حکمت الہیہ نے صحبت و نیابت سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ کے لیے وہ لوگ پسند فرمائے جو بہترین عالم تھے اور نفوس قدسیہ ان کے فضائل محمودہ میں سب سے اعلیٰ و اکرم۔ تربیت ربانی نے انہیں اس خوبی سے سنوارا کہ شریعت غرائے بیضائے سید الانبیاء ﷺ کا بارگراں جسے قول ثقیل سے تعبیر فرماتے ہیں انا سنلقی علیک قولاً ثقیلاً۔ اپنے دوش ہمت پر اٹھالیا اور باحسن وجوہ اس کی ترویج و تبلیغ کو انجام دیا اپنے مولیٰ و آقا ﷺ کی عادتیں اختیار کرنا اور ان کی چال چلنا ایسا سکھایا کہ سرپا انکا آفتاب رسالت کے رنگ میں رنگ گیا۔ اور ہر رگ و ریشہ گل اصطفیٰ کی بو سے مہک اٹھا۔ اثر ان کے تخلق و تعلم عادات کا ہمیشہ باقی رہے گا اور نور اخلاق مصطفائی کا عالم سے کبھی محو نہ ہوگا، اس لیے سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں: قتی عم ان الله نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد ﷺ خیر قلوب العباد فاصطفاه وبعثہ برسالتہ ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد ﷺ فوجد قلوب اصحابہ خیر قلوب العباد فجعلہم وزراء نبیہ ﷺ یقاتلون عن دینہ یعنی حق سبحانہ نے بندوں کے دلوں میں نظر فرمائی تو محمد ﷺ کا دل تمام جہان کے دل سے بہتر پایا پس انہیں چن لیا اور اپنا پیغمبر کر کے بھیجا پھر قلب محمد ﷺ کے بعد قلوب بندگان ملاحظہ فرمائے تو اصحاب محمد ﷺ کے دل سب دلوں سے بہتر نظر آئے پس انہیں اپنے نبی ﷺ کا وزیر کیا کہ اس کے دین کی طرف سے قتال کرتے ہیں۔ آفتاب نیمروز سے روشن تر کہ محبت جب قدرت پاتا ہے اپنے محبوب کی رفاقت و ملازمت اور دربارداری و خدمت گزاری کے لیے نہایت سنجیدہ و پسندیدہ و وفادار و کارگذار و نیک اطوار لوگ جنہیں اپنی نظر میں تمام دنیا سے بہتر اور انکے ملکات نفسانیہ کو کل عادات حسنہ کا عطر سمجھتا

ہے مقرر کرتا ہے۔ حق تبارک و تعالیٰ قادر مطلق اور رسول اللہ ﷺ اس کے محبوب و سید المحبوبین کیا عقل سلیم تجویز کرتی ہے کہ ایسے حکیم بلند قدرت نے ایسے عظیم ذی وجاہت جان محبوبی کان عزت کے لیے خیار خلق کو جلیس و انیس نہ فرمائے۔

ایک روز جناب طیبہ طاہرہ صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہما پر خشیت الہی مستولی اور محاسبہ نفس میں کمال مشغولی تھی، سیدنا و ابن سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حاضری چاہی۔ فرمایا بھیجا اس وقت میں ایک غم و کرب میں ہوں لوٹ جاؤ۔ حضرت ابن عباس نے کہا میں وہ نہیں کہ بے حاضر ہوئے لوٹ جاؤں۔ آخر اذن دیا اور فرمایا مجھے اس وقت ایک غم اور بے چینی ہے اور بعض خوفناک باتوں سے ڈر رہی ہوں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا آپ کو مژدہ ہو خدا کی قسم میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا۔ عائشہ میری بی بی ہے جنت میں۔ اور رسول اللہ ﷺ کا رتبہ اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ ہے کہ جہنم کی چنگاریوں سے ایک چنگاری ان کے نکاح میں دے۔ جناب عفت مآب نے فرمایا تم نے میرا غم دور کیا اللہ تمہارا غم دور کرے فقد روی الامام ابو حنیفہ عن الہیثم عن عکرمۃ عن ابن عباس انہ استاذن علی عائشۃ فارسلت الیہ انی اجد غما و کربا فانصرف فقال للرسول ما انا الذی ینصرف حتی ادخل فرجع الرسول فاخبرها بذلك فاذنت له فقالت انی اجد غما و کربا و انی مشفقۃ مما اخاف علیہ فقال لہا ابن عباس ابشری فواللہ لقد سمعت رسول اللہ ﷺ یقول عائشۃ زوجی فی الجنۃ و کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکرم علی اللہ ان یزوجہ جمرۃ من جمر جہنم فقالت فرجت عنی فرج اللہ عنک۔

باجملہ جناب سید عالم ﷺ کی جلالت شان ان کے اصحاب کرام کی رفعت مکان کو مستلزم، جو کور باطن بے بصیرت ان میں سے کسی پر طعن سے اپنی زبان کو آلودہ ہزار خباثت کرتا ہے، جناب الہی کی کمال قدرت و عظیم حکمت یا رسول اللہ ﷺ کی غایت محبوبیت و نہایت کرامت و منزلت پر حرف رکھتا ہے اسی لیے ارشاد ہوا ت اللہ اللہ فی اصحابی، اللہ اللہ فی اصحابی، اللہ اللہ

فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا من بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم ومن
 ابغضهم فببغضی ابغضهم ومن اذاهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن
 اذی اللہ فیوشک اللہ ان یاخذہ یعنی اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں
 ، اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں ، اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب
 کے حق میں ، انہیں نشانہ نہ بنا لینا میرے بعد ، جو ان سے دوستی رکھتا ہے میری محبت کے سبب ان سے
 دوستی رکھتا ہے اور جو ان سے کینہ رکھتا ہے وہ میرے بغض کے سبب ان سے پیر رکھتا ہے اور جس نے
 انہیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ
 کو ایذا دی سو قریب ہے کہ اللہ اسے گرفتار کرے۔ اللہ راضی ہو فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت سے وہ
 ایسے ہی امور پر لحاظ کر کے فرماتے ہیں الصحابة کلهم خيار عدول لا نتکلم فیہم الا
 بخیر اور اہل سنت کیا کہتے ہیں خود صاحب سنت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ نے فرمایا طب اذا ذکر
 اصحابی فامسکوا جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو زبان روک لو۔ غرض اس میں شک نہیں
 کہ صحابہ سرور عالم ﷺ بعد انبیاء و مرسلین کے خیر الخلق و افضل الناس تھے مگر جبکہ منظور الہی تھا کہ
 شریعت محمدیہ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ قوم دون قوم یا یوم غیر یوم سے خاص اور بعثت والا کسی زمان و
 مکان پر مختصر نہ ہو اور یہ ظاہر کہ قلوب ناس قبول نصیح و استفادہ و استرشاد میں مختلف ہوتے ہیں بعض
 پر نرمی سرلیج الاثر ہوتی ہے اور بعض بشدت سختی مانتے ہیں۔ لہذا حکمت الہیہ مقتضی ہوئی کہ حاملان
 شریعت و نایبان رسالت ایک رنگ پر نہ ہوں کسی کے سر پر ارحم امتی بامتی کا تاج رکھا جائے
 اور کوئی اشدہم فی امر اللہ کا خطاب پائے۔ علاوہ بریں جب رحمت الہی ان کی طرف بے حد و
 پایان متوجہ ہے اور سب تشریف شریف رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ سے بہرہ مند عزت و وجاہت ان کی
 خواستگار ہوئی کہ ان میں سے اکثر کو خلعت ہائے خاصہ کرامت فرمائیں تا باعث ان کی زیادت
 اعزاز و وفور امتیاز کا ہو۔ بنا برآں بہت اصحاب کرام الطاف و عنایات خاصہ سے ممتاز ہوئے کہ ان
 کے غیر میں نہ پائی جاتیں۔ گوان سے اعلیٰ و افضل دوسروں میں موجود ہوں۔ مثلاً خ م اول تیر، کہ

راہِ خدا میں پھینکا گیا سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا اور خ م سید العالمین ﷺ نے انہیں اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو تشریف فداک ابی وامی سے مشرف فرمایا۔

خ م حواری حضور کے حضرت زبیر ہیں اور ت عبداللہ بن عباس دو بار رویت جبریل

علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ممتاز۔ ت سیدنا و ابن سیدنا اسامہ بن زید بن حارثہ کی نسبت ارشاد ہوا مجھے

سب سے زیادہ پیارا وہ ہے پھر علی۔ ت ابو ذر سارا است گفتار زیر آسمان نہیں ت ق حب مس

حسن قرأت میں ابی بن کعب کو سب پر سبقت زید بن ثابت فرائض دانی اور معاذ بن جبل علم حلال و

حرام میں فائق، ابو عبیدہ اس امت کے امین۔ خ م سعد بن معاذ کے انتقال سے عرشِ خدا اہل گیا۔

خ م اللہ تعالیٰ نے ام المومنین خدیجہ کو سلام کہلا بھیجا۔ خ م سیدنا ابو موسیٰ کو مزمار آل داؤد عطا ہوا۔

خ م حذیفہ صاحب اسرار ہوئے۔ م تمیم داری سے رسول اللہ ﷺ نے قصہ جسامہ بلفظ حدیثا تمیم

الدار، حکایت فرمایا اور عسک صدیق کا سابق باخیر ہونا فاروق سے بکلمہ حدیثی نقل کیا۔ م ت

حضرت جلییب جب شہید ہوئے حضور انکی نعش اپنے دست اقدس پر اٹھا کر لے چلے اور ارشاد فرمائے

تھے جلییب منی وانا من جلییب جلییب منی وانا من جلییب جلییب منی وانا من

جلییب یعنی جلییب میرا اور میں جلییب کا، جلییب میرا اور میں جلییب کا، جلییب میرا اور میں

جلییب۔ کارضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وحشرنا فی زمرة مجیہم یوم الدین امین۔

یہ تو عموم صحابہ کے بحار فضائل سے ایک خفیف قطرہ تھا اور صحرائے فواضل کا ادنیٰ ذرہ پھر

اے اشتیاق بھرے دل اور انتظار والے کان کیا پوچھتا ہے۔ حال ان چار سروران ابرار و سیدان

اخیار کا جو اس بارگاہ عرش اشتباہ کے پہلے صدر نشینان بزم عز و جاہ ہیں۔ جن کی کرسی عزت خاص پایہ

تخت سلطانی سے پہلو بہ پہلو بچھائی جاتی ہے اور اس خسرو کون و مکان کے بعد چتر شہر یاری ان کے

پاک مبارک سروں پر قربان ہوتا ہے۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

روئے زمین کے ریگ دانے ایک ایک کر کے گن لیجیے۔ آسمان کے تارے فرداً فرداً شمار کر دیجیے مگر حاشا کہ ان کے فضائل خاصہ و مناقب مختصر پابند زنجیر حصر و شمار ہوں۔ عزیزا اگر درخت قلمیں اور دریا سیاہی اور طباق آسمان اوراق ہو جائیں اور تمام جن وانس تا قیام قیامت لکھنے پر کمر باندھیں عجب کیا کہ ہنوز روز اول ہو۔

وعلی تفنن و اصفیہ بحسنہ یفنی الزمان و فیہ مالم یوصف
یہی سبب ہے کہ ان چار ارکان قصر ملت و چار انہار باغ شریعت کے خصائص و فضائل کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کے مناقب پر تہا نظر کیجیے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں اور ان سے بڑھ کر کون ہوگا؟

بہر گلے کہ از یں چار باغ می نگرم

بہار دامن دل می کشد کہ جا ایجاست

علی الخصوص شمع شبستان ولایت بہار چمنستان معرفت خاتم خلافت نبوت فاتح سلاسل طریقت طاہر مطہر قاسم کوثر امام الواصلین سید العارفین مولیٰ المسلمین امیر المؤمنین ابو الائمۃ الطاہرین مطلوب کل طالب اسد اللہ الغالب مظہر العجائب والغرائب سیدنا و مولینا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و حشر تانی زمرتہ فی یوم عقیقہ امین۔ کہ اس جناب گردوں قباب کی محامد جلیلہ و مناقب جملیہ جس کثرت و شہرت کے ساتھ ہیں^(۱)۔ دوسرے کے لیے وارد نہیں۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں^(۲): مس ما جاء لاحد من اصحاب رسول اللہ علیہ وسلم من الفضائل ما جاء لعلی بن ابی طالب ترجمہ: اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی کے لیے اس قدر فضائل وارد نہ ہوئے جس قدر علی ابن ابی طالب کے۔

(۱)۔ قولہ دوسرے کے لیے وارد نہیں۔ ذر قانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں۔ علماء نے فرمایا ظاہر اسبب اس کثرت و اشتہار کا یہ کہ بنی امیہ اس جناب کی تنقیص شان کرتے تھے تو جس محدث کے پاس مناقب مرتضوی سے جو کچھ تھا اسے مشتہر کرتا اور وہ لوگ جس قدر ان کے مناقب بجا مانا چاہتے اور محدثین کو اگلی تحدیث پر ڈراتے اسی قدر فضائل والا زیادہ اشتہار و اشتہار پاتے۔ (۲)۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں الخ اور اسی کی مثل مروی ہو ابو عبد الرحمن نسائی اور ابو علی نیشاپوری اور اسماعیل قاضی سے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین..... فی شرح المواہب فی ذکر کتاب المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ہمارے ائمہ و علماء نے ان میں مستقل تصنیفیں فرما کر سعادت کونین و شرافت دارین حاصل کی۔ والحق غیر متناہی کا شمار کس کا اختیار۔ واللہ العظیم اگر ہزار دفتر اس جناب کے شرح فضائل میں لکھے جائیں یکے از ہزار تحریر میں نہ آئیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ان سے مواخات کی علو نسب و شرافت و صہر میں سب پر برتری ملی۔ جہاد ستانی و لشکر شکنی تھی کہ قوت الہی کا نمونہ۔ روئے انور کی تاب و تجلی تھی کہ عارض ایمان کا گلگونہ۔ تلوار تھی یا چہرہ اسلام کی ڈھال اور بازو تھے کہ زور نبوی کی تمثال۔ انہیں بازووں نے درخیر اکھیر کر سپر بنایا اور اسد اللہ الغالب لقب پایا خود اس جناب عرفان مآب نے اپنے خصائص میں چند اشعار انشاء و ارشاد فرمائے۔ علماء فرماتے ہیں ہر مسلمان پر واجب کہ انہیں حفظ کر لے تا فضائل مرتضوی پر وقوف و اطلاع رہے وہی ہذہ

محمد بن النبی اخی و صہری و حمزۃ سید الشهداء عمی
 وجعفر بن الذی یضحی و یمسی یطیر مع الملائکۃ ابن امی
 و بنت محمد سکنی و عرسی مشوب لحمہا بدمی و لحمی
 و سبطا احمد ابناى منها فایکم لہ سہم کسہمی
 سبقتکم الی الاسلام طرا غلاما ما بلغت او ان حلمی
 فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے کہ اللہ سے اس سرکار کی مداحی مقبول دارین میں عطا فرمائے ان
 پانچ اشعار کریمہ کا پانچ شعر میں ترجمہ کر کے شاہد سرمایہ ناز عرب کو لباس تنگ و چست فارس پہنایا
 اور دیگر فضائل کی اضافت سے گلدستہ باغ ایمان بنایا۔

منقبت

السلام ای احمدت صہر و ہر ادر آمدہ
 حمزہ سردار شہیدان عمر اکبر آمدہ
 جعفری کومی ہر د صبح و مسابا قد سیان
 ہاتو ہر مسکن بہ بطن پاک مادد آمدہ

ہنت احمد رونق کاشانہ و بانوٹے تو

گوشت و خونت بلحشم شیر و شکر آمدہ

ہر دور پھان نبی گلہائے نوزان گلزمین

بہرہ گلچہ نہت زین باغ بہر تر آمدہ

می جمیدی گلبناد در باغ اسلام و ہنوز

غنجہ ات نشگفت ونی نخلے دگر بر آمدہ

ہر نبی را ذریت در صلب او نہادہ اند

نسل پاک مصطفیٰ از پشت تو بر آمدہ

نرم نرم از ہزم دامن چیدہ رفتہ باد تند

صدیق اکبر کے خصائص سے اس قدر بس کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شان گرامی کو تمام

شانوں سے الگ کر دیا اور انہیں خاص اپنی ذات پاک کے لیے چن لیا کہ صحابہ سے ارشاد ہوتا ہے۔

خ ہل انتم تار کولی صاحبی ہل انتم تار کولی صاحبی کیوں تم سے ہو سکتا ہے کہ

میرے یار کو میرے لیے چھوڑ دو، کیوں تم سے ہو سکتا ہے کہ میرے یار کو میرے لیے چھوڑ دو۔ حق

جل و علی نے انہیں ثانی اثنین خطاب دیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انخ م ما ظنک یا

ابا بکر ہائین اللہ ثالثہما اے ابو بکر تیرا کیا گمان ہے ان دو کے ساتھ جن کا تیرا خدا ہے سبحان

اللہ کن دو کے تیسرے ایک رب العالمین جل جلالہ دوسرے افضل المرسلین ﷺ۔

ان تین کا چوتھا نظر آتا نہیں کوئی واللہ کہ صدیق کا ہمتا نہیں کوئی

فاروق اعظم امیر المومنین امام العادلین ﷺ کے جوہر نفس کو خدا جانے صبغۃ اللہ نے کس

رنگ پر رنگا تھا کہ سید المرسلین ﷺ نے فرمایا ات مس طب عس لو کان بعدی نبی لکان عمر

بن الخطاب اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتا۔ شیطان اس جناب کے سایہ سے

بھاگتا اور جب چہرہ اقدس پر نظر پڑتی تازیا نہ جلال فاروقی کی تاب نہ لا کر منہ کے بل گر پڑتا۔ سب

نے اسلام کی طرف رغبت کی اور انہیں اس سے عزت ملی بخلاف عمر بن الخطاب کے کہ اسلام نے ان کی طرف رغبت کی اور اسے ان سے عزت ملی۔ نہ آئے جب تک نہ بلایا اور نہ اٹھے جب تک نہ اٹھایا۔ یہاں چند کلمات شاہ ولی اللہ صاحب کے فقیر کو کس قدر پسند آئے کہ ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں:

تدبیر غیب اور اخو امی نحو امی با سلام آورد

مصرعہ گر نیاید بخوشی موئے کشانش آرد

مراد بود نہ مرید، مخلص بود نہ مخلص شتان بین المرتبتین
درین درانیا مدتا آنکہ از درد دیوار ندایش نکر دند و برخوان
نعمت نرسیدتا آنکہ فکر بہر زبانش بخواند ند رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ذوالنورین غنی رضی اللہ عنہ کو نفاق مال میں وہ رتبہ بخشا جس کے سبب۔ ت ما علی

عثمان ما فعل بعد ہذہ ما علی عثمان ما فعل بعد ہذہ کا خلعت ملا یعنی اس کے بعد

عثمان کچھ کرے اس پر مواخذہ نہیں اس کے بعد عثمان کچھ کرے اس پر مواخذہ نہیں۔ تجمیز جیش

العسرة ووقف بیرومہ وزیادت مسجد نبوی ﷺ روز ازل سے اس غنی الدارین کا بہرہ خاص تھا۔ رسول

اللہ ﷺ کے دو جگر پارے نکاح میں آئے اور ان دو چاند سورج کے سبب ذی النورین لقب پایا اور

فضیلت پر فضیلت یہ کہ حضور نے ارشاد فرمایا عس اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں ایک کے بعد ایک

سب عثمان کے نکاح میں دیتا۔ کتابت قرآن عظیم سے پہلے مشرف اور صل لوط علیہ السلام کے بعد

اول مہاجر خدا کی طرف رضی اللہ عنہ بالجملہ اصل بات وہی ہے کہ

بہر گلے کہ ازیں چا درباغ می نگر

بہار دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

اگر کلام کو اس کے نظام سے خارج کرنا اور سوق بیان کی غرض و غایت سے دور جا پڑنا محل

مرام نہ ہوتا تو سمند خامہ کو کہ اشتیاق جولان میں لگا میں چاہتا اور باگیں توڑاتا ہے، چندے رخصت

خرام دی جاتی مگر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا ایک جواب یاد آیا اس نے تسکین کر دی۔ کسی سردار

نصرانی نے آپ سے حضور سید المرسلین ﷺ کی صفت دریافت کی۔ فرمایا تفصیل تو میری قدرت میں نہیں اور اجمال یہ ہے کہ جیسا مرسل و یارسول۔ اسی طرح شرف مصطفیٰ ﷺ سے ان حضرات کے فضائل کو اندازہ کیا چاہیے والسلام۔

تبصرہ ثانیہ: سید المرسلین ﷺ کی ذات بابرکات سے ادنیٰ انتساب دو جہان کی عزت

اور کیسی عمدہ شرافت ہے۔ صو: اولاد انصار سے ایک مرد کو کسی نے بعد ان کے انتقال کے خواب میں دیکھا۔ پوچھا خدا نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ کہا بخش دیا۔ کہا کس سبب سے؟ کہا بسبب اس مشابہت کے جو مجھے رسول اللہ ﷺ سے تھی۔ کہا تم سید ہو۔ کہا نہیں۔ کہا پھر مشابہت کیسی؟ کہا ایسی جیسے کتے کو راعی سے ہوتی ہے۔ ابن عدیم کہتے ہیں میں نے اس مشابہت کی یہ تعبیر دی کہ وہ مرد انصاری النسب تھا۔ بعض علماء فرماتے ہیں میں نے اسے انتساب علم خصوصاً علم حدیث کے ساتھ تاویل کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں سب سے زیادہ قریب مجھے وہ لوگ ہیں جو مجھ پر درود بہت بھیجتے ہیں اور اہل حدیث کی درود سب سے زیادہ ہے۔

فقیر کہتا ہے غفر اللہ لہ قول ثانی اظہر ہے کہ وجہ شبہ سگ و شبان میں محافظت گو سپند ہے

اور علماء بھی رسول اللہ ﷺ کی امت کے اس گرگ خونخوار یعنی شیطان ستمگار سے نگہبان ہیں۔ جب مجرد انتساب پر یہ حال ہے تو ان کا تو کیا کہنا جو رسول اللہ ﷺ کے جگر پارے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن اقدس کے ٹکڑے، گوشت و پوست ان کا رسول اللہ ﷺ کے خون سے بنا اور سراپا ان کا اس جو ہر شریف میں خمیر کیا گیا۔ اللہ اللہ وہ رخشندہ موتی جو بحر اصطفیٰ سے نکلے اور وہ زینبندہ پھول جو شاخ نبوت میں پھولے علی الخصوص حضرت بتول جگر پارہ رسول خاتون جہان بانوے جنان سیدۃ النساء فاطمہ زہراء اور اس دو جہان کی آقا زادی کے دونوں شاہزادے، عرش کی آنکھ کے دونوں تارے، چرخ سیادت کے مہ پارے، باغ تطہیر کے پیارے پھول، دونوں قرۃ العینین رسول، اما مین کریمین، سعیدین، شہیدین، تقیین، نقیین، نیرین، زاہرین، ابو محمد حسن و ابو عبد اللہ حسین رضی اللہ عنہم و ارضی و رحمنا بہم یوم تعرض الاعمال عرضا آمین۔

پھر ان سے جو آگے نسل چلی وہ بھی وہ پاک نونہال ہیں جنہیں آ بشار یطہر کم
تطہیراً سے پانی ملا اور نسیم اخراج منکما کثیرا طیباً نے نشوونما دیا سبحان اللہ۔ وہ برکت والی
نسل جس کے منتہی حضور سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء اور وہ شجرہ طیبہ جس کی توقع مدح اصلہا ثابت
و فرعہا فی السماء قط حب: ایک غلام قریشی نے سید العالمین ﷺ کا خون حجامت پی لیا۔
حضور نے ارشاد فرمایا: احترزت من النار ویروی قال اذهب فقد احترزت نفسک من
النار یعنی تو دوزخ سے بچ گیا یا فرمایا جا کہ تو نے اپنے تئیں دوزخ سے بچا لیا۔ عزیز اُجب حضور کے
خون پاک کی برکت سے آتش دوزخ حرام ہو گئی تو جو اسی خون سے بنی ہیں اور وہ ان کی رگ و پے
میں ساری ہے ان کے غلاموں کو دوزخ کی آنج کیونکر پہنچ سکتی ہے۔ اسی لیے ارشاد ہوتا ہے طب
رتم: ان فاطمة احصنت فرجها فحرمها اللہ و ذریعتها علی النار بے شک فاطمہ نے اپنی
عفت نگاہ رکھی پس خدا نے اسے اور اس کی اولاد کو دوزخ پر حرام کر دیا اور حدیث صحیح (کذا ذکر ابن
حجر نقلہ المناوی) میں آیا دمس: و عدنی ربی فی اہل بیٹی من اقر منہم بالتوحید ولی
بالبلاغ ان لا یعدبہم میرے رب نے مجھ سے میرے اہل بیت کے حق میں وعدہ کیا جو ان میں
سے خدا کی وحدانیت اور میری تبلیغ رسالت کا اقرار کرے گا اس پر عذاب نہ فرمائے گا۔ اور بروایت
ثقات وارد ہوا صو: حضور نے حضرت بتول زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا: ان اللہ غیر
معدبک ولا ولدک اللہ نہ تجھے عذاب کرے گا نہ تیرے بچوں کو۔ اور وارد ہوا صحیح فر: و کذا
اخرجہ ابو القاسم بن بشران فی امالیہ کما فی صو سألت ربی ان لا یدخل النار
احدا من اہل بیٹی فاعطانی ذلک یعنی میں نے اپنے رب سے سوال کیا میرے اہل بیت
سے کسی کو دوزخ میں نہ لے جائے۔ پس اس نے مجھے یہ عطا کیا اور فرماتے ہیں طب قط: اول
من اشفع له من امتی اہل بیٹی الا قرب فالاقرب الحدیث یعنی میں اپنی امت میں پہلے

شفاعت اپنی اہل بیت کی کروں گا جو نزدیک تر ہیں پھر جو نزدیک تر ہیں۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں: سمعت رسول اللہ ﷺ يقول اللهم انهم عترۃ رسولک فہب مسینہم لمحسنہم وہبہم لی ففعل قلت ما فعل قال فعلہ ربکم بکم ویفعلہ بمن بعدکم یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ کو دعا کرتے سنا الہی وہ تیرے رسول کی آل ہیں پس انکے بدکار کو، ان کے نیکو کار کو بخش دے اور ان سب کو مجھے دے ڈال پس اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا، میں نے عرض کیا، کیا کیا؟ فرمایا تمہارے رب نے یہ تمہارے ساتھ کیا اور جو تمہارے بعد آئیں گے انکے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا۔ احادیث کہ اس نسل مکرم کے فضل میں وارد دائرۃ احصار و شمار سے خارج ہیں اے عزیز روز قیامت سب نسب اور رشتے منقطع ہیں کوئی نہ پوچھے گا کس کا بیٹا کس کا پوتا۔

ع کہ دریں داہا فلاں ابن فلاں چیزے نیست

خود حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے: فاذا نفع فی الصور فلا انساب بینہم یعنی پھر جس وقت پھونک ماری صور میں تو نہ ذاتیں ہیں ان میں، مگر نسب پاک صاحب لولاک ﷺ کا اور حضور ﷺ سے رشتہ و علاقہ کہ یہ وہ عروہ و ثقی ہے جسے کبھی انقطاع نہیں۔ قصہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ہے ر: حضور سرور عالم ﷺ نے بلال کو حکم دیا لوگوں کو نماز کے لیے ندا کریں پھر منبر پر تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا: ما بال اقوام یزعمون ان قرابتی لا تنفع کل سبب و نسب تنقطع یوم القیمة الا نسبی و سببی فانہا موصولۃ فی الدنیا و الاخرۃ یعنی کیا حال ہے ان لوگوں کا جو گمان کرتے ہیں کہ میری قرابت نفع نہ دے گی۔ روز قیامت ہر رشتہ و نسب منقطع ہوگا سوا میرے نسب و علاقہ کے کہ وہ دنیا و آخرت میں جوڑا ہوا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث بطریق عدیدہ حضور سے مروی کہ ان میں بعض کے رجال اہل توثیق ہیں اور اسے بیہقی و حاکم و دارقطنی و بزار و طبرانی نے حضرت امیر المومنین فاروق اعظم و حضرت عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن زبیر و منذر و مسور و غیر ہم صحابہ سے روایت کیا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ذہبی کہتے ہیں اسناد اس کی صالح ہے اور ابن حجر نے صواعق میں بعض طرق کو صحیح کہا اور

طب: مولیٰ علیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے قصہ ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں مروی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تزعمون ان شفاعتی لا تنال اہل بیتی وان شفاعتی تنال صداء و حکما تم گمان کرتے ہو میری شفاعت میرے اہل بیت کو نہ پہنچے گی حالانکہ میری شفاعت تو صداء و حکم کو پہنچے گی کہ دو قبیلے ہیں اہل عرب کے یمن میں یعنی جب دور والے محروم نہیں تو پھر گھر والے تو گھر والے ہیں۔ مگر بایں ہمہ قرآن و حدیث نے ہمیں کان کھول کر سنا دیا کہ نسب و جزئیات عند اللہ مدار افضلیت نہیں بلکہ اس کا مدار مزیت دین و تقویٰ ہے۔ قال ربنا تبارک و تعالیٰ یا ایہا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی و جعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم یعنی اے لوگو ہم نے تمہیں پیدا کیا ایک نر اور ایک مادہ سے اور کیا تم کو شاخیں اور قبیلے تاکہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو بے شک بزرگ تر تمہارا خدا کے نزدیک تمہارا بڑا پرہیزگار ہے یعنی اصل تم سب کی ایک مرد و عورت سے ہے نسب کی شاخیں اور قبیلوں کی جدائیاں تو اس غرض سے ہیں کہ اپنے اقربا کو پہچان کر صلہ رحم کرو۔ ہماری بارگاہ میں زیادت عز و جاہت اسی سے ہے کہ پرہیز گاری زیادہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: نخ م: عن ابی ہریرۃ اکرم الناس اتقہم یعنی زیادہ بزرگ لوگوں میں وہ ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہے۔ اور فرماتے ہیں: انظر فانک لست بخیر من احمر ولا اسود الا ان تفضلہ بتقوی اللہ یعنی دیکھ کہ تو کسی سرخ و سیاہ سے بہتر نہیں مگر یہ کہ تو اس سے تقویٰ خدا میں زیادہ ہو۔ اور فرماتے ہیں: طب: المسلمون اخوة لا فضل لاحد علی احد الا بالتقویٰ یعنی مسلمان سب آپس میں بھائی ہیں کسی کو کسی پر بڑائی نہیں مگر بسبب تقویٰ کے۔ اور فرماتے ہیں: ان لله قد اذهب عنکم عبیة الجاہلیة انما هو مومن تقی و فاجر شقی الناس کلہم بنو ادم و ادم خلق من تراب یعنی بے شک خدا نے تم سے دور کیا نخوت جاہلیت کو لوگ دو ہی قسم کے ہیں۔ مسلمان پرہیزگار اور بد بخت تباہ کار۔ آدمی سب اولاد آدم ہیں اور آدم کی پیدائش مٹی سے۔ اور فرماتے ہیں: م ق: ان اللہ لا ینظر

الی صورکم و اموالکم و لکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم یعنی بے شک خدا تمہاری صورتیں اور مال نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے دل اور اعمال دیکھتا ہے۔ اور فرماتے ہیں: ﴿ان انسابکم هذه لیست بمسبة علی احد کلکم بنو ادم لیس لاحد علی احد فضل الابدین او تقویٰ یعنی تمہارے نسب کسی کو گالی دینے کے لیے نہیں تم سب اولادِ آدم ہو کسی کو کسی پر بڑائی نہیں مگر دین یا تقویٰ سے۔ اور فرماتے ہیں: ﴿یا ایہا الناس ان ربکم واحد وان اباکم واحد الا لافضل لعربی علی عجمی ولا لاسود علی احمر الا بالتقویٰ خیرکم عند اللہ اتقکم اللہ یعنی اے لوگوں تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ ایک۔ سن لو نہ کسی عربی کو بزرگی عجمی پر نہ کسی سیاہ کو سرخ پر مگر بسبب تقویٰ کے۔ بہتر تمہارا خدا کے نزدیک وہ ہے جو خدا سے زیادہ ڈرتا ہے۔ اور فرماتے ہیں: ﴿جرعک: الناس لا دم و حواء ان اللہ لا یسالکم عن احسابکم ولا عن انسابکم یوم القیمة الا عن اعمالکم ان اکرمکم عند اللہ اتقکم یعنی خدا روز قیامت تمہارے حسب پوچھے گا نہ نسب سوا اعمال کے۔ بے شک تم میں زیادہ بڑائی خدا کے یہاں اسے ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ اور فرماتے ہیں: ﴿م: من ابطا بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ جس کے ساتھ اس کا عمل درنگ کرے گا اس کا نسب جلدی نہ کرے گا یعنی جو اپنے اعمال میں گھٹ رہا نسب سے نہ بڑھ جائے گا۔ اور فرماتے ہیں: ﴿طب: ان اهل بیتی یرون انہم اولی الناس ہی و لیس کذلک ان اولی الناس ہی منکم المتقون من کانوا و حیث کانوا یعنی میرے اہل بیت کو خیال ہے کہ وہ سب میں زیادہ مجھ سے قریب ہیں اور ایسا نہیں۔ بے شک سب میں زیادہ نزدیک مجھ سے تمہارے پرہیزگار ہیں، کوئی ہوں اور کہیں ہوں۔ اے عزیز اگر نسبت جزئیّت مدارِ فضیلت ہوتی تو سراپردہ ہائے عفت آسمان رفعت، کنیران درگاہ تقدس پناہ حضرات بتول زہرا و زینب و رقیہ و ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو خدام بارگاہ والا جاہ مرتضویٰ پر تفصیل ہوتی بلکہ جناب سبطین کریمین بھی حضرت مولیٰ سے افضل ہوتے کہ ان کی قرابت

کو ان جگر پاروں سے جو درحقیقت رسول اللہ ﷺ کے اجزائے بدن ہیں کیا مناسبت (۱)
 حالانکہ یہ امر باجماع فریقین باطل خود رسول اللہ ﷺ نے جناب ابنین مکرین رضی اللہ عنہما کو اپنا بیٹا
 اور جوانان اہل جنت کا سردار کہہ کے ان کے والد ماجد کو ان پر تفصیل دی۔ فقد اخرج ق: عن
 ابن عمرو مس: عنه وعن ابن مسعود طب: عن قرۃ و ملک بن الحویث و
 عس: عن علی و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین: ان النبی ﷺ قال ابناى
 هذان الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة وابوهما خير منهما و لفظ
 طب: الفضل منهما صححه الحاكم و اسناد طب: حسن یعنی حضور نے ارشاد فرمایا
 میرے یہ دونوں بیٹے حسن و حسین سب جوانان اہل جنت کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان سے بہتر و
 افضل ہے۔ البتہ محبت طبعی اپنے عزیزوں قریبوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس میں ہمارا کلام نہیں جاہ و
 کرامت دینی کا مدار وہی مزیت تقویٰ ہے کما مر۔ اسی لیے ارشاد ہوتا ہے طس: عن ابی ہریرۃ رجالة
 رجال الصیح فاطمة احب الی منک و انت اعز علی منها یعنی اے علی فاطمہ مجھے تجھ سے
 زیادہ پیاری ہے اور تیری عزت میری نگاہ میں اس سے بیشتر ہے۔

تنبیہ نبیہ

سید المرسلین ﷺ کی ابوت صرف ابوت جسمانی پر مقتصر نہیں بلکہ اس کی دوسری قسم
 روحانی ہے۔ اور یہ قسم اول سے اعلیٰ و اکمل۔ تمام مسلمان حضور کے مثل اولاد ہیں کہ زیر سایہ

(۱) قولہ کیا مناسبت۔ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی در اوضح الممعات در باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماید ہج کس
 بحیف شرف ذات و طہارت طینت و پاکی جو ہر بقا طمہ و حسن و حسین ز سدا انتہا اسی مقام پر نظر کر کے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت فاطمہ
 زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہت فرماتے ہیں لا افضل علی بضہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر
 پارہ پر کسی کو فضیلت نہیں دیتا۔ علامہ عبدالرؤف مناوی زیر حدیث افضل نساء اہل البیت فرماتے ہیں و اخوہا ابراہیم افضل من جمیع الصحابة فاطمہ
 زہراء اور ان کے بھائی سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہما سب صحابہ سے افضل ہیں الخ۔ اقوال پس اگر شرافت و نسب و نظافت جوہر و طہارت و غصرو
 طیب و طینت میں گنگو کرتے ہو تو حضرت بتول زہراء رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہیں اور ان امور میں بحث نہیں تو دلائل تفصیل مولیٰ علی
 کرم اللہ تعالیٰ وجہہ میں ان کا ذکر کیوں لاتے ہو۔ غرض حق یہ ہے کہ سلفیہ کی کسی بات کا نقل نہ بیڑا۔

رحمت تربیت و پرورش پاتے ہیں۔ اس لیے ارشاد ہوتا ہے اوس ق حب: انما انا لکم بمنزلة الوالد اعلمکم یعنی میں تمہارے لیے بجائے باپ کے ہوں تمہیں تعلیم کرتا ہوں۔ اور قرأت شاذہ میں وارد النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم وازواجه امہاتہم وھو ابوہم یعنی نبی زیادہ والی ہے مسلمانوں کا ان کی جانوں سے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں اور وہ ان کا باپ علماء فرماتے ہیں حضور کی کنیتوں سے ایک کنیت ابوالمؤمنین ہے یعنی سب مسلمانوں کے باپ۔ پھر جو شخص مشیمہ نفس و تکدرات ہوا کی ظلمات سے باہر آ کر فضائے وسیع اتقا میں قدم رکھتا اور اس ولادت ثانیہ کے بعد ذکر خدا سے استہلال کرتا اور خون ناپاک حب دنیا کا تغذیہ چھوڑ شیر خوشگوار شریعت سے نشوونما پاتا ہے اس کا نسب معنوی نہایت مستحکم ہو کر تربیت محمدیہ کا سچا بیٹا پیارا فرزند گنا جاتا ہے اور یہ نسب نسب ظاہری سے بغایت اعلیٰ و اعلیٰ ہوتا ہے اس لیے شرافت عالم کو شرف سید پر ترجیح و تفوق ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں طس طس: آل محمد کل نقی محمد ﷺ کی آل ہر پرہیزگار ہے۔

امام الفریقین عارف اجل حضرت شیخ شہاب الدین سروردی قدس سرہ العزیز رسالہ اعلام الہدی و عقیدہ ارباب التقی میں فرماتے ہیں کونک تنسب علیا الی النبی ﷺ بالصحبۃ اکمل فی وصفہ من نسبة القرابة اذھی نسبة صوریة والکل عال لان نسبة القرابة نسبة صوریة و نسبة الصحبۃ نسبة معنی ترجمہ: تیرا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی طرف صحبت کے لحاظ سے منسوب کرنا زیادہ کامل ہے نسبت قرابت کے وصف سے، جبکہ یہ نسبت صوری ہے، ویسے دونوں نسبتیں بڑی بلند ہیں، اس لیے کہ نسبت قرابت نسبت صوری ہے اور نسبت صحبت نسبت معنوی ہے۔

عوارف کے باب اول فی التمسک بالعقیدہ الصحیحہ میں ہے شک نیست کہ محبت ہر محبوبے اقتضای محبت کند باہر کہ نسبتے بسبب قرب و قرابت با او دارد و صحابہ و اہلبیت رسول اللہ و رضی اللہ تعالیٰ عنہم

بعضے ہر نسبت صورت و معنی داشتند و بعضے مجرد معنی و نسبت معنوی از نسبت صورتی کامل ترست پس خوب ملحوظ و محفوظ رہے کہ صحابہ کرام میں کسی کو شرف جزیت سے محرومی نہیں بلکہ وہ سب حضور سرور عالم ﷺ کے اہل و عیال و اجزا و اطفال ہیں اور حضور سے اعلیٰ درجہ کا قرب و قرابت رکھنے والے۔ اسی جگہ سے فقیر عرض کرتا ہے۔

مثنوی:-

بہر داخلہ شرع ہاک مصطفیٰ
وان صدف عرش خلافت ایفتی
قطرہا آن چادر ہزم آدای او
زانکہ او کل بود و شان اجزائی او
ہر گہائی آن گل زیبا بدند
دنگ و ہونے احمدی می داشتند
قصہ کارے کرد آن شاہ جواد
ہر ہکی انی لہ گوہاں ستاد
جنبش اہرو نہ تکلیف کلام
خود بود این کار اجزا و السلام
آن عنیق اللہ امامر المتقین
بود قلب خاشع سلطان دین
وان عمر حقگو زبان آنجناب
ینطق الحق علیہ و الصواب
بود عثمان شرمگین چشم نبی
نیغزن دست جواد او علی

نیست گرد دستِ نبی شیر خدا

چون بد الله نامر آمد مرورا

دستِ احمد عین دستِ ذوالجلال

آمد اندر بیعت و اندر قتال

سنگریزا می زند دستِ جناب

ما رمیت اذ رمیت آید خطاب

وصف اهل بیعت آمد اے رشید

فوق ایدیہم ید الله المحید

تبصرہ ثالثہ: بعض فضیلتیں اس درجہ قبول و رضا میں واقع ہوتی ہیں کہ وہ ایک عند اللہ ہزار پر

غالب آتی ہیں۔ جس کا ناصیہ دل آستانہ شرع پر جبیں سائی سے منور اس پر یہ امر شمس و امس سے

اظہر، احادیث صحیح و نصوص معتبرہ سے ثابت کہ ت ق: ایک ساعت صف جہاد میں کھڑا ہونا ہزار

دن کی عبادت اور ایک رات راہ خدا میں پاسبانی ہزار رات کے صیام و قیام اور م: ایک شبانہ روز

سرحد کفار پر گھوڑے باندھنا مہینہ بھر کی روزہ داری و شب بیداری: اور عالم کی خدمت میں گھڑی بھر

کی حاضری ہزار دن کی ریاضت اور ن فر: عالم کی ایک ساعت کہ اپنے پچھونے پر تکیہ لگائے علم

دین کا مطالعہ کرے عابد کی ستر برس کی عبادت اور رمضان کا ایک روزہ ماہ حرام اور ماہ حرام کا اور

دنوں کے تیس روزوں سے افضل ہے۔ اور عشرہ اول ذی الحج میں ایک روزہ صیام یکسالہ اور اشہر حرم

میں پنج شنبہ جمعہ شنبہ کا اکیس سو برس کی عبادت اور ماہ رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور

فرض کا لا اقل ستر گونہ۔ ق: مسجد القدس میں ایک رکعت پانچ ہزار اور مسجد اقدس مدینہ میں پچاس

ہزار اور مسجد الحرام میں ایک لاکھ اور کعبہ میں بیس لاکھ رکعت کا ثواب رکھتی ہے۔ ق: مدینہ طیبہ میں

رمضان کے روزے غیر مدینہ میں ہزار مہینوں کے صیام اور ایک جمعہ اور جگہ کے ہزار جمعہ کی مثل ہے۔

۱: مسواک کے ساتھ نماز بے مسواک کی ستر نمازوں سے افضل۔ (بخاری) مس: ہمارا کوہ
 احد برابر سونا صحابہ کے تین پاؤں غلہ برابر نہیں۔ بخ م: ایک شخص اسی وقت مسلمان ہوا اور جہاد کیا
 یہاں تک کہ شہید ہوا حضور نے ارشاد فرمایا عمل ہذا قلیلاً فاجرہ کثیر اس کا عمل قلیل اور اجر کثیر
 صح: امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: واللہ ابو بکر کا ایک دن رات عمر کی تمام عمر سے بہتر ہے۔

لیج: عن عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ اتانی جبریل
 انفا قلت یا جبریل حدثنی بفضائل عمر بن الخطاب فقال لو حدثتک بفضائل
 عمر منذ ما لبث نوح فی قومہ ما نعدت فضائل عمر و ان عمر حسنة من حسنات
 ابی بکر یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابھی میرے پاس جبریل آیا۔ میں نے کہا اے جبریل میرے
 سامنے ہے عمر بن الخطاب کی فضیلتیں بیان کرو۔ جبریل نے عرض کیا اگر میں عمر کے فضائل اس قدر
 مدت تک حضور سے کہوں جب تک نوح اپنی قوم میں رہے فضائل عمر ختم نہ ہوں اور بے شک عمر ایک
 نیکی ہے ابو بکر کی نیکیوں سے قلت والحديث فیہ شی و لکنہ فی الفضائل مغفر۔

تبصرہ رابعہ: جب توفیق الہی ہدایت اور عنایت ازلی تربیت فرماتی ہے بندہ دامن شریعت کو
 مضبوط تمام کر مناجح سلوک میں گرم جولان ہوتا ہے اور از انجا کہ یہاں کارا ہم غیر حق سے انقطاع و
 تجمل ہے، لہذا پہلی منزل صحیح خیال و تصفیہ تصور کی پڑتی ہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ لطیف تدبیروں اور
 پیاری تصویروں سے جی بہلا کر پریشان نظری کی عادت چھٹاتے اور کشاکش این و آں سے نجات
 دے کر نقش احدیت لوح دل میں جماتے ہیں رزقنا اللہ بجاہ مشائخنا الکرام تدست
 اسرارہم آمین۔ اس سفر کو سیر الی اللہ اور اس کے منتہی کو مقام فنا فی اللہ کہتے ہیں اس مرحلہ کے طے
 میں سب اولیاء برابر ہوتے ہیں اور وہاں لا نفورق بین احد من رسلہ کی طرح لا نفورق بین
 احد من اولیائہ کہا جاتا ہے۔ جب ما سوا اللہ آنکھوں سے گر گیا اور مرتبہ فنا تک پہنچ کر قدم آگے
 بڑھا تو وہ سیر فی اللہ ہے اس کے لیے انتہا نہیں اور یہیں تفاوت و قرب جلوہ گر ہوتے ہیں۔ جس کی

سیر فی اللہ زائد وہی خدا سے زیادہ نزدیک پھر بعض بڑھتے چلے جاتے ہیں اور بعض کو دعوت خلق کے لیے تنزل ناسوتی عطا فرماتے ہیں۔ اس کا نام سیر من اللہ ہے۔ ان سے طریقہ خرقہ و بیعت کا رواج پاتا ہے اور سلسلہ طریقت جنبش میں آتا ہے۔ یہ معنی اسے مستلزم نہیں کہ ان کی سیر فی اللہ اگلوں سے بڑھ جائے اور نزدیکی و بالاروی میں تفوق ہاتھ آئے اگرچہ یہ ایک فضل جداگانہ تھا جو انہیں ملا اور دوسروں کو عطا نہ ہوا۔ آخر نہ دیکھا کہ حضرت مولا علیہ السلام کے خلفاء کرام میں حضرت سبط اصغر و جناب خواجہ حسن بصری کو تنزل ناسوتی و مرتبہ ارشاد و تکمیل ملا اور حضرت سبط اکبر سے کوئی سلسلہ جاری و مستہر نہ ہوا حالانکہ قرب و ولایت امام مجتبیٰ ولایت و قرب خواجہ سے بالیقین اتم و اعلیٰ اور ظاہر (۱) احادیث سے سبط اصغر شہزادہ گلگون قبا پر بھی ان کا فضل ثابت (۲) رضی اللہ عنہم اجمعین ہذا حاصل ما الفادہ سیدی و مولای سلالۃ الا کابر العارف الفاضل کابرا عن کابری سیدنا ابو الحسن احمد النوری مد ظلہ العالی۔

تبصرہ خامسہ : طبیعت کو معاملہ فہمی سے مناسبت، فصل قضا میں افکار کی متانت، حسن روی ثقب برائے و شجاعت و سخاوت زور و طاقت و امثال ذالک۔ ملکات نفسانیہ و کمالات خلقیہ میں مزیت مدار افضلیت نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے اے لوگوں تمہارا رب ایک اور تمہارا باپ ایک آدمی سب آدم و حوا کی اولاد اور آدم کی اصل مٹی، خدا روز قیامت حسب و نسب نہ پوچھے گا۔ اگر ایسے ہی امور پر مدار کار ہوتا تو جزیت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ احق و الیق تھے۔ کمالا مکتبی۔

حاشیہ (۱) قولہ ظاہر احادیث سے الخ۔ طب: عن البتول الزهراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اما حسن فله هبتی و سوددی و اما حسین فان له جراتی و جودی حسن کے لیے میری ہبت اور میری سرداری ہے اور حسین کے لیے میری جرات اور میرا جود۔ و عن المقداد بن معدیکرب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال هذا منی یعنی الحسن و حسین من علی یعنی حسن مجھ سے ہے اور حسین علی سے اس: عنہ باسناد جید الحسن منی و الحسين من علی حسن میرا اور حسین علی کا لحن: عن جابر باسناد حسن من سرہ ان ینظر الی سید شباب اهل الجنة فلینظر الی الحسن جسے خوش آئے کہ جو انان اہل جنت کے سردار کو دیکھا سے چاہے حسن پر نگاہ کرے فافہم واللہ۔

حاشیہ (۲) فقیر بدلیل احادیث ایسا ہی گمان کرتا تھا یہاں تک کہ تیسرے شرح جامع صغیر علامہ مناوی نے اس معنی پر تصریح کی حیث قال فی شرح قولہ صلی اللہ علیہ وسلم شباب اهل الجنة خمسة حسن و حسین و ابن عمر و سعد بن معاذ و ابی بن کعب علی هذا الترتیب انتہی فالحمد للہ علی حسن التفہیم واللہ اعلم۔

عزیزانصاف کر کہ ان خصائص میں تو کفار بھی اہل اسلام کے شریک ہیں حکومت کسرے و حسن پدم و ذہن فلاطون و شجاعت رستم و طاقت اسفندیار و سخاوت حاتم یادگار زمانہ ہیں پھر ایسے فضائل پر سادات مؤمنین صحابہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کے تقاضل باہمی کو بنا کر ان کی شان رفیع میں گستاخی ہے عیاذ باللہ۔

تبصرہ سادسہ: اس میں شک نہیں کہ نکوئی زن و خوبی اولاد سعادات مطلوبہ سے ہے اور اہل فضل سے مصاہرت ترقی بخش و جاہت، علی الخصوص انبیاء لایما سید الوری علیہ وعلیہم التحیۃ الثناء سے یہ علاقہ، کہ اس عظیم شرف سے ممتاز اگر ہنگام فخر و ناز آسمان پر قدم نہ رکھیں تو بجا مگر تاہم یہ باتیں امور خارجہ ہیں نہ محاسن ذاتیہ۔ لہذا اہل و عیال کی برائی سے نہ ذات مرد میں کوئی نقص پیدا ہو اور نہ ان کی خوبی و بہتری سے نفس فحش میں کچھ فضیلت زیادہ ہو۔ غیر کا فضل اپنا کمال ٹھہرتا تو باپ دادا سے اکتساب فضیلت زیادہ سزاوار تھا حالانکہ پہلے ثابت ہو چکا کہ شرف نسب یہاں ^{مطمح} نظر نہیں۔ اسی لیے آج تک کسی نے عثمان ذوالنورین کو حضرات شیخین سے افضل نہ بتایا باوجودیکہ ان کی بیبیاں خاندان نبوت سے نہ تھیں اور ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کے دو جگر پارہ والا تمکین۔ نہ کسی نے ابو قحافہ والد صدیق کو صدیق عتیق سے بہتر ٹھہرایا۔ حالانکہ صدیق کی تمام اولاد مل کر ابو قحافہ کے ایک بیٹے صدیق کو نہیں پہنچتی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ پس نساء و اطفال میں باہم موازنہ کر کے تفصیل پر دلیل چاہنا بر تصویر سے بہار یا شیر قالین سے شکار مانگنا ہے۔ ہاں جہاں فضل فی نفسہ دلائل آخر سے ثابت ہو اس کی مؤیدات و ملایمات میں ایسے امور کی تذکیر یا جس جگہ ایسی قسم کے مفاخر میں کلام ہو وہاں باقتضای مقام ان باتوں پر بنائے تقریر بجا و زیبا ہے۔ جیسا حضرت مولا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے جواب جناب معاویہ رضی اللہ عنہ میں واقع ہو اور نہ ان زوائد کو افضلیت متنازع فیہا کی دلیل ابتدائی مستقل ٹھہرانا مجمع عقلاء میں زعفران زار کشمیر یا دولانا ہے۔ نوح علیہ السلام کی زوجہ اور ان کا بیٹا کنعان کفار بددین تھے۔ اس سے فضل نوح میں عیاذ باللہ کیا بٹانگا اور یعقوب علیہ السلام کی بیبیاں بیٹے سب صلحائے مؤمنین تھے اس سے ان کا مرتبہ نوح علیہ السلام پر

کب بڑھ گیا۔ واسفہ یہ بدیہی مقدمات بھی ایسے تھے جن کے لیے یہ اہتمام کرنا پڑتا، جدا تبصرہ ان کی غرض سے وضع کیا جاتا، مگر کیا کیجیے رشتہ سخن دست مخاطب میں ہے جب اہل عصر ایسی کھلی کھلی باتوں میں الجھیں تو ہمیں ازاحت شکوک سے کیا چارہ واللہ المستعان والیہ الشکوی۔

تبصرہ سابعہ: سنیت اس صراط مستقیم کا نام ہے جس میں لم يجعل له عوجا طرفین افراط و تفریط کی طرف میلان بحمد اللہ حرام ہے۔ لہذا ہم جس طرح ان تبصرات میں اپنے مخالف اول یعنی فرقہ تفضیلیہ کے خیالات باطلہ و اوہام عاقلہ کی بیخ کنی کرتے آئے ہیں واجب کہ کچھ دیر اوپر سے باگ پھیر کر دو چار باتیں ان حضرات سے بھی کر لی جائیں جنہوں نے بعض متاخرین ہند کے بعض کلمات زور آزمائی دیکھ کر بد اہت عقل و شہادت نقل کو بالائے طاق رکھا۔ اور حضرات شیخین یا جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفصیل من جمیع الوجوہ کا دعویٰ کر دیا کہ جس طرح وہ فرقہ متفرقہ ہمارے طریق مراد میں سنگ راہ ہے ان لوگوں کی غلش بھی چشم انصاف میں خار دامان نگاہ ہے۔ جب طرفین کے شبہات کا علاج ہو جائے گا تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اپنے نزدیک جو معنی تفصیل ہیں انکے چہرہ تحقیق سے نقاب اٹھائیں گے کہ مقصود اعظم ان مباحث سے وہی ہے وباللہ التوفیق۔

اب ذرا تبصرہ اولیٰ کی تقریر پر دوبارہ نظر ڈالیں کہ جس طرح اس سے یہ امر منصفہ و وضوح پر جلوہ گر ہو چکا کہ مجرد کسی فضیلت سے اختصاص مناط افضلیت و اکرمیت نہیں ورنہ تناقض بین لازم آئے کہ صحابہ میں اکثر حضرات فضائل خاصہ سے ممتاز تھے جو ان کی غیر میں نہ پائے جاتے اور یہ ہمیں وجہ بعض احاد صحابہ خلفاء اربعہ سے افضل قرار پائیں اور وہ خلاف اجماع ہے۔ اسی طرح یہ مقدمہ بھی انجلائے تام پا چکا کہ ان حضرات میں ایک کو دوسرے سے یکجہج وجوہ افضل اور تمام افراد محامد میں اعلیٰ و اکمل نہیں کہہ سکتے ورنہ خصائص خاصہ نہ رہیں کمالا تکلی۔ فقیر حیران ہے یہ حضرات مفضولیت مطلقہ و اختصاص بخصائص میں مناقات نہ مانیں گے یا مولا علی کے مناقب خاصہ ہی سے انکار کر جائیں گے خدا را ذرا آنکھ کھول کر کتب حدیث دیکھیں۔ جس قدر خصائص وافرہ حضرت مولا کے مالک و مولانا نے انہیں عطا فرمائے دوسرے کو تو ملے بھی نہیں پھر صریح آفتاب کا انکار کیونکر بن

پڑے گا۔ بحمد اللہ ہمارے آقائے نامدار پر ورفعلنا لک ذکرک کا ایسا پرتوہ جلیہ ہے کہ ان کے فضائل ہماری نشرو تذکیر کے محتاج نہیں، نہ ہماری قدرت اس کی وسعت رکھے مگر حبیب کا ذکر حبیب اور رحمت الہی کا نزول قریب۔ لہذا شوق دلی جوش زن ہے کہ شیخین کی تفصیل من جمیع الوجوہ ماننے والے ذرا سنبھل کر ہمیں بتائیں کہ وہ کون تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طب: لوگ مختلف پیڑوں سے ہیں اور میں اور وہ ایک درخت سے ہاں وہ علی مرتضیٰ ہے مصطفیٰ کی شاخ اور آل مصطفیٰ کی جڑ ﷺ۔ ہاں وہ کون تھا: عن ام عطیہ جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر میں بھیجا جب وہ پیارا محبوب روانہ ہے محبت مصطفوی نے جوش پایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ بلند فرما کر دعا کی اللهم لا تمتی حتی تریبی علیا الہی مجھے دنیا سے نہ اٹھانا جب تک علی کو نہ دیکھ لوں۔ ہاں وہ علی ہے محبوب خدا و مطلوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہاں وہ کون ہے؟ جس کی نسبت مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد ہے طب خط: عن عباس رضی اللہ عنہ، اللہ نے ہر نبی کی ذریت اسکے صلب میں رکھی اور میری ذریت اس کی پشت میں۔ ہاں وہ علی ہے ابو الائمۃ الطاہرین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔ ہاں وہ کون ہے جسے بشارت دیتے ہیں قط: تو روز قیامت حسین نار و جنان ہے ہاں وہ علی ہے سید الامراء و قاتل الکفار رضی اللہ عنہ۔ ہاں وہ کون ہے؟ جسے اس: معراج کے جانے والے عرش پر قدم رکھنے والے نے حکم دیا میرے کندھوں پر چڑھ کر سقف کعبہ سے بت گرا دو اور جب وہ بلند اختر چڑھا اپنے کو ایسے مقام رفیع پر پایا کہ فرماتا ہے کہ انہ لیخیل الی انی لو شئت لسلت افق السماء مجھے خیال آتا تھا اگر چاہوں آسمان کا کنارہ چھو لوں۔ ہاں وہ علی ہے بالامنزلت والامر تبت کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔ ہاں وہ کون ہے؟ جسے خ م: (۱) ارطب: رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک میں ساتھ نہ لے گئے۔ عرض کیا حضور مجھے عورتوں بچوں میں

(۱) عن سعد بن ابی وقاص عن ابی سعید الخدری طب عن اسماء بنت عمیس و ام سلمہ و جیش بن جنادة و ابن عمرو بن عباس و جابر بن عمر و علی و البراء بن عازب و زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ۱۱۱۔

چھوڑے جاتے ہیں۔ ارشاد ہوا کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے (۱) بمنزلہ ہارون کے ہو
 موسیٰ سے مگر میرے بعد نبی نہیں۔ ہاں وہ علی ہے برادر احمد خلیفہ امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 ہاں وہ کون ہے جو تمام مسلمانوں کا مولا بنا اور بتا کیدا کیدا ارشاد ہوا (۲) تس ق ضم
 : جس کا میں (۳) مولا اس کا یہ مولا۔ الٰہی دوست رکھا سے جو اسے دوست رکھے، اور دشمن
 رکھا سے جو اس سے دشمنی کرے ہاں وہ علی ہے امیر المؤمنین مولیٰ المسلمین کرم اللہ تعالیٰ
 وجہہ۔ ہاں وہ کون ہے؟ مخ م (۴) روزِ خیبر مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کل یہ نشان اسے دوں گا جس
 کے ہاتھ پر فتح ہوگی۔ خدا اور رسول اسے پیارے اور وہ خدا اور رسول کا پیارا۔ رات بھر
 لوگوں میں چہ چار ہا دیکھیے کسے عطا ہو۔ صبح حضور نے اس فتح نصیب کو بلا کر نشان عطا کیا ہاں
 وہ علی ہے۔ حرز اسلام و شیرِ ضرعام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہاں وہ کون ہے کہ مصطفیٰ ﷺ نے اپنی مسجد
 اقدس میں بحالت جنابت گزرنا اپنے لیے جائز کہا یا اس کے لیے، ہاں وہ علی ہے طاہر، اطہر
 ، طیب، اعطر کرم اللہ وجہہ۔ ہاں وہ کون ہے؟ کہ ت: جب مصطفیٰ ﷺ نے اپنے اصحاب کرام
 میں مواخات کی وہ مصطفیٰ کا پیارا روتا آیا کہ مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا۔ حضور ﷺ نے ارشاد
 فرمایا انت احی فی الدنیا والاخرۃ تو تو میرا بھائی ہے دنیا و آخرت میں۔ ہاں وہ علی

(۱) یعنی جس طرح موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تیس راتوں کے وعدے پر حق سبحانہ و تعالیٰ سے کلام کرنے گئے تو ان علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
 فرمائے تھے اختلف فی قومی میری قوم میں میرے بعد نیابت گرنایوں ہی ہم بھی جہاد کو تشریف لے جاتے ہیں اور تمہیں پس ماندوں پر اپنا
 خلیفہ و نائب چھوڑتے ہیں تو تمہاری ہماری نسبت اس وقت بالکل ایسے ہوئے جیسے اس وقت مولیٰ و ہارون کی فرق اس قدر ہے کہ ہارون
 صرف نائب ہی تھے بلکہ امام مستقل بھی تھے کہ خود ہی نبوت رکھتے تھے تم فقط نائب ہو امانت بالاستقلال نہیں رکھتے کہ ہمارے بعد کوئی نبی
 ہے ہی نہیں جو بذات خود والی ہو یہ ہیں معنی حدیث اور اسکے سوا جو معنی اوہام خود سے تراشیں وہ ان پر مردود ہیں واللہ اعلم ۱۲ منہ۔

(۲) عن البراء بن عازب عن یزید بن ابی مرثد عن البراء قال السیوطی حدیث متواتر یعنی صدرہ فقہ رواہ ظلون
 صحابہ کرام عن احمد واکثر جون ہم من اصغر علی الصدور ہم من اتم واللہ اعلم ۱۲ منہ۔

(۳) حدیث صحیح ہے اور اس میں بعض علمائے شان نے جو کلام کیا مقبول نہیں مگر تفسیلیہ یا رافضہ کا مطلب اس سے کچھ نہیں نکلتا ہم انشاء اللہ
 تعالیٰ خاتمہ کتاب میں اس کی بحث تحریر کریں گے ۱۲ منہ۔

(۴) عن اہل بن سعد طب عن ابن عمر و ابن ابی لیلیٰ و عمران بن حصین عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۲ منہ۔

ہے آفتاب مکارم ماہتاب بنی ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ہاں وہ کون ہے طس عس عسق لیج: جسے فصل قضا و رفع خصومات میں تمام صحابہ پر ترجیح میں ہے۔ یہاں تک کہ عم سع: فاروق۔ جیسا خلیفہ بلند رتبہ پناہ مانگے اس قضیہ دشوار سے جس میں وہ حاضر نہ ہوا اور عم: بارہا کہے اگر وہ نہ ہوتا عمر ہلاک ہو جاتا۔ عن سعید و هو حدیث واحد عند عم ۱۲ ہاں وہ علی ہے صاحب رائے ثاقب و فکر صائب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔ ہاں آج سق قی: فی دلائل النبوة عن جابر بن عبد اللہ منہ، عن ابی رافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ کس شیر شرزہ نے غضبناک ہو کر سپر ہاتھ سے گری ہے تو خیبر جیسے قلعہ کا دروازہ اوکھیر کر سپر بنایا ہے جس کے زور بازو کا ملاء اعلیٰ میں شور پڑ گیا ہے۔ ہاں وہ علی ہے اسد حیدر ضعیف غنفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ہاں آج میدان احد میں کس صف شکن شمشیر زن شیر افکن نے تیغ شرر بار کی وہ بجلیاں چمکائی ہیں کہ ششم: یعنی ابن ہشام بلفظہ حدیثی اهل العلم ان ابن ابی نجیح قال نادى مناد يوم احد لا سيف الا لشمس ظفر پیکر مصطفیٰ ﷺ میں منادی پکار رہا ہے لا سيف الا ذوالفقار ولا فتى الا على الكرار ہاں وہ علی ہے شیر خدا بازوئے مصطفیٰ ﷺ۔ ہاں وہ کون ہے جسے روز قیامت ساقی کوثر بنائیں گے اور اس کے ہاتھ سے تشنگان امت کو سیراب فرمائیں گے۔ ہاں وہ علی ہے ابر سخاوت بحر کرامت کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہاں وہ کون ہے کہ مک: معرکہ محشر میں صراط کا بندوبست اس کے ہاتھ ہوگا جب تک وہ پروانہ اجازت نہ لکھ دے گا گزر نہ ملے گا۔ ہاں وہ علی ہے ہادی کریم و صراط مستقیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اے رضائے دل افکار ہماری تو جان زار اس ماہر وے گلزار گروئے ماہ رخسار کی ہر ادائے شیریں پر نثار جو قاطمہ جیسی دو بہن کا دولہا بنا۔ س: انت منی و انا منک کا سہرا بندھا۔ س: صدیق و فاروق نے درخواست کی صغیر سن کے عذر سے قبول نہ ہوئی۔ س: جب علی نے عرض کیا مرحبا و اهلا جواب ملا ذالک فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔ ابن عباس رضی

اللہ عنہا فرماتے ہیں طب: کانت لعلی ثمانیۃ عشر منقبة ما کانت لاحد من هذه الامة علی کے لیے اٹھارہ متعجبیں ایسی تھیں کہ اس امت میں دوسرے کے لیے نہیں (۱)

امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لیع: کانت لقد اعطی علی ثلث خصال لان تکون لی خصلة منها احب الی من حمر النعم علی تین خصلتیں ایسی دیے گئے کہ اگر میرے لیے ان میں سے ایک ہوتی تو سرخ اونٹوں سے زیادہ مجھے پیاری ہوتی اور یہ ایک مثل ہے عرب میں نہایت محبوب چیز کے لیے فسئل و ماہی دریافت کیا گیا وہ خصلتیں کیا ہیں؟ قال تزویجہ ابنتہ فرمایا نبی ﷺ کا اپنی بیٹی انہیں دینا و سکناہ فی المسجد لا یحل لی فیہ ما یحل لہ اور ان کا مسجد میں رہنا کہ میری لیے اس میں حلال نہیں جو انہیں حلال ہے والراية یوم خیبر اور روز خیبر کا نشان اے عزیز صوفیہ کے دل سے پوچھ جو احسانات ان پر اس جناب آسمان قباب کے ہیں خدا تک وصول بے انکاد امن پکڑے محال اور راو سلوک میں قدم رکھنا بے انکی عنایت و اعانت کے خام خیال تکمیل و ارشاد باطنی کا سہرا اسی نوحشاہ بزم عرفان کے سر ٹھہرا۔ غوث قطب ابدال اوتا داسی سرکار کے محتاج اور طالبان وصل الہی کو اسی بارگاہ کی جبیں سائی معراج۔

سلامی جس کے در کا کاہر ولی ہے علی ہے ہاں علی ہے ہاں علی ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ کی نیابت عامہ و خلافت تامہ حضور سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ و علیہم اجمعین کو حاصل، عالم علوی و سفلی میں ان کا حکم جاری فرمان روائے کن کو ان کی زبان کی پاسداری، تدابیر و تصرف کی باگیں ان کے ہاتھ میں دی گئیں اور کاروبار عالم کی کنجیاں ان کے قبضہ اقتدار میں رکھی گئیں۔ منشور خلافت مطلقہ و تفویض تامہ کا ان کے نام نامی پر پڑھا گیا اور سکھ و خطبہ ان کا ملاء ادنیٰ سے عالم بالا تک جاری ہوا۔ دنیا و دین میں جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہ عرش اشتباہ سے

(۱) اصول میں مبرہن ہو چکا کہ عدد کے لیے مفہوم نہیں اور ایک عدد کا ذکر زیادت کا منافی یا زائد کا منافی نہیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں م فصلت علی الانبیاء بست میں انبیاء پر چھ بات میں تفصیل دیا گیا حالانکہ حضور کی وجہ تفصیل حد احصاء سے خارج ہیں ہم نے یہاں یہ تبیحت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اٹھارہ خصائص پر اقتصار کیا اور جو چھوڑ دیا اس سے بدرجہا زائد ہے جو قید تحریر میں آیا واللہ اعلم ۱۲۱ھ۔

ماتا ہے۔ حضور ارشاد فرماتے ہیں: اعطيت مفاتيح الارض مجھے زمین کی کنجیاں دی گئیں اور فرماتے ہیں طب: اوتيت مفاتيح كل شيء مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں۔ علماء فرماتے ہیں نبی ﷺ خزانہ راز ہیں اور انہیں کے توسط سے عالم کے سب کام نفاذ پاتے ہیں۔ ان کے غیر سے نہ کوئی حکم نافذ ہونہ ان کے سوا دوسرے سرکار سے کوئی نعمت خلق پر فائز ہو جو چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے۔ عالم میں کوئی ان کے ارادہ و مشیت کا پھیرنے والا نہیں۔ امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری شریف مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں فہو صلی اللہ علیہ وسلم و ان تاخرت طنبہ فقد عرفت قیمته ہو خزانة السر و موضع نفوذ الامر فلا ینفذ امر الامنه ولا ینقل خیر الا عنہ (الی ان قال)

اذا رام امرًا لا یكون خلافه و لیس لداک الامر فی الکنون صارف
پھر حضور کی بارگاہ میں یہ کارِ خطیر و منصبِ جلیل حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کو مرحمت ہوا

تمام اقطاب عالم اس جناب کے زیر حکم مدبرات الامر سروروں پر سروری، افسروں پر افسری، جملہ احکام عزل و نصب و عطا و منع و کن و مکن انہیں کی سرکار والا اقتدار سے شرف امضا پاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حاجت مندان عالم اپنے مطالب و مقاصد میں ان سے استمداد کرتے اور آستان فیض نشان پر سرارات دھرتے ہیں یہاں تک کہ عرف مسلمانان میں مولا مشکل کشا اس جناب کا نام ٹھہرا اور ناد علیا مظہر العجائب کا غلغلہ ہمک سے سماک تک پہنچا۔ پھر یہ نیابت مرتضوی حضرت محبوب ذی الجلال، قطب الارشاد و الابدال، تفسیر باطن قرآن، راحت روح ایمان، قبلہ جان و دل، بے لوث آب و گل، سرالسر، نورالنور، سید الکونین، غوث الثقلین، قطب ربانی، محبوب سبحانی، سیدنا و مولانا محی الدین ابو محمد عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی قدسنا اللہ بسرہ الکریم و رحمننا بہ یوم لا ولی و لا حمیم امین و سادہ خسروی و مسند حاجت روائی پر جلوہ افروز ہوئے۔ فاضل علی قاری نزہۃ الخاطر اور قسطنونی بیچہ الاسرار اور امام یافعی اپنی بعض تالیفات میں اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار میں اس جناب ملائک رکاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں من

توسل بی فی شدة فرجت عنه و من استغاث بی فی حاجة قضیت له و من صلی بعد المغرب رکعتین ثم یصلی و یسلم علی النبی ﷺ ثم یخطو الی جهة العراق احدی عشر خطوة یدکر فیها اسمی قضی اللہ حاجتہ جو کسی سختی میں مجھ سے توسل کرتا ہے وہ سختی اس کی دور ہو جاتی ہے اور جو کسی حاجت میں مجھ سے فریاد کرتا ہے وہ حاجت اس کی بر آتی ہے اور جو بعد نماز مغرب دو رکعتیں پڑھے پھر نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجے پھر عراق کی طرف گیارہ قدم چلے ہر قدم پر میرا نام لیتا جائے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روا فرمائے (۱)

سچ ہے سچ ہے اے مصطفیٰ کے بیٹے ہم تیرے ارشاد پر یقین لائے الغیاث الغیاث یا

سیدی الغیاث -

غوث اعظم بمن بیرو سامان مدوی قبلہ دین مددے کعبہ ایمان مدوی

عزیزا۔ سادات صوفیاء کہ ائمہ باطن و حضار موطن ہیں۔ ان امور کو اپنے مشاہدے سے بیان فرماتے ہیں اور علماء شرع ان سے بہ تسلیم و تائید پیش آتے ہیں۔ آنکھوں والوں نے دیکھ کر جانا۔ ماننے والوں نے سن کر مانا۔ حرمان نشانہ وہ جسے نہ یہ ملانہ وہ۔ اے مدعی کج فہم کہنہ تختہ مشق وہم کیوں بہ چشم خشم نگران ہے چھوڑ کہ تیرا دست تعنت میرے دامن پر گراں ہے۔ سمجھانہ سمجھا عبث الجھا بے وجہ جھگڑانا حق بگڑا۔ خدا کو مان روئے سخن اپنی طرف نہ جان۔ بے گانہ دار ادھر نہ گزر مجلس یاراں منغص نہ کر۔ اٹھ کہ اس باطنی دفتر میں لم و لا نسلم کا قصہ نہیں۔ ہمارے گرم تر ساغر میں فقیہہ سردوز اہد خشک کا حصہ نہیں۔ غوث اعظم کا ارشاد ہمارا دین ہے اور مشاہدات صوفیہ پر کامل یقین۔ مورنا تو اں تھے پر ہد ہد سے لپٹ گئے۔ قسمت میں ہے تو سلیمان تک پہنچ ہی جائیں گے ورنہ پالیوں سے تو نجات پائیں گے۔ تجھے اگر یہ روش ناپسند ہے جا انہی بوعلی و فلاتون کے کھودے

(۱) فرمود ہر گاہ از خدا چہ خواہید بوسیله من خواہید تا خواہش شما با جابت رسد و فرمود ہر کہ استغاثت کند بمن در کہتے کشف کردہ شود آن کہرت ازود ہر کہ منادی کند بنام من در شدتے کشادہ شود آن شدت ازود ہر کہ وسیلہ کند بمن بسوے خدا در حاجتے قضا کردہ شود آن حاجت مراد فرمود کسی کہ دو رکعت نماز گزارد و بخواند در ہر رکعت بعد از فاتحہ سورہ اخلاص یا زدہ بار بعد از اں درود بفرستد بر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بعد از سلام یا زدہ بار بخواند آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم را بعد از اں یا زدہ گام بجانب عراق برود و نام مرا بگیرد حاجت خود را از درگا و خداوندی بخواد حق تعالیٰ آن حاجب اورا قضا کرد و بمنہ و کر مہ ۱۱۲ اخبار الاخیار۔

ہوئے کنوؤں میں گریا تیرہ صدی کی تازہ بدعتوں کے بارہ باٹ راستوں میں پھر، ہمارا وقت پریشان کرنے سے کیا فائدہ۔

بہر خدا مطربِ شہر میں نواز ساز کن آہنگِ مقامِ حجاز
ناواقفانِ راز کے منہ کہاں تک لگیے۔ تفریحِ قلب کو کوئی منقبت سراپا برکت چھیڑیے۔

غزل در منقبتِ علی:

مر تفضی سا شیرِ صفا ہو تو میں جانوں۔

اس سے آگے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اشعار کھل نہیں لکھے۔ قلمی نسخہ میں یہ جگہ خالی ہے۔ اصل قلمی نسخہ کی فوٹو اس کتاب کے آخر میں دے دی گئی ہے۔ وہاں ملاحظہ کر لیں۔

غرض کیا کیجیے کیا نہ کیجیے، نہ چھوڑے بنتی ہے کہ شوقِ تمنا افزائشوں پر ہے نہ طول دیے
گزرتی ہے کہ فوتِ مقصود کا ڈر ہے۔

رباعی ہک چند ہمداحی اور دل بستہم

عمرے قدمِ اشہبِ خامہ خستہم

دیدم رضا حوصلہ فرسا کارے ست

کاغذ بد دیدہم و قلم بَشکستہم

اجل التبصرات تبصرہ ثامنہ :- صدر اول کے بعد مسئلہ تفصیل میں عہدِ قدیم سے

دو مذہب تھے۔ اہل سنت حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو افضل اور علو جاہ و رفعت پائے گاہ میں

اعلیٰ و اکمل جانتے اور تفصیلیہ ان امور میں حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو سب پر تفوق مانتے۔

اب مرورِ زمانہ و کثرتِ اہوا و تشمتِ آرا سے ہر مذہب میں ایک شاخ پھوٹ کر دو کے چار ہو گئے۔

ادھر والوں میں بعض غصہ ناکوں پر ان کے تعصب کا یہ فرمان جاری ہوا کہ حضرات شیخین رضی اللہ

تعالیٰ عنہما کی تفصیل میں جمیع الوجوہ کا دعویٰ کر دیا۔ جن کی خدمت گزاری ہم تبصرہ سابعہ میں کر آئے اور ادھر والوں میں جن کے قلوب نے غلبہ ہوا و غلظت و جفا سے تفصیل شیخین کو گوارا نہ کیا اور صریح انکار میں نام سنیت مسلوب ہوتے دیکھنا چار تحصیل مطلوب و دفع مکروہ کی یہ راہ نکالی کہ زبان سے تفصیل شیخین کا اقرار اور ترتیب مذکورہ اہل سنت پر بکشاہدہ پیشانی اصرار رکھا۔ مگر افضلیت کے معنی وہ تراشے جس سے ان کا مرتبہ حضرت مولا پر بڑھنے نہ پائے اور اپنا مطلب فاسد ہاتھ سے نہ جائے۔ اس فرقہ کے سامنے جس قدر دلائل قرآن و حدیث و آثار اہل بیت و اقوال علماء سے پیش کیجیے محض بے سود پڑتے ہیں۔ وہ سب کے جواب میں ایک ذرا سی بات کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں تفصیل شیخین سے کب انکار ہے ہم خود انہیں بعد انبیاء افضل البشر جانتے ہیں مگر افضلیت کے معنی یہ ہیں نہ وہ جو تم سمجھے۔ لیجیے آدھے فقرہ میں سارا دفتر گاؤ خورد ہو گیا، کی کرائی محنت برباد گئی۔ لہذا واجب کہ اول معنی افضلیت کی تحقیق و تنقیح اور اس فرقہ جدیدہ کے اوہام کا قلع قمع ہو لے۔ اس کے بعد لظم حج و اقامت براہین کا دروازہ کھلے، پھر انشاء اللہ تعالیٰ حجت الہی تمام پائے گی اور مخالف کو کوئی راہ مفر نظر نہ آئے گی۔ فاقول وباللہ التوفیق: فضل لغت میں بمعنی زیادت ہے اور افضل وہ جو اپنے غیر سے زیادہ ہو مگر ہم جو نظر کرتے ہیں تو بعض فضائل ایسے ہیں جن کی رو سے ان کے متصف پر لفظ افضل بہ ارسال و اطلاق محمول ہوتا ہے۔ کسی جہت و حیثیت سے تقید کی حاجت نہیں ہوتی اور بعض کی رو سے قید خاص لگا کر اطلاق کرتے ہیں۔ مطلق چھوڑنا روا نہیں رکھتے مثلاً ایک شخص فنون سپہ گری میں طاق، بانک بنوٹ میں مشتاق، گھوڑا اچھا پھراتا ہے۔ تیغ و تیر خوب لگاتا ہے، دوسرا عالم تحریر، فاضل بے نظیر، جب ان دونوں کی نسبت سوال ہوگا۔ ان میں کون افضل؟ جواب دیا جائے گا عالم اور اس وقت کسی قید و خصوصیت کی احتیاج نہ ہوگی۔ اور عسکری کی فضیلت خاصہ بیان کرنا چاہیں گے تو یوں کہیں گے کہ یہ سپاہی اس عالم سے فنون سپہ گری میں افضل ہے بغیر اس قید کے اس کی افضلیت کا حکم درست نہ ہوگا۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ فضائل باہم درجات شرف میں متفاوت ہیں نہ مساویۃ الاقدام۔ پس جب دو فضیلتوں میں تفاوت کے متصفین سے سوال ہوگا افضل

مطلق صاحب فضل اشرف پر محمول ہوگا اور دوسرے کو افضل کہیں گے تو اس فضل خاص کی قید لگا کر نہ مطلقاً و ہذا ظاہر جدا۔ اب وہ شخص جسے تمام آدمیوں خواہ کسی قوم خاص میں سب سے افضل کہیے اور اسے اپنے ان اغیار میں جس کے ساتھ ملا کر پوچھیے افضل مطلق کا حمل اسی پر کیا جائے۔ بالضرور ایسے فضل میں فائق ہونا چاہیے جو ان سب اغیار کے فضائل سے اشرف و اعلیٰ ہو۔ جیسے علم و تفقہ فی الدین بنسبت مہارت فنون حرب و غیرہ کے۔ ورنہ اگر ان میں کوئی شخص اس سے بہتر فضیلت رکھتا ہے تو جب اس کے ساتھ ملا کر دریافت کریں گے، افضل بالاطلاق اسی پر اطلاق ہوگا۔ پھر یہ شخص ان سب سے افضل کب رہا ہذا خلف ہم ایسے ہی فضل کا نام فضل کلی و فضیلت مطلقہ رکھتے ہیں۔ اور جن فضائل کی رو سے یہ اطلاق بعد تقیید جہت و حیثیت صحیح ہوتا ہے وہ فضائل جزئیہ و خاصہ ہیں۔ اور زبان عرب میں فضل اول سے تعریف لفظ فضل اخبار ہوتا ہے اور ثانی سے اس کی تنکیر کے ساتھ فیقال للعالم الفضل علی العسکری ولہذا العسکری فضل ما علی العالم پس ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے کہ جب کلام ایسے شخصوں میں واقع ہو جن میں ہر ایک خصوصیات خاصہ رکھتا ہے کہ اس کے غیر میں نہیں پائی جاتیں اور ان میں ایک کو سب سے افضل کہا جائے اور وہ حکم جہات خاصہ کی تقیید سے عاری ہو تو اس کلام سے یہی معنی سمجھے جائیں گے کہ یہ شخص اپنے اصحاب پر فضل کلی رکھتا اور اس جماعت میں ایسی فضیلت سے مختص ہے کہ اوروں کا کوئی فضل اس کے موازی و ہمسر نہیں۔ اور تبصرات سابقہ سے واضح ہو چکا کہ صحابہ میں اکثر حضرات خلعت ہائے خاص سے مشرف تھے کہ ہر ایک کو اپنی اس فضیلت خاصہ میں افضل کہہ سکتے ہیں۔ تو بالضرور فضائل جزئیہ کہ حمل افضل بالتقید کے مجوز ہیں، مورد نزاع و صالح اختلاف نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ما بہ النزاع وہی فضل کلی صحیح اطلاق افضل بالاطلاق ہے پس مطمح نظر فریقین اس مسئلہ میں یہ ٹھہرا کہ صحابہ سید المرسلین ﷺ و علیہم اجمعین میں کون ایسے فضل و بزرگی والا ہے جو تمام فضائل و کمالات سے بلند و بالا ہے۔ جس کی رو سے ہم اسے علی العموم سب صحابہ سے بے تقیید جہت و تخصیص حیثیت افضل کہیں اور فضل کلی کا صاحب بتائیں اب ہم دونوں فریق کو عنان توجہ اس طرف منعطف کرنا لازم کہ آخر مناط اس فضل کا کیا ہے اور کس بات کے سبب یہ اطلاق صحیح ہوتا ہے۔ مگر اطراف و جوانب کے ملاحظہ سے روشن ہوا

کہ یہ حکم باختلاف مقاصد مختلف ہو جاتا ہے۔ کفار کا غایت مرام و نہایت مراد مال و غنا و زینت حیات دنیا ہے تو وہ اسی کے لیے فضل کلی ثابت کرتے ہیں جو ثروت و جاہ دنیوی میں اپنے اغیار پر فائق ہو اور اسی پر بلا تقید لفظ خیر و افضل کا اطلاق کرتے ہیں کما خبر الحق سبحانہ فی القرآن العظیم و نادى فرعون فى قومه قال يا قوم اليس لى ملك مصر و هذه الا نهار تجرى من تحتى افلا تبصرون ام انا خير من هذا الذى هو مهين ولا يكاد يبين اور پکارا فرعون اپنی قوم میں۔ بولا اے قوم میری! کیا نہیں ہے میرے لیے بادشاہت مصر کی اور یہ نہریں بہتیں میرے نیچے سو کیا تمہیں سو جھتا نہیں یا میں بہتر ہوں اس سے یعنی موسیٰ سے وہ ذلیل ہے اور قادر نہیں بات صاف کہنے پر۔ کفار مکہ سے نقل فرماتا ہے و قالوا لولا نزل هذا القرآن على رجل من القريتين عظيم اور بولے کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن کسی عظمت والے مرد پر دونوں بستیوں مکہ مدینہ میں سے۔ اہل تکبر نجابت اصل و شرافت نسب و نسل پرنازاں ہوتے ہیں اور اسی کو اگرچہ خلاف واقع ہوا اپنے زعم کے مطابق مدار خیریت و مناط مفاخرت سمجھتے ہیں کما حکم الكتاب المبين عن اللئيم الرجيم اللعين قال انا خير منه خلقتى من نار و خلقتہ من طين بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔ عشاق صورت کے دل سے تناسب اعضا و حسن دلربا و صفائے چہرہ و نزاکت بشرہ و صباحت خد و رشاقہ قد کی لوگی ہے وہ اپنے محاورات میں اسی کو افضل کہتے ہیں جو سب سے زیادہ حسین اور صاحب ادائے شیریں و حسن نمکین ہوا ایسے ہی ہر فرقہ و طائفہ اپنے مقصود پر نظر رکھتا ہے۔ ہم معشر اسلام کا مقصد اعلیٰ و مرام اسٹی حضرت الہی تبارک و تعالیٰ سے تقرب و حصول عرفان و بلوغ رضوان و عز و جاہ و کرامت عند اللہ کما قال ربنا عز من قائل ان الی ربک المنتهى تو فضل کلی ہم گروہ مسلمانان کے نزدیک اسی کا حصہ جو ان امور میں اپنے غیر پر پیشی و بیشی رکھتا ہو۔ زید میں اگر ہزار کمالات ہوں اور وہ فضیلتیں اسے خدا کے قریب نہ کریں فضائل نہیں رزائل ہیں۔ آخر نہ دیکھا علم جیسی فضیلت جس کے غایت شرف پر قرآن عزیز شاہد قل هل يستوى الدين يعلمون والدين لا يعلمون۔ ابلیس جیسے ذی علم کو جو مدتوں معلم ملکوت رہا اور اس کی مسند تدریس ملائعہ اعلیٰ میں بچھائی گئی اسی وجہ سے کہ عند اللہ

باعث قرب و وجاہت نہ تھی کچھ کام نہ آئی اور کوئی اسے فضائل سے شمار نہیں کرتا۔ اسی طرح یہ مرتبہ مجرد ایک منقبت خاصہ سے اتصاف یا کثرت شمار اوصاف سے ہاتھ نہیں آتا۔ زید کو اگر ہزار برس کی عمر دی جائے اور تادم مرگ عبادت میں بسر کر لے اور عمرو سے عمر بھر میں ایک کام ایسا ہو جائے جو قرب و رضائے ربانی و عزت و جاہ ایمانی میں ایسے ذرہ اعلیٰ تک پہنچا دے کہ زید اس تک نہ پہنچا ہو۔ فضل کلی خاص بہرہ عمرور ہے گا مکمل شہد بہ العقل الشرعی قال اللہ تبارک تعالیٰ لیلۃ القدر خیر من الف شہر شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے۔ پس خوب ثابت ہو گیا کہ ہمارا کسی شخص کو دوسرے سے افضل کہنا بعینہ یہ کہنا ہے کہ وہ عزت و وجاہت دینی میں اپنا ہمسر نہیں رکھتا اور ان خوبیوں میں جو خدا سے زیادہ قریب کریں اور اس کی رضا مندی کی بیشتر باعث ہوں، سب پر تفوق والا ہے۔ اب اگر کسی کے بعض فضائل پر نظر کر کے بلا تقييد حکم افضلیت لگا دیں اور ہمارے گمان میں یہ ہو کہ فلاں شخص اس سے امور مذکورہ قرب و رضا و کرامت و جاہ میں زیادہ ہے تو ہم خود اپنے قول کے مبطل یا معنی فضل سے غافل قرار پائیں گے پس بغایت تنقیح منقح ہو لیا کہ افضل عند اللہ و اقرب الی اللہ وارضی اللہ و اکرم علی اللہ یہ سب الفاظ مترادفہ ہیں ایک معنی کو مودی اور محل نزاع میں افضل سے یہی مقصود کہ خدا سے زیادہ قریب اور اس کی بارگاہ میں وجاہت افزوں رکھتا ہے۔

دلائل عدم اعتبار کثرت ثواب بمعنی مزعموم عوام

مجرد کثرت ثواب بایں معنی کہ جنت کے مطاعم و ملابس و ازواج و خدم و حور و قصور میں زیادتی ہو ہرگز فضل کلی کا مصداق نہیں ہو سکتا۔ دلیل اول: ہم اہل انصاف کی عقل ایمانی سے پوچھتے ہیں کہ ان امور میں مزیت زیادت قرب و وجاہت کے حضور کچھ بھی حقیقت رکھتی ہے۔ ان چیزوں پر تو ناقصوں کی نظر مقتصر رہتی ہے۔ مردان راہ خدا عبادت بلحاظ جنت کو شرک خفی سمجھتے ہیں۔ تو ریت مقدس میں ہے اس سے زیادہ ظالم کون جو بہشت ملنے یا دوزخ سے بچنے کو میری عبادت کرے۔ اگر میں بہشت و دوزخ نہ بناتا تو کیا مستحق عبادت نہ ہوتا؟ صوفیہ کرام فرماتے ہیں عبد الرحمن و عبد الرحیم و عبد الرزاق بکثرت ہیں اور عبد اللہ نہایت نادر، بندہ خدا وہ جو خدا کو خدا کے لیے پوجے۔

اپنے مزد و اجر کا لحاظ وقت میں تیرگی لاتا ہے کریمہ و ایسی فاعبدون میں تقدیم ضمیر جس طرح شرک عبادت کی نافی ہے۔ یوں ہی شرک مقصد کے منافی ہے۔ گویا ارشاد ہوتا ہے مجھ ہی کو پوجو اور میری عبادت سے مجھ ہی کو چاہو۔ جس دل میں میرے غیر کا خیال ہو میری ساحت قرب میں لائق حضوری نہیں۔ من التفت الی غیرنا فلیس مناع: زہے عشق! بر شوت دوست خواہی داشت جانان را، اکابر صحابہ خصوصاً خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان اس سے بس ارفع و اعلیٰ ہے کہ ایسے مقاصد ناقصہ ان کے مطمع نظر رہے ہوں۔ ع: کہ حیف باشد از و غیر او تمنائے،

نہیں نہیں بلکہ بالیقین انکا غایت مری اقصائے مرام وہی حصول قرب و وجاہت و رضائے احدیت تھا تبارک و تعالیٰ، جیسا کہ کلام عتیق حال صدیق سے خبر دیتا ہے۔ یؤتی مالہ یتزکی و مالا حد عندہ من نعمة تجزی الا ابتغاء و جہ رہہ الا علی اپنا مال دیتا ہے ستمرا ہونے کو اور اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے مگر چاہنا اپنے برتر رب کی رضا مندی کا۔ پھر

وہی ان میں باہم تفاضل کا معنی، نہ یہ امور دانیہ متعلقہ بشہوات نفسانیہ۔ دلیل دوم اسی لیے محدث جلیل فاضل محمد طاہر گجراتی کتاب مستطاب مجمع بحار الانوار میں تصریح فرماتے ہیں کہ زیادت اجر منافی افضلیت نہیں ممکن ہے مفضل کو اجر میں زیادتی ہو حیث قال مجرد زیادة الاجر لا تستلزم ثبوت الا فضيلته المطلقة اور صواعق علامہ ابن حجر شہاب الدین احمد کی میں ہے مجرد زیادة الاجر لا تستلزم الا فضلية المطلقة پس اگر مناط افضلیت یہی کثرت اجر بمعنی مذکور ہوتی

تو مفضل کو اس کا حصول کیونکر معقول ہوتا۔ دلیل سوم اور لیجی اہل سنت کا اجماع ہے (۱)

کہ صحابہ کرام افضل امت ہیں اگر مدار افضلیت یہ ہی زیادت اجر ہے تو اس حدیث کا کیا جواب ہوگا جسے ابوداؤد و ترمذی نے روایت کیا کہ سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں یأتی ایام للعامل فیہن اجر خمسين قبیل منہم او منا یا رسول اللہ قال بل منکم وہ زمانہ آنے والا ہے کہ اس میں

حاشیہ (۱) و ما ذکر ابن عبد البر فقد اتی بما لم یسبق الیہ ولا معول علیہ ۱۲۸

نیک عمل کرنے والا پچاس عاملوں کا اجر پائے گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ان میں سے پچاس کا یا ہم میں سے فرمایا بلکہ تم میں سے (۱)۔

اسی حدیث کے جواب میں علماء نے تصریح فرمائی کہ کثرتِ اجر مدارِ افضلیت نہیں۔

دلیل چہارم اے عزیز حکمت ضالہ مومن ہے اور حقِ احق بالاتباع کیا مزے کی بات ہے یہ تو قطعاً مسلم کہ فضائلِ جزئیہ موردِ نزاع نہیں ہو سکتے اور اس میں بھی کلام کی مجال نہیں کہ فضلِ کلی جو اطلاقِ افضل علی الاطلاق کا صحیح ہے۔ لاجرم وہ اوروں کے فضائل سے عالی و شایع ہوگا ورنہ جسے افضل مطلقاً کہیے بعض سے مفضول ہو جائے گا کماذکرنا۔ اب میزانِ عقل میں تول لپیچے کہ قربِ الہی اور اس کی بارگاہ میں وجاہتِ اعلیٰ و اشرف ہے یا جنت میں لذیذ کھانے، خوشگوار شرابیں، نرم و نازک کپڑے، بلند جزاؤ تخت، دلربا شوخان، طناز عروسان، سراپا نازع: بہین تفاوتِ راہ از کجاست تا نکجا، وائے خوبی فہم دودر بار یوں نے بادشاہ کو اپنے عمدہ کار گزار یوں سے راضی کیا۔ تاجدار نے ایک کو ہزار اشرفی انعام دے کر پایہ تخت کے نزدیک جگہ دی دوسرے کو انعام لاکھ اشرفی ملا اور مقام اس کی کرسی منصب سے نیچے اے انصاف والی نگاہ اہل دربار میں افضل کسے کہا جائے گا۔ بالجملہ

کثرتِ ثواب بمعنی مذکور ہرگز فضلِ کلی کا مناط نہیں۔ دلیل پنجم آخر باہم ملائکہ میں بھی ایک کو

دوسرے سے افضل کہا جاتا ہے۔ حدیث میں آیا طب: عن ابن عباس رضی اللہ عنہما الا

اخبرکم بالفضل الملائکہ جبریل کیا میں تمہیں نہ بتاؤں سب ملائکہ میں افضل کون ہے؟

جبریل۔ کتب عقائد میں انس و ملک کا تفاضل ذکر کرتے ہیں۔ حدیث قدسی میں وارد ہوا طس فر:

کلاهما عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ربہ و تبارک و تعالیٰ ۱۲ منہ

(۱) قولہ بلکہ تم میں سے قول اگر مدارِ افضلیت کثرتِ قرب و وجاہتِ ظہرے کما ہو الحق تو اس حدیث کو حدیث صحیحین لو ان احدا انفق مثل احد ذہبا مبلغ مئاد کم ولا نصیہ سے بھی عمدہ تطبیق حاصل ہوتی ہے کہ اعمال صحابہ جس قدر انہیں خدا سے قریب اور اس کی بارگاہ میں کریم و وجیہ کرتے ہیں دوسروں کے اعمال ہرگز اس درجہ تک نہیں پہنچ سکتے گو مقدار میں ان سے اس قدر زیادہ ہوں جتنا نیم صاع جو سے کوہ احد برابر سونا اگرچہ متاخرین کو بوجہ کثرتِ عواقب و فساد زمانہ بعض وجوہ سے اجر زیادہ مل سکے ۱۲ منہ۔

عبدی المؤمن احب الی من بعض ملائکتی میرا بندہ مسلمان مجھے اپنے بعض فرشتوں سے زیادہ پیارا ہے۔ وہاں یہ معنی کب بن پڑے کثرت و قلت در کنار ملائکہ رأسا اہل ثواب ہی سے نہیں تو بالضرور وہاں وہی معنی کہنا پڑیں گے کہ جبریل افضل الملائکہ ہیں یعنی ان کا قرب اور بارگاہ الہی میں وجاہت اور فرشتوں کے وجاہت و قرب سے زیادہ ہے۔ اسی طرح تفاضل انسان و ملک میں پھر یہ معنی کہ در حقیقت لفظ افضل سے تراوش کرتے ہیں یہاں آ کر کیوں بدل گئے اور کون سی

ضرورت ان سے رجوع پر باعث ہوئی۔ دلیل ششم علمائے اہل سنت شکر اللہ مساعیہم

نے تفصیل صدیق کو عقیدہ ٹھہرایا اور اس پر کریمہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم اور حدیث حاک

خط: ابو بکر و عمر خیر الاولین والآخرین و خیر اہل السموات و خیر اہل الارضین الا النبیین والمرسلین سے استدلال لائے اور یہ دلائل سلفاً خلفاً ان میں شائع و ذائع رہے اور پر ظاہر کہ اکرم عند اللہ اور اکثر وجاہت عند اللہ کے ایک ہی معنی ہیں اور خدا کے نزدیک جو اکرم و بزرگ تر ہو گا لا جرم خدا سے زیادہ قریب ہو گا نہ وہ جسے اجر و بمعنی مذکور زیادہ عطا ہو۔ اسی طرح بعد انبیاء و مرسلین اولین و آخرین و کافہ اہل آسمان و زمین سے بہتری بھی اس زیادت اجر کا ثمرہ نہیں ہو سکتی۔ تو یہ استدلال ہمارے علماء اکرام کے باعلیٰ نداء منادی کہ وہ شیخین کو بہمیں معنی زیادت قرب و وجاہت افضل کہتے ہیں ورنہ دلیلین انتاج دعویٰ میں قصور کریں گی کہ مدعا تو مثلاً صدیق کو اجر زیادہ ملنا تھا اور دلیل یہ کہ وہ اکرم عند اللہ ہیں یا انبیاء و مرسلین کے بعد سردار سابقین و لاحقین و بہترین سکان چرخ و زمین۔ پس اتمام تقریب کے لیے ہر جگہ ایک مقدمہ اور بڑھانا پڑتا کہ جو ایسا ہے اسے اجر زیادہ ملے گا اب قیاس مرکب ہو کر نتیجہ نکلتا کہ صدیق اکبر کو اجر بیشتر حاصل ہوگا۔ حالانکہ یہ مقدمہ کوئی ذکر نہیں کرتا اور دلیل کو اسی قدر پر تمام کر دیتے ہیں معہذا ایسا ہوتا تو اس مقدمہ زائدہ میں پھر خلشیں نکلتیں اور بنی بنائی دلیل کا سنوارنا مشکل پڑ جاتا۔ مخالف سہل طریقہ سے منع وارد کر سکتا کہ ہم نہیں مانتے جو اکرم عند اللہ اور اہل سموات و ارض سے بہتر ہو اسے اجر مذکور زیادہ ملنا ضرور ہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کو اختیار ہے مطیع کو کم عطا فرمائے اور عاصی کا دامن مالا مال کر دے۔

دلیل ہفتم لیجیے خوب یاد آیا کیوں تکلیف تکلف گوارا کیجیے۔ گوہر مقصود کے لیے دریا پیرتے پھیرے آفتاب عالمتاب جس کی روشنی میں راہ راست مل جائے اور تمام شکوک و اوہام کا دفتر جل جائے کلام ہدایت نظام حضور سید الانام علیہ وعلی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام ہے وہ ارشاد فرماتے ہیں

م: عن ابی ہریرہ فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم و نصرت بالرعب و احلت لی الغنائم و جعلت لی الارض طهورا و مسجدا و ارسلت الی الخلق کافۃ و ختم بی النبیون میں انبیاء پر چھ باتوں میں تفصیل دیا گیا مجھے جامع کلمے مختصر لفظ بے شمار معنی والے عطا ہوئے اور میری مدد کی گئی رعب سے اور حلال کی گئیں میرے لیے غنیمتیں اور کی گئی میرے لیے زمین پاک کرنے والی اور مسجد اور بھیجا گیا میں تمام مخلوق الہی کی طرف اور ختم کیے گئے مجھ سے پیغمبر۔ اور اسی مضمون کی حدیث میں بروایت سائب بن یزید واقع ہوا طب

: و ادخرت شفاعتی لامتی الی یوم القیامۃ اور اٹھارہی میں نے اپنی شفاعت اپنی امت کے لیے روز قیامت تک۔ اب تو خوشہ مقصود بے پردہ و حجاب جلوہ آرا ہے۔ چشم بصیرت سے غطاء عصبیت اتارے اور دیکھ لیجیے کہ حضور نے جن وجوہ سے کافر انبیاء کرام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام پر اپنی افضلیت ثابت فرمائی ان کا منشاء زیادت قرب و وجاہت ہے یا طعام و شراب و لباس و اکواب و ابکار و اتراب جنت سے بیشتر متلذز ہونا۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد ہے می: ان اللہ تعالیٰ فضل محمد ا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علی الانبیاء و علی اهل السماء فقالوا یا ابا عباس بم فضله علی اهل السماء قال ان اللہ تعالیٰ قال لاهل السماء و من یقل منهم انی الہ من دونہ فذالک نجزیہ جہنم کذالک نجزی الظالمین و قال اللہ تعالیٰ لمحمد ﷺ انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر قالوا و ما فضله علی الانبیاء قال قال اللہ تعالیٰ و ما ارسلنا من رسول الا

بلسان قومہ لبین لهم فیصل الله من یشاء و قال الله تعالیٰ لمحمد ﷺ وما
 ارسلناک الا کافۃ للناس فارسلہ الی الجن والانس بے شک اللہ تعالیٰ نے
 بزرگی بخشی محمد ﷺ کو تمام پیغمبروں اور آسمان والوں پر۔ لوگوں نے کہا اے ابو عباس (۱)
 کس بات سے فضیلت بخشی انہیں آسمانوں پر۔ کہا اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں کے حق میں فرمایا جو
 کہے گا ان میں سے کہ میں معبود ہوں اللہ کے سوا۔ سوا سے بدلہ دیں گے جہنم ہم یوں ہی عوض دیتے
 ہیں ستمگاروں کو اور محمد ﷺ سے فرمایا بے شک ہم نے فتح کی تمہاری لیے کھلی فتح۔ تاکہ بخش دے
 اگلے پچھلے گناہ بولے اور انبیاء پر ان کے لیے بڑائی کیا ہے؟ کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نہ بھیجا
 ہم نے کوئی رسول مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ تا ان کے لیے بیان کرے پھر خدا گمراہ کرتا ہے
 جسے چاہے۔ اور محمد ﷺ سے فرمایا ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر تمام آدمیوں کے لیے پس انہیں سب جن و
 انس کی طرف رسول کیا۔ اس تقریر کے پھول بھی اسی باغ قرب و وجاہت و عزت و کرامت کا پتا
 دیتے ہیں۔ کثرت اجر بمعنی مذکور کی کہیں بوجہ نہیں اور ایک اس پر کیا موقوف ہے۔ جہاں صحابہ کرام
 میں تفصیل و ترجیح کا چرچا ہوا ہے اکثر اسی قسم کے امور ذکر فرمائے جاتے ہیں۔ مجرد اجر بمعنی مذکور کا
 حرف شاید کسی کی زبان پر نہ آیا ہو۔ آخر فصول آتیہ باب اول و باب ثانی میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ اس
 مضمون کی حدیثیں سن ہی لو گے۔ پس بشہادت دو گواہ عدل عقل و نقل خوب محقق و منعم ہو گیا کہ مناط
 افضلیت زیادت قرب و وجاہت ہے نہ کثرت لذا نذ جنت۔ سدیہ و تفضیلیہ کہ مسئلہ تفصیل میں
 متنازع ہیں ان کا معرکہ بھی اسی میدان قرب و جاہ میں اور احادیث میں جو شیخین یا بزرعم تفضیلیہ
 جناب مولا کی افضلیت وارد ہوئیں وہاں بھی یہی معنی نگاہ میں اور ہر چند یہ امر عقول سلیمہ کے نزدیک
 غایت جلا و ظہور میں تھا جس کے لیے اس قدر تطویل و تجشم تفصیل محض بیکار تھی مگر مجبور کہ ہمارے بعض
 معاصرین کے افکار بلند و افہام آسمان پیوند فقیر کو کشاں کشاں اس طرف لائیں کہ بدیہی کو نظری کا
 جامہ پہنائے اور آفتاب دکھانے کو مشعل جلائے۔ دلیل ہشتم عزیزا اگر اہل سنت کا یہی مذہب

(۱) ابو عباس حضرت ابن عباس کی کنیت ہے ۱۲ منہ

ہوتا کہ مرتبہ حضرت مولا کا بڑا اور قرب و کرامت انہیں کی زیادہ، شیخین کو ان پر صرف ثواب و لذائذ جنانی میں مزیت تو دلائل مذکورہ سنیاں اور اس کی امثال اکثر براہین کہ عمدہ کار اور فرقہ ناجیہ کے اکابر و اصغر میں بلا تکثیر رائج سب یک قلم متقلب ہو جاتے، جن کی کثرت ثواب کا اثبات منظور تھا ان کی اکرمیت ثابت ہوتی اور جن کی اکرمیت کا دعویٰ تھا ان کی کثرت ثواب ظہور پاتی مثلاً کریمہ سبحانہا الالقی کو آیت ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم سے ملا کر کثرت اجر صدیق پر استدلال کیا تو ہماری پہلی تقریر کو خزانہ حافظہ سے پھر جنبش دے کر، پیش نفس حاضر لائے کہ یہاں تتمیم تقریب کے لیے ایک مقدمہ بڑھانے کی ضرورت ہوگی اور یہ قیاس قیاس مرکب تو نظم دلیل اور اس سے انتاج دعویٰ یوں ہوگا کہ صدیق اتقی ہیں اور ہر اتقی اکرم عند اللہ اور ہر اکرم عند اللہ اجر میں زیادہ پس صدیق اجر میں زیادہ۔ اب نتیجہ قیاس اول سے صدیق کی اکرمیت نکلی حالانکہ اس کا نسبت جناب مرتضوی دعویٰ تھا اور کبرائے قیاس ثانی سے اکرم کی زیادت اجر ثابت ہوئی تو مولا علی جنہیں اکرم کہا تھا اجر میں زیادہ ٹھہرے دلیل دونوں دعویوں پر صاف لوٹ گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عقل سے ایسی بیگانگیاں خدانہ کرے کہ سنیوں کے ادنیٰ نو آموز سے بھی صادر ہوں۔ یہ ناموزونی تو روز ازل سے بدعتیوں کے حصے میں آئی ہے۔ پھر اپنے خیالات خام جو قوت واہمہ سے تراشے ہیں سنیوں کے سردھر کر کیوں ناحق ان کے بلند پایہ کلمات کو ضبط بے ربط کیے دیتے ہو۔ ان کے دشمنوں کو سودا ہوا تھا کہ فضل کلی کا مناط ایسی چیز کو ٹھہراتے جو کسی طرح اس کا مصداق نہیں ہو سکتی نہ احادیث و آثار میں جو وجودہ افضلیت وارد ہوئیں وہ اس کی مساعدت کرتیں نہ اس مسئلہ کے نظائر میں ہرگز وہ معنی درست آتے نہ خود اپنے دلائل کا اس پر کسی صورت انطباق ہوتا، مناط نہ ہو فلک سیر کی ترنگ ہوا یا ہوش ربا کی امنگ جس کا تھل نہ بیڑا و لیل نہم اور مزہ یہ ہے کہ یہ مناط..... حضرات تفضیلیہ میں بھی مقبول نہیں ہوتا نزاع کے لیے ضرور ہے کہ مافیہ التمازاع میں مخالف موجود ہو۔ اگر ہم زید کے لیے سرداری خاور ثابت کریں اور دوسرا عمرو کے واسطے سلطنت باختر کو مانیں تو اس میں مخالف ہی کا ہے کا ہوا۔ منازعت تو جب ہو کہ ایک ہی مرتبہ غیر مشترکہ ہم

زید کو بتائیں اور طرف مقابل عمر کو۔ اب اگر تفضیلیہ سے پوچھتے ہیں کہ تم جو حضرت مولا کریم اللہ وجہہ کو افضل بتاتے ہو یہی کثرت اجر و تمتع لذا نذمراد لیتے ہو تو وہ کانوں پر ہاتھ دھرتے ہیں حاشا و کلا یہ بالائی بات کس قابل ہے شان مرتضوی اس سے بس ارفع و اعلیٰ ہم تو اس جناب کو رفعت مکان و علو شان و بلندی جاہ و وفور کرامت عند اللہ میں اجل و اکمل مانتے ہیں۔ سنی بھی اگر اس دعویٰ میں ان کے موافق تھے تو اس نزاع ہزار سالہ کا مبنی کیا اور ادھر جو تفضیلیہ دلیل پیش کرتے ہیں جس سے بوئے اکرمیت نکلتی ہے۔ خدا جانے کیا ماجرا ہے کہ سنی مستعد جواب ہو جاتے ہیں اور اس کی وہ بری حالت بناتے ہیں کہ الہی توبہ۔ کوئی نہیں پوچھتا کہ جب ان کے نزدیک افضلیت شیخین بمعنی اکرمیت و علو جاہ و منزلت نہیں بلکہ اسے مولا علی کے لیے ثابت ماننے میں یہ بھی تفضیلیہ کے شریک ہیں تو اس دلیل کے رد پر کیوں کمر کتے ہیں۔ سیدھی سی بات کہ جو کچھ اس سے ثابت ہوا ہمارا عین مدعا ہے کیوں نہیں کہہ گزرتے، غرض اس مناظر مقدس میں جو جو خوبیان ہیں زبان قلم و قلم زبان اس

کی تحریر و بیان سے عاجز۔ دلیل دہم مگر ہوا یہ کہ ان صاحبوں نے ہمارے بعض علماء کے کلام میں کثرت ثواب کا لفظ دیکھ لیا اور مطلب سمجھنا نصیب اعدا۔ اب مخالفت اہل سنت کی رگ خفی نے جوش کیا اور خیالی طومار بندھنے لگے۔ اگر مثلاً حضرت شیخ محقق قدس سرہ کی تکمیل الایمان میں یہ لفظ نظر سے گزرا تھا تو فتح الباری، صواعق محرقہ و مجمع البحار وغیرہا کی وہ تقریر بھی تو دیکھی ہوتی جس میں زیادت..... ہونے کی بتصریح نفی ہے اور اس کے سواء کتب اہل سنت پر بھی نگاہ ڈالی

ہوتی جن میں کرامت و منزلت عند اللہ کو بھی شریک کیا ہے۔ افسوس صد افسوس۔ ع: حفظت شیئا و غابت عنک اشیاء، خیر اب تک نہ سنا تھا تو اب سنیے شرح مقاصد میں ہے الکلام فی افضلیتہ بمعنی الکرامة عند اللہ تعالیٰ و کثرة الثواب ترجمہ کلام افضلیت میں ہے بمعنی خدا کے نزدیک بزرگی و کثرت ثواب کے ۱۲ منہ۔ علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر امام علامہ سیوطی میں زیر حدیث صالح المؤمنین ابو بکر و عمر فرماتے ہیں ای ہما اعلیٰ المؤمنین صفة و اعظمہم بعد الانبیاء ترجمہ یعنی ابو بکر و عمر سب مسلمانوں سے اعلیٰ ہیں صفت میں اور انبیاء کے

بعد سب سے بڑے ہیں قدر و منزلت میں ۱۲ منہ۔ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی اشیعہ میں بیان وجہ تفضیل شیخین میں فرماتے ہیں ایشان (یعنی شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بزرگ بودند و مقرب و در کار و بار دنیا و دین مقدم و ابوبکر و عمر ہر دو وزیر و مشیر آنحضرت بودند صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ صواعق میں ہے ثم يجب الايمان والمعرفة بان خير الخلق و افضلهم و اعظمهم منزلة عند الله بعد النبيين والمرسلين و احقهم بخلافة رسول الله ﷺ ابو بكر الصديق و نعلم انه مات رسول الله ﷺ و لم يكن على وجه الارض احد بالوصف الذي قلنا ذكره على غير ه رضی اللہ عنہ ثم من بعده على هذا الترتيب والصفة ابو حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم من بعد هما على هذا الترتيب والنعته عثمان بن عفان ثم على هذا النعت والصفة من بعدهم ابو الحسن على بن ابی طالب رضی اللہ عنہم انتہی ملخصاً۔ ترجمہ پھر واجب ہے ایمان لانا اور پہچاننا کہ تمام جہان سے بہتر و افضل اور خدا کے نزدیک مرتبہ میں بڑے انبیاء و مرسلین کے بعد اور خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مستحق تر ابوبکر صدیق ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور روئے زمین پر یہ وصف کسی میں نہ تھا سوا صدیق کے پھر ان کے بعد اسی ترتیب و صفت پر عمر بن الخطاب ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر ان کے بعد اسی ترتیب و وصف پر عثمان بن عفان پھر اسی نعت و وصف پر ان سب کے بعد ابوالحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ۱۲ منہ۔ شرح مواقف پسند ہو تو دیکھیے و مرجعہا اے مرجع الافضلیتہ التي نحن بصددہا الی کثرۃ الثواب والکرامۃ عند اللہ تعالیٰ ترجمہ مرجع اس افضلیت کا جس کے ہم درپے اثبات ہیں کثرت ثواب و کرامت عند اللہ کی طرف ہے ۱۲ منہ۔ مولانا ملک العلماء بحر العلوم قدس سرہ العزیز فقہ اکبر حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی شرح فارسی میں فرماتے ہیں بدانکہ مراد از افضلیت اکثریت ثواب و اعظمت مرتبہ است نزد اللہ تعالیٰ۔ بات یہ ہے کہ بندہ جب اپنے مولا کی امتثال ادا کروا جتنا اب نواہی میں حتی الوسع سرگرم رہتا ہے تو کریم قدیر جل جلالہ اپنے فضل و

رحمت سے اسے بارگاہِ ناز میں قرب اور وجاہت بخشتا ہے اور زیادتِ انعام کے لیے لذاتِ جنت بھی مرحمت فرماتا ہے..... جب بندہ کو بذریعہ عمل حاصل ہوئے۔ دونوں کو ثواب کہنا درست ٹھہرا قال تبارک وتعالیٰ تلک الجنة اور ثتموها بما کنتم تعلمون ترجمہ یہ باغ تم وارث کیے گئے اسکے اپنے ان کاموں کے عوض جو تم کرتے تھے ۱۲ منہ۔ و قال تعالیٰ و اسجد واقترب ترجمہ اور سجدہ کر اور قریب ہو جا ۱۲ منہ۔ و قال تعالیٰ فیما حکاہ عنہ نبیہ ﷺ: لا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل ترجمہ ہمیشہ میرا بندہ میری نزدیکی چاہتا رہتا ہے نوافل سے ۱۲ منہ۔ و قال النبی ﷺ مرس: کلہم عن ابی ہریرۃ اقرب ما یکون العبد من ربہ و ہو ساجد فاکثروا الدعاء ترجمہ سب حالتوں سے زیادہ نزدیک بندہ اپنے رب سے حالت سجدہ میں ہوتا ہے تو اس وقت دعا زیادہ مانگو ۱۲ منہ۔ و قال صلی اللہ علیہ وسلم ات مس قے عس طب ی: عن بلال ت مس قی: عنہ وعن ابی املۃ الباہلی عس: عن ابی الدرداء طب: عن سلمان الفارسی عن جابر وحسن ت و صح مس ۱۲ منہ۔ علیکم بقیام اللیل فانہ داب الصالحین من قبلکم و قربۃ الی اللہ تعالیٰ الحدیث ترجمہ لازم جانور ات کی نماز کہ وہ عادت ہے تم سے پہلے نیکوں کی اور نزدیکی ہے طرف اللہ تعالیٰ کے ۱۲ منہ۔ و قال صلی اللہ علیہ وسلم قض الصلاة قربان کل تقی ترجمہ نماز سے خدا کا قرب پاتا ہے ہر پرہیزگار و قال المناوی فی شرحہ ای ان الاتقیاء من الناس یتقربون بہا الی اللہ ای یطلبون القرب منه بہا ۱۲ منہ۔ و روی عنہ ﷺ عن ابن مسعود: تقربوا الی اللہ ببغض اہل المعاصی والقوہم بوجوہ مکفہرۃ والتمسوا رضی اللہ بسخطہم وتقربوا الی اللہ بالتباعد عنہم ترجمہ خدا کی نزدیکی چاہو گناہ والوں سے بغض رکھنے میں اور ان سے بہ ترش روی ملو اور خدا کی خوشنودی ڈھونڈو ان کی خفگی میں اور خدا سے قرب طلب کرو ان سے دور بھاگنے میں۔ یہ آیات واحادیث اور ان کی مثل نصوص متکاثرہ شاہد کہ اعمال صالحہ جس طرح ثواب جنت دلاتے ہیں قرب خدا بھی

پہنچاتے ہیں۔ اور کریمہ ان اکرمکم عند اللہ اتقا کم تو حجت کافی ہے کہ اصلاح عمل سے کرامت عند اللہ حاصل ہوتی ہے پھر ان پر اطلاقِ ثواب میں کیا شک رہا کہ ثواب ہم نہیں کہتے مگر اس جزا کو جو بندہ اپنے عمل صالح پر پائے۔ قال العلامة البیری فی شرح الاشباہ والنظائر قال علماؤنا ثواب العمل فی الاخری عبارة عما اوجهه الله تعالى للعبد جزاء لعمله اثره عنه الفاضل الشامی فی رد المحتار۔ صرف لذات و شہوات، حور و قصور پر ثواب کا محصور و مقصور رکھنا محض قصور۔ فاضل علی قاری شرح فقہ اکبر سیدنا الامام الاعظم میں فرماتے ہیں: اما حصر ثوابنا علی اللذة الظاهرية فممنوع لان فی الجنة يحصل لاهلها التلذذ بالذکر والشکر و انواع المعرفة و اصناف الزلفة و القربة التي نهايتها الرؤية ما ينسى بجنبها التلذذ و الشهوات الحسية و اللذات النفسية ترجمہ ہمارے ثواب کا لذات ظاہری پر محصور رکھنا مسلم نہیں کہ جنت میں اہل جنت کو لذتیں ملیں گی یا خدا و شکر نعماء و اقسام معرفت الہی و انواع قرب و نزدیکی ناقصا ہی سے جن کا آخر دیدار پروردگار ہے جس کے حضور یہ سب حسی شہوتیں اور نفسی لذتیں یک لخت فراموش ہو جاتی ہیں ۱۲ منہ۔ سچ ہے زیادتِ قرب و زلفے کے برابر کیا ثواب ہو گا یہ نعمت سب نعمتوں کی جان ہے جسکے حضور حظوظ نفسانیہ استغفر اللہ کہ کچھ بھی وقعت ہیں کہ زید کو اسکے اعمالِ حسنہ پر لذات اور عمر و کو قربِ ذات عطا ہوا۔ ثواب کس کا زیادہ رہا عقل ہے تو خواہی نخواستہ کہنا پڑے گا کہ عمر و کا ثواب بس ارفع و اعلیٰ ہے۔ پس کثرتِ قرب و کثرتِ ثواب کا ایک ہی حاصل ٹھہرا اور اس پر اقتصار بعینہ اس پر اقتصار ہوا اور جنہوں نے زیادتِ اجر کو مدارِ افضلیت ہونے سے انکار کیا انہوں نے اجر بمعنی ثانی لیا وہ بے شک زیادتِ زلفی کے حضور مبنی نہیں ہو سکتا۔ غرض مطلب سب کا ایک ہے اور لفظ مختلف ع: عباراتنا شتی و حسنک واحد۔ توفیق رفیق ہو تو تطبیق و توفیق ہو۔ بالجملہ سنیوں کا حاصل مذہب یہ ہے کہ بعد انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ و التسلیم جو قرب و وجاہت و عزت و کرامت و علو شان و رفعت مکان و غزارت و فخر و جلالت قدر بارگاہ حق تبارک و تعالیٰ میں حضراتِ خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ

علیہم اجمعین کو حاصل انکا غیر اگرچہ کسی درجہ علم و عبادت و معرفت و ولایت کو پہنچے، اولیٰ ہو یا آخری اہل بیت ہو یا صحابی ہرگز ہرگز اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ مگر شیخین کو امور مذکورہ میں ختمین پر تفوق ظاہر و رحمان باہر بغیر اس کے کہ عیاذ باللہ فضل و کمال ختمین میں کوئی قصور و فتور راہ پائے اور تفضیلیہ دربارہ جناب مولا اسکا عکس مانتے ہیں یہ ہے تحریر مادہ نزاع بجمہ اللہ اس نہج تویم و اسلوب حکیم کے ساتھ جس میں انشاء اللہ تعالیٰ شک مشکک و وہم و اہم کو اصلاً محل طمع نہیں اور ہر چند جو کچھ ہے علماء کے بحار فیض سے چھیننا اور انہیں کے خرمن تحقیق سے خوشہ ع: اے باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست، مگر شاید یہ تنقیح عاظر و توضیح ماطر و..... و کشف مفصل و ترصیف نفیس و حسن تائیس اس رسالہ کے غیر میں نہ پائی جائے ذالک من فضل اللہ علینا و علی الناس و لکن اکثر الناس لا یشکرون یا ہذا فعلیک بہ فاتقنہ فانہ مہم مفید و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العزیز الحمید۔

تبصرہ تاسعہ :- اب ہم جس کے لیے افضلیت بمعنی مذکور کا اثبات چاہیں تو اس کے لیے دو طریقے متصور۔ یا نصوص شرعیہ میں کسی کی نسبت تصریح ہو کہ وہ اکرم و افضل و اعلیٰ و اجل ہے اور یہ طریقہ تمام طرق سے احسن و اسلم کہ بعد نص شارع کے چوں و چرا و مداخلت عقل نارسا کی مجال نہیں رہتی اور قطع منازعت کے لیے اس سے بہتر کوئی صورت نہیں۔ تبصرہ سابقہ میں شرف ایضاً پاچکا کہ جب ایک جماعت اہل فضل میں کسی شخص کو ان سب سے افضل کہا جائے اور وہ حکم کسی قید خاص سے اقرار نہ پائے تو اس سے یہی معنی مفہوم ہوں گے کہ یہ شخص اپنے تمام اصحاب پر فضل کلی رکھتا اور قرب و وجاہت و مرتبہ و منزلت میں ان سب سے بلند و بالا ہے پس بعد تصریح شارع کہ فلاں افضل ہے کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں رہتی اور دلیل اپنی منزل منتمی و ذرورہ اعلیٰ کو پہنچ جاتی ہے یا دوسرا طریقہ استدلال و استنباط و تالیف مقدمات کا ہے یہ معرکہ البتہ تنقیح طلب فا قول و باللہ التوفیق: بنائے تفضیل کی اساس جس پر اس کی تعمیر اٹھائی جاتی ہے دو امر ہیں۔ ایک مافیہ التفاضل، دوسرا مابہ الافضلیت۔ مافیہ التفاضل تو وہ جس میں افضل و مفضول کی کمی بیشی مانی جاتی ہے اور یہ امر دونوں

طرف مشترک ہوتا ہے مگر بالتشکیک کہ افضل میں زیادہ اور مفضول میں کم اور ماہہ الافضلیت وہ جو ماہیہ التفاضل میں افضل کی زیادت کرے یہ خاص ذات افضل سے قائم ہوتا ہے، مفضول کو اس میں اس کم و کیف کے ساتھ اشتراک نہیں اگرچہ کہیں بنفس وصف سے اتصاف پایا جائے ورنہ اس میں تساوی ہو تو بنائے تفاضل راساً انہدام پائے مثلاً شمشیر تیز براں کو تیغ کندنا کارہ پر تفصیل ہے۔ ماہیہ التفاضل قطع و جرح کہ وہ خوب کاٹی ہے اور یہ تصور کرتی ہے اور ماہہ الافضلیت خوشآبی و پاکیزہ جوہری کہ تیغ اول سے مختص ہے جس کے سبب اسے قطع و برش میں مزیت ہوئی جب یہ مقدمہ ذہن نشین ہو چکا تو اب سمجھنا چاہیے کہ ماہیہ التفاضل کا ادراک تو ترتیب دلیل کیا نفس تحقق نزاع حقیقی سے مقدم ہوتا ہے کہ یہاں منازعت کے اصل معنی ہی یہ ہیں کہ فریقین ایک امر معین مشترک بین الاثنین میں مزیت کی نسبت مختلف ہو جائیں۔ یہ زید کے لیے ثابت کرے وہ عمرو کے واسطے مانے۔ اسی امر مشترک بالتفاوت کا نام ماہیہ التفاضل ہے۔ مگر ماہہ الافضلیت کا ادراک اور اس کا اپنے مدعی لہ سے خاص ہونے کا اثبات بحث غامض و مزلة الاقدام اور یہی امر مظنہ اختلاف اولی الافہام پس مانحن فیہ میں طریقہ استدلال یہ کہ مدعی لہ کا ایک فضیلت میں نصاً خواہ استنباطاً اپنے ماورا سے امتیاز پھر اس خاصہ کا تمام مفضولین سے زیادت قرب و کثرت و جاہت عند اللہ کا موجب ہونا ثابت کیا جائے اگر یہ دونوں مقدمے حسب مراد منزل ثبوت تک پہنچ گئے دلیل تمام ہو کر احقاق حق و الزام خصم کر دے گی اس میدان میں آ کر سنیہ و تفضیلیہ دوراہ ہو گئے۔ اہل تفصیل قرآن و حدیث کو پس پشت ڈال ہوئے تخیل میں بیہر کی اڑانے لگے، کہیں محض بعض صفات سے اختصاص کو فضل کلی کا مدار ٹھہرایا کہیں کثرت فضائل و شہرت پکڑا کبھی شرف نسب و علو حسب و کرامت صہر و نفاست عیال پر نظر ڈالی کبھی میں مزیت سلاسل طریقت کی مبدیٰ تنزل ناسوتی کی خصوصیت سے راہ نکالی کہ ہم بحمد اللہ تبصرات سالفہ میں ان اوہام کی قطع عرق کر آئے۔ سنیوں کا مرجع و ماویٰ ہر بات میں حدیث شریف و قرآن اشرف اور مقام شرح و تفسیر میں پیشوا و مقتدا کلمات اکابر سلف اب جو ہم کلچیں نظر کو ان باغوں میں اجازت گلگشت دیتے ہیں تو اشیائے متعددہ کو اس دائرہ کا مرکز پاتے ہیں۔ کریمہ ان اکرم مکم

عند الله اتقاكم تو نص جلی ہے کہ مدارِ افضلیت زیادتِ تقویٰ ہے اور بیشتر احادیث و اخبار بھی اسی کے مثبت اور کریمہ و منہم سابق بالخیرات باذن الله ذالک هو الفضل الکبیر میں سبقت الی الخیرات اور کریمہ لا یتوی منکم من انفق الایۃ اور بعض احادیث و اکثر محاورات صحابہ میں سوابقِ اسلامیہ اور زمانہ غربت و شدت ضعف میں دین کی اعانت اور احادیث کثیرہ مرفوعہ و موقوفہ میں فضل صحبت سید المرسلین ﷺ اور بعض اقوال علماء میں کثرت نفع فی الاسلام اور مواضع اخر میں ان کے سوا اور امور کو بھی مناط تفضیل و ما بہ الافضلیت قرار دیا کہ ہم بحول الله وقوته ان مضامین کو باب ثانی میں بسط کریں گے لیکن غور کامل و فحس بالغ کو کام فرمائیے تو درحقیقت کچھ اختلاف نہیں اصل مدار و نقطہ پر کار ان سب امور کا واحد ہے جس منبع سے یہ سب نہریں نکل کر پھر اسی طرف لوٹ جاتے ہیں وہ کیا ہے یعنی کمال قوت ایمان کہ ایک صفت مجہولۃ الکلیفیت ہے جو قلب مومن پر کنوزِ عرش سے فائض ہوتی ہے عبارت اس کے ادا و ایضاح سے قاصر جو کچھ کہا جا رہا ہے سب اس کے آثار و ثمرات ہیں۔ ع: ذوق ایں می شناسی بخدا تا نچشی..... الملک العارف باللہ

سیدنا حکیم محمد بن علی الترمذی الصوفی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں دولت بیدار جب خزانہ دل میں استقرار کرتی اور مجامع قلب کو اندرون و بیرون سے گھیر لیتی اور ہر گ و ریشہ باطن میں شیر میں دسومت بلکہ شہد میں حلاوت کی طرح پیر جاتی ہے اس کا نام علم باللہ و کمال معرفت الہی قرار پاتا ہے پھر اسی سے خوف ورجا تسلیم و رضا و شرم و حیا و ورع و تقویٰ و صبر و شکر و اخلاص و توکل و انقطاع و تجمل و تواضع و عفت و حلم و دیانت و غیر ہا تمام فضائل محمودہ جنہیں حدیث میں م دس ق: عن ابی ہریرۃ الایمان بضع و سبعون شعبۃ ترجمہ ایمان کی کئی اوپر ستر شاخیں ہیں ۱۲۔ سے تعبیر کیا خود بخود منشعب ہوتے اور بندہ کو اپنے مولا کا سچا بندہ کر دیتے ہیں۔ یہی ہے جس کے باعث یہ ماء مہین و خاک ذلیل اس ساحت سیو حیت میں قرب و وجاہت پاتا اور جملہ نشینان حریم قدس کا محرم راز بلکہ سرتاج افتخار و اعزاز ہو جاتا ہے۔ پس لاجرم جسے اس صفت میں مزیت ہوگی وہی کمال خوف و خشیت الہی و امتثال اوامر و اجتناب نواہی میں گونے سبقت لے جائے گا۔ اور یہی روح معنی

و صورت تقویٰ ہے اور پر ظاہر کہ ایسے شخص کا بسبب قوت انبعاث داعیہ خیر کے سباق الی الخیر ہونا لازم اور جب سباق الی الخیر ہو تو اسلام کو نفع بھی اسی سے زیادہ پہنچے گا۔ اور حکمت الہی تقاضا کرے گی کہ ایسے ہی لوگوں کو سلطان رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیہ کا مونس و رفیق و وزیر و مشیر کیا جائے اور ابتدائے اسلام میں جو وقت نہایت ضعف و قوت اعداء و منزلت و اقدام و تراکم آلام اور دلوں کے ٹل جانے اور جگروں کے کانپ اٹھنے کا تھا..... میں اسلام کے حفظ ناموس کو گلہائے نوحہ انصار اللہ کا سہرا نہیں کے..... سوابق اسلامیہ کا بھی یہی منشاء اور سوابق اسلامیہ پھر کثرت نفع فی الاسلام ہی کی خبر دیں گے۔ بالجملہ یہ سب امور ایک دوسرے سے دست و بغل ہیں اور ہم اس امر کی تحقیق کی طرف کہ قوت ایمان و علم باللہ کے سوا یہاں دوسری چیز ما بہ الافضلیت نہیں ہو سکتی۔ اور احادیث کثیرہ میں جو امور مختلفہ کو مناط تفضیل ٹھہرایا ہے کیونکر امر واحد کی طرف عود کر آتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اوائل باب ثانی میں بمالامزید علیہ رجوع کریں گے۔ سبحان اللہ ہر چیز اسم و صفت الہی کی مظہر ہوتی ہے ان فضائل کی وحدت و صداق و کثرت مفاہیم بھی اسی رنگ پر آئے ایما تدعوا فلہ الاسماء الحسنی جو کہہ پکارو سو اسی کے نام ہیں خاصے ع: عباراتنا ہستی و حسنک واحد۔

تبصرہ عاشرہ:- دفع بقیہ اوہام فرقہ سفھیہ میں مشتمل چند تنبیہ پر۔

تنبیہ نمبر ۱: ہماری تقریرات رائقہ و تحریرات سابقہ سے خوب مندرج ہو گیا خیال ان لوگوں کا جنہوں نے بعض کلمات علماء میں یہ لفظ دیکھ کر کہ مرجع تفضیل کثرت نفع فی الاسلام ہے، مقصود شناسی کا یک لخت دامن چھوڑ یہ نیا عجوبہ تراشا اور اسے مذہب سنیان کا حاصل ٹھہرایا کہ شیخین کی تفضیل صرف اس بات میں ہے کہ اسلام و مسلمین کو ان سے نفع زیادہ پہنچا۔ ان کے عہد خلافت میں شہر بہت فتح ہوئے، ملکوں میں امن و امان رہے، انتظام اچھا بن پڑا، ان باتوں پر جو ثواب مترتب ہو اوہ شیخین نے زیادہ پایا، باقی مرتبہ کی بڑائی، کرامت کی افزونی و جوہ اخر سے ثواب کی بیشی جناب مولیٰ

ہی کو رہی۔ اقول: واللہ یغفر لی اس کلام میں جو کچھ معنی رسی سے بیگانگی اور تہافت و تناقض کا جوش ہے اس سے..... بات سے ذہول نہ کیجیے کہ فضل جزئی جو اطلاق افضل بتقید جہت ہو وہ صحیح صالح بحث و نزاع نہیں کہ اس مقام میں تو بالیقین شیخین کو جناب مولیٰ سے اور جناب مولیٰ کو شیخین اور بعض احاد صحابہ کو خلفائے اربعہ سے افضل کہہ سکتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

مورود نزاع فضل کلی ہے جو اطلاق افضل بالاطلاق کا مجوز۔ اب ہم ثواب نفع فی الاسلام میں شیخین اور ثواب دیگر اعمال میں جناب مولیٰ کی مزیت تسلیم کر کے پوچھتے ہیں کہ دونوں طرف کے ثواب جمع کرنے سے کثرت ثواب جانب شیخین رہتی ہے یا جناب جانب مرتضوی یا دونوں پلے برابر۔

بر تقدیر ثالث افضل مطلق کا اطلاق نہ ادھر ہو سکے اور نہ ادھر بلکہ ایک جہت کی قید سے انہیں افضل کہیں گے دوسری حیثیت کی تقید سے انہیں، پھر فضل کلی جو متنازع فیہ تھا کسی کو بھی نہ رہا۔ تم نے تو وہ صورت نکالی کہ سنی تفضیلیے دونوں کا مذہب رد کر دیا اور شق اول پر افضلیت خاص نصیبہ حضرت مولیٰ رہی اور شیخین کا فضل محض جزئی۔ پھر سنیوں کا مذہب جسے تم بزور زبان تاویلات دور اذکار کر کے اپنی مرضی مطابق گھڑا چاہتے تھے ہزاروں منزل گیا۔ خاصے تفضیلیے ہو چکے پھر چھپانے سے کیا حاصل۔

ع: ہم نے پردے میں تجھے پردہ نشین دیکھ لیا

اب رہی شق ثانی، اسے اختیار کیجیے تو آپ کا مطلب ہاتھ سے جاتا اور کراہی ما ضر لازم آتا ہے۔ چاہتے تو یہ تھے کہ خدا کا دھراسر پر، سنی کہلانے کی شرم کیسی ایسی ہلکی سی بات میں شیخین کی افضلیت مان لیجیے، جو فضائل حضرت مولیٰ کے حضور وقعت نہ رکھتے ہوں جس سے حضرت مولیٰ پر ان کا رتبہ بھی نہ بڑھے اور اپنا تفضیلیہ نام بھی نہ ٹھہرے وہ ہو رہی الٹی کہ حضرات شیخین کی افضلیت ایسا گران سنگ عالی قدر رہا کہ ہر چند صد ہا فضائل میں جناب ولایت مآب کو جاتی ہیں مگر انکا فضل کسی طرح نہیں گھٹتا اور سب پر بلند و بالا رہتا ہے۔

ع: ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

اور کہیں خدا کے لیے وہ تقریر نہ بھول جانا کہ یہاں ثواب سے مراد لذائذ جنانی نہیں۔

تنبیہ نمبر ۲: عجب تماشا ہے۔ فرقہ سلفیہ جن کے قلوب تفضیل حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں اتباع کتاب و سنت و اجماع امت، علماء اہل حق کے لیے منشرح نہیں ہوتے اور دلائل قاہرہ کی تابشیں دل کو گونہ نرم بھی کرتی ہیں تو بجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء کی آفت راستہ روک کر کھڑی ہو جاتی ہے اور بایں ہمہ سمیت وہ پیارا پیارا میٹھا میٹھا نام ہے کہ علانیہ اس سے انکار بھی گورا نہیں ہوتا۔ اپنی پردہ پوشی کو طرح طرح کی بعید تو جیہیں، رکیک تاویلیں نکالتے اور وہ ساری خیالی بلائیں سنیوں کے سر ڈھالتے ہیں کہ ان کے مذہب کا یہی محصل ہے۔ پھر بعنایت الہی اہل حق کی ہمت بازو سے دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جاتا ہے اور طرہ یہ کہ جس سے سنی نئی تقریر تراشے گا اور اس کے مذہب سنیاں ہونے کا دعویٰ کر دے گا۔ گویا مذہب اہل سنت ایک تصویر مومی کا نام ہے جسے جیسا چاہیے پلٹا دے لیجیے۔ بعض صاحبوں نے تو وہ تنقیح بلغ کی جس کی خدمت گزاری تنبیہ سابق میں گزری۔ اور حضرات کے ذہن رسا نے ان سے بھی آگے قدم رکھا اور عقیدہ اہل سنت کو یوں شرف تلخیص بخشا کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما من حیث الخلافۃ افضل ہیں اور حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ من حیث الولاۃ اور اس کلام کی تقریر میں ان کی زبان سے یوں مترشح ہوتی ہے کہ خلافت حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پہلے پہنچی اور حضرت مرتضوی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو بعد میں، اور سلاسل اہل طریقت جناب ولایت مآب پر منتہی ہوتے ہیں نہ شیخین پر تو اس وجہ سے یہ افضل اور اس وجہ سے وہ۔ اقول و رہی یغفر لی یہ ایک کلام ہے کہ عالم اضطرار میں ان حضرات کی زبان سے نکلتا ہے اور تنقیح کیجیے تو خود ان کے اذہان اس کے معنی نامحرر سے خالی ہوتے ہیں۔ اگر مقصود اس سے وہی ہے جو اثنائے گفتگو میں ان کی تقریر سے تراوش کرتا ہے تو محض خبط بے ربط، خلافت انہیں پہلے اور انہیں پیچھے ملنا اولیت من حیث الخلافۃ ہے نہ افضلیت من حیث الخلافۃ یعنی وہ خلافت میں پہلے ہوئے نہ یہ کہ بجهت خلافت افضل ہوئے۔ اسی طرح انتہائے سلاسل سلوک کا باعث تفضیل متنازع فیہ ہونا دعویٰ بلا دلیل بلکہ دلیل اس کے خلاف پرناطق کما مر منا فی التبصرۃ الرابعۃ۔ اور جو یہ مراد ہے کہ شیخین کو امر خلافت میں اچھا

سلیقہ تھا اور ملک داری و ملک گیری انہیں خوب آتی تھی تو عزیز من یہ تو کوئی ایسی بات نہ تھی جس پر اس قدر شور و شغب ہوتا، سنی تفضیلی دو مذہب متفرق ہو جاتے۔ اہل سنت ترتیب فضیلت میں انبیاء کے بعد شیخین کو گنتے۔ ہر جمعہ کو افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا ابو بکر الصدیق خطبوں میں پڑھا جاتا۔ احادیث میں شیخین کو انبیاء و مرسلین کے بعد سردار اولین و آخرین و بہترین اہل آسمان و زمین فرمایا جاتا، مولیٰ علی کو اپنی تفضیل سے بایں شد و مد انکار ہوتا کہ جسے ایسا کہتے سنوں گا وہ مفتری ہے۔ اسے مفتری کی حد ماروں گا۔ یہ باتیں تو دنیا کے کام ہیں گو دین کے لیے وسیلہ و ذریعہ ہوں اس لیے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں من رضیہ رسول اللہ ﷺ لدیننا الفلاح لرضاه لدینانا رسول اللہ ﷺ نے انہیں ہمارے دین یعنی نماز کے لیے پسند فرمایا کیا ہم انہیں اپنی دنیا یعنی خلافت کیلئے پسند نہ کریں۔ پھر اس میں افزودنی ہوئی تو کیا اور نہ ہوئی تو کیا اتنی ہی بات پر تنازع تھا تو سنیوں نے ناحق بے چارے تفضیلیوں پر قیامتیں توڑیں اور مولیٰ علی نے اسی (۸۰) کوڑوں کا مستحق ٹھہرایا اور جو اسکے سوا کچھ اور مقصود ہے تو اسکا جواب تنبیہ سابق سے لیجیے۔

ثم اقول والله يغفر لي اب ہمیں چند باتیں ان حضرات یعنی مطلقاً سب سلفیہ سے دریافت کرنا ہیں بالا بالانہ جائیں اور ان کا جواب شافی عطا فرمائیں یا مذہب اہل سنت کی طرف بلا تبدیل و تاویل رجوع لائیں۔ **تنقیح:** سلسلہ تفضیل عقیدہ اہل سنت میں یوں منتظم ہوا ہے کہ افضل العالمین و اکرم المخلوقین محمد رسول رب العالمین ہیں ﷺ پھر انبیائے سابقین پھر ملائکہ مقربین پھر شیخین پھر حقین پھر بقیہ صحابہ کرام صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین اور پھر ظاہر کہ سلسلہ واحدہ میں مافیہ التفاضل یعنی وہ امر جس میں کمی بیشی کے اعتبار سے سلسلہ مرتب ہوا ایک ہی ہوگا۔ اور وہ افراد جن کی زیادتی اپنے ماتحت پر دوسرے اعتبار سے ہوگی اس سلسلہ کی ترتیب میں نہیں آسکتے بلکہ وہ دو سلسلے ہو جائیں گے مثلاً سلسلہ روشنی میں آفتاب سب سے افضل ہے پھر ماہتاب پھر نجوم پھر چراغ۔ اور سلسلہ جرح و قتل میں شمشیر سب سے اکمل ہے پھر چھری پھر چاقو۔ اب اگر کوئی کہنے والا یوں کہے کہ افضل آفتاب ہے پھر ماہتاب پھر چاقو یا افضل تلوار ہے پھر چھری پھر چراغ تو یہ کلام اس کا کلام مجانبین میں

داخل ہوگا کہ اس نے ایک ہی سلسلہ میں مافیہ التفاضل کو بدل دیا۔ پس بالضرور (۱)

وہ امر یہاں بھی ایک ہی ہوگا اور جس بات میں رسول اللہ ﷺ کو تمام انبیاء اور انبیاء کو تمام ملائکہ اور ملائکہ مقربین کو شیخین پر زیادتی مانی گئی ہے بعینہ اسی امر میں شیخین کو جناب عثمان و حضرت مرتضوی پر بیشی و..... صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم اجمعین۔ اب ہم پوچھتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کو انبیاء سے افضل کہا جاتا ہے تو آیا اس کے سوا کچھ اور معنی مفہوم ہوتے ہیں کہ حضور کا رتبہ عالی اور قرب و جاہت و عز و کرامت ان سے زیادہ، اسی طرح جب انبیاء کو ملائکہ اور ملائکہ کو صحابہ سے افضل کہتے ہیں اس معنی کا غیر ذہن میں نہیں آتا تو شیخین کو جو مولیٰ علی سے افضل کہا وہاں بھی قطعاً یہی معنی لیے جائیں گے ورنہ سلسلہ بکھر جائے گا اور ترتیب غلط ہو جائے گی۔ اور جو یہاں زیادت اجر و غیرہا معانی مختصرہ مراد لیتے ہو تو بحکم مقدمہ مذکورہ اوپر بھی یہی لینا پڑے گا حالانکہ فرشتے بایں معنی اہل ثواب نہیں نہ بعض ملائکہ مقربین مثل حملہ عرش عظیم میں باعتبار نفع فی الاسلام کلام جاری ہو اور خلافت تو خلفائے اربعہ سے اوپر کسی میں نہیں پھر یہ معانی تراشیدہ کیونکر درست ہو سکتے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ جیسے اوپر کی ترتیبوں میں تفصیل بمعنی علو شان و رفعت مکان لیتے آئے یوں ہی جب نیچے آ کر مولا علی کو بقیہ صحابہ سے افضل کہتے ہیں وہاں بھی اسی معنی پر ایمان لاتے ہیں۔ بیچ میں شیخین کی نوبت آتی ہے تو اگلا پچھلا کچھ یاد نہیں رہتا نئے نئے معنی گھڑے جاتے ہیں اور اس معنی کے رد پر بڑے بڑے اہتمام ہوتے ہیں اب بھی دعویٰ انصاف باقی ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ خدا را خدا لگتی کہو اگر سنیوں کا یہی مذہب تھا کہ جناب مولیٰ کی شانِ کریم شانِ شیخین سے ارفع و اعلیٰ اور ان کا مقام و جاہت ان کے مقام عزت سے بلند و بالا تو یوں سلسلہ قائم کرتے ان کا کیا خرچ ہو..... کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد افضل انبیاء و مرسلین پھر جناب

(۱) اقول اگر کسی چیز ہوش کی قوت واہمہ یوں رنگ لائے کہ ہم وحدت سلسلہ تسلیم نہیں کرتے بلکہ سلسلہ تفصیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم و انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ہے اور یہ سلسلہ جس میں شیخین کو تفصیل دی گئی ہے دوسرا قائم کیا گیا تو ممکن کہ وہاں مافیہ التفاضل اور ہو اور یہاں اور تو اس کے مقابلہ کو وہ احادیث جن میں افضلیت شیخین بظہر بعد الانبیاء و المرسلین و کلمہ الا ان یکون لہا جملہ ان خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا صلی اللہ علیہ وسلم و اردو اور قضیہ مشہورہ کتب عقائد الفضل البشر بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم و امثال ذالک کافی جس سے ظاہر کہ اسی ترتیب میں انبیاء و مرسلین کے بعد شیخین کو شمار کیا ہے تو اتحاد سلسلہ یعنی واللہ اعلم ۱۲ منہ۔

مولیٰ علی ان کے بعد شیخین۔..... کہ ان حضرات کو نہ خدمت حدیث سے سروکار رہا نہ کلمات علماء کا مطالعہ تفصیلی ملا۔..... آتا ہے بے تکلف کہہ دیتے ہیں اس سے غرض نہیں کہ توجیہ القول بمالایررضیٰ بہ قائلہ کون سے گا ذرا صبر کریں اور ہم اس رسالہ کے دونوں باب میں جو احادیث و اقوال صحابہ و تابعین و خود ارشادات حضرت ابوالائمۃ الطاہرین و کلمات اہلبیت کریم و تحقیقات صوفیہ مستندین ذکر کریں گے انہیں بنظر انصاف دیکھیں کہ ان سے یہی تاویلات بعیدہ رنگ ثبوت پاتی ہیں جو تم نکالتے ہو یا صاف صاف حضرات شیخین کا رفعت شان و علوم مکان و بلند پائے گی و الارتگی میں تمام امت مرحومہ سے اکرم و اقدم ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ زیادہ تو انشاء اللہ تعالیٰ دور

آئندہ پر موقوف ہے سردست اتنا ہی سن لیجیے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ک حاحط: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو بکر و عمر خیر الاولین و الاخرین و خیر اہل السموات و خیر اہل الارضین الا النبیین والمرسلین ابو بکر و عمر بہتر ہیں سب انگلوں پچھلوں سے اور بہتر ہیں سب آسمان والوں اور سب زمین والوں سے سوا انبیاء و مرسلین کے۔ لہذا انصاف کیجیے اگر مرتبہ مولا علی کا زیادہ ہوتا تو یہ الفاظ شیخین ہی کی نسبت تو فرمائے جاتے۔ ہم تو یہ جانتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک جس کی قدر زیادہ وہی سب زمین و آسمان والوں اور انگلوں پچھلوں

سے بہتر ہوگا۔ یہ طرفہ تماشاً ہے کہ مرتبہ میں وہ بڑے اور جہان بھر سے بہتری ان کو۔ تنقیح: اہل سنت کہتے ہیں افضل الصحابہ صدیق ہیں پھر فاروق پھر ذی النورین پھر ابوالحسنین پھر بقیہ عشرہ پھر سائر صحابہ۔ جو حضرات امر خلافت میں تفاضل مانتے ہیں..... چاہیے کہ یہ حیثیت آپ کی

آگے کیونکر چلی کیا بقیہ عشرہ و باقی صحابہ بھی خلفائے تھے..... تفضیل ہوگی۔ تنقیح: جب یہ ٹھہراتے ہوں کہ ایک جہت سے افضل یہ اور ایک جہت سے وہ جیسا کہ اکثر بلکہ تمام سنفضیہ کا مقولہ ہے۔ تو علمائے سنت کو کیا ہوا ہے کہ صحابہ سے لیکر اب تک اسی جہت کا اعتبار کرتے ہیں جس سے شیخین افضل ہوئے۔ کبھی تو جہت آخر کا بھی خیال چاہیے تھا اور بارہ سلسلہ تفضیل قائم کر کے جناب مولا کو تقدیم دینی تھی۔ جیسے عقیدہ الفضل البشر بعد نبینا ﷺ ابو بکر ثم عمر ثم

عثمان ثم علی سے کتابیں مالا مال کر دی ہیں، دس بیس یا دس بیس نہ سہی تین چار کتابوں میں الفضل البشر بعد نبینا ﷺ علی ثم ابو بکر ثم عمر بھی تو کہتے یہ کیا ہوا کہ اس جہت کو یک لخت بھول گئے اور ہمیشہ صدیق افضل صدیق افضل کہتے رہے۔ خصوصاً جب کہ قرب و وجاہت عند اللہ میں حضرت مرتضوی زیادہ تھے تو سچی تفضیل تو انہی کو دینا تھی۔ پس خوب معلوم ہوا کہ سنیوں کے نزدیک گو مولا علی کو فضائل خاصہ حاصل جن میں شیخین کو اشتراک نہیں مگر وہ سب ان کے مقابل فضل

جزئی ہیں کہ فصل کلی شیخین کی مزاحمت نہیں کرتے۔ تنقیح: فصل جزئی و فصل کلی کا فرق تو ہم پہلے سمجھا آئے کہ یہ افضل بالاطلاق اور وہ افضل بالتقید کا مصداق ہے۔ اب ہم آپ صاحبوں کی یہ کیفیت دیکھتے ہیں کہ شیخین کی نسبت جیسا قرآن و حدیث و اجماع امت سے ثابت اور زبان حق ترجمان حضور سید الانس والجان و مولا علی و اہل بیت کرام و صحابہ عظام علیہم صلوٰۃ والسلام پر جاری یہ کلمہ تم سے صاف صاف بطیب خاطر نہیں کہا جاتا کہ وہ..... افضل ہیں بلکہ جب کہتے ہو اس میں کسی جہت و حیثیت کی قید لگالیتے ہو۔ تمہارا یہ قید لگانا ہی دلیل باہر ہے کہ تم اس عقیدہ پر ثابت نہیں جسے قرآن و حدیث و اجماع ثابت کر رہے ہیں ورنہ جس طرح رسول اللہ ﷺ اور مولا علی و اہل بیت و سائر صحابہ بے تخصیص و تقید ان پر لفظ افضل کا اطلاق کرتے رہے تم بھی ایسا ہی کرتے کہ فصل کلی کا تقاضا ہی اطلاق و ارسال ہے۔ خیر تم نے تو یہ کہہ کر کہ شیخین اگر افضل ہیں تو اس بات میں اور دوسری وجہ سے مولا علی افضل بجائے خود سمجھ لیا کہ ہمارا مطلب کا مطلب حاصل اور مخالفت سنیان کی عار بھی زائل حالانکہ تمہاری یہ توزیع و تقسیم خود مخالفت اہل سنت پر اول دلیل ہے لیکن ہم ان کلمات کو یوں ہی گول نہ رہنے دیں گے۔ تم سے سوال ہو گا آیا یہ دونوں جہتیں دونوں جانب فصل جزئی کی ہیں یا کوئی فصل کلی کی بھی ہے بر تقدیر اول کس قدر منج عقل سے دور پڑنا ہے سوال یہ کہ افضل کون جواب یہ کہ سب ذی فضل اس کا انکار کئے تھا اور ایک معنی ان الفاظ کے کہ یہ فضل ان میں اور وہ ان میں تسویہ ہو سکتے ہیں یعنی سب برابر تو یہ قطعاً تمہیں بھی مقصود نہیں ہوتا نہ یہ تمہارا عقیدہ، اور ہوتو نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے اہل سنت تو کہیں گے تم نے قرآن و حدیث و اجماع کا خلاف کیا

تفضیلیہ بھی اپنے میں نہ آنے دیں گے اور دور ہی سے دیکھ کر الگ الگ کریں گے۔ اور ایک محتمل اس کلام کا یہ بھی متصور کہ یہ بھی فاضل اور وہ بھی فاضل افضلیت کو خدا جانے، تو اب ہم کہتے ہیں الحمد للہ تم نے بیماری..... جہل مرکب سے انکار اور مرضِ اہل الزوال جہلِ بسیط کا اقرار کیا..... واقعی ہے تو انشاء اللہ علاج آسان ہے۔ حکیم ازلی کی طرف رجوع لائیے اور دیکھیے وہ اس درد کی کیا دوایتا ہے۔ وہ فرماتا ہے فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون ذکر والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو، تم نے اس کے عوض ذکر والوں سے تو لڑائی ٹھان لی اور ان کی بات کو غلط کہنے لگے۔ سبحان اللہ جب تم جانتے ہی نہیں کہ کون افضل ہے تو جاننے والوں سے کیوں الجھتے اور انہیں عقیدہ باطلہ پر سمجھتے ہو۔ بعض سفسفہ کہتے ہیں یہ کلمہ نیا ہمارا نہیں بلکہ ہمارے مشائخ وقت خلوت خاص میں ہمارے کان میں ایسا ہی کہہ دیتے تھے اور طرفہ یہ کہ یہ تہمت ان اجلہ افاضل و اکابر اولیاء پر رکھتے ہیں جن کے فضل و معرفت کا چراغ اب تک ضیا بخش عالم ہے اور ان کی خاک آستان چونے والا ایک آن میں سچا پکاسی ہو جاتا خیر ان سے کہیے اگر بفرض غلط بعض مشائخ مستندین سے ایسا کلمہ صادر ہوا بھی اور انہوں نے کسی کی تفصیل پر اطلاع نہ پائی تو جانِ برادر تقلید علم میں ہوتی ہے نہ ناواقفی میں۔ انہوں نے نہ جانا تو اور جاننے والے تو ہیں۔ قرآن کا حکم دیکھیے یہ فرمایا کہ نہ جاننے ہو تو جاننے والوں سے پوچھو، یہ ارشاد نہیں ہوا کہ تمہارے بزرگوں میں کوئی نہ جاننے والا گزر گیا ہو تو اس کی پیروی کر کے تم بھی تعلم سے باز آؤ۔ اب جاننے والوں سے پوچھے تو ایک ان میں مسلمانوں کے مولا حضرت اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ ان سے تو سنو وہ کس کس طرح تفصیلِ شیخین کی تصریح فرماتے اور اس کے مخالف کو..... ٹھہراتے ہیں پھر بھی مجالِ عذر باقی ہے۔ اب آئیے دوسری شق کہ فرمائیے ہم فضلِ کلی..... ہیں تو بالیقین دونوں جہتیں تو فضلِ کلی کی ہو نہیں سکتیں ورنہ تناقص لازم آئے کما لا یخفی ایک جہت کو جہتِ فضلِ کلی مانو گے اب ہم طالبِ تعین ہوں گے کہ اگر وہ جہت وہ ہے جس سے حضراتِ شیخین متصف جب تو ہماری عین مراد پر آ گئے۔

لله الحمد میان من و او صلح فتاد

حوریاں دقص کنان دست بشکرانہ زدند

اب کیوں خواہ مخواہ الجھتے اور ہمارے عقیدہ سے بگڑتے ہو۔ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ فضل دونوں طرف اور افضلیت شیخین کو۔ اور جناب مرتضوی میں بہت فضائل خاصہ ایسے ہیں جو شیخین میں نہیں پھر یہ نزاع کا ہے پر تھے اور جو اس جہت کو جہتِ فصلِ کلی ٹھہرایے جس سے جناب ولایت مآب متصف تو اب وہ جو پردہ رکھ لیا تھا کہ کھلے کھلے اہل سنت کے مخالف نہ بن جائیں بالکل ٹوٹ گیا۔

کھل گیا عشق صنم طرز سخن سے مؤمن

اب چھپاتے ہو عبث بات بناتے کیوں ہو

صاف صاف کیوں نہیں کہتے کہ حضرات شیخین اگرچہ ذی فضل ہیں مگر ہم مولیٰ علی کو عند اللہ ان سے افضل اور درجہ قرب و وجاہت میں اعلیٰ و اکمل مانتے ہیں۔ اب تمہارے سامنے ان دلائلِ قاہرہ و پیناتِ باہرہ کی بے امان شمشیریں چمکائی جائیں گی جن کے حضور عقول سلیمہ گردن جھکائیں اور ان کی آنچ کے آگے اوہام و خیالات کی آنکھیں جھپک جائیں۔ ہاں ابھی یہ کہے کو ہو گا پہلے تو تم ہی سے دلیل مانگی جائے گی اور کہا جائے گا اس نہت کا مولیٰ علی سے اختصاص پھر یہ کہ جس میں یہ صفت ہو وہی عند اللہ قرب رب الارباب و کثرت ثواب میں تمام امت سے زائد ہوگا اور یہ کہ جو جوہ فضل شیخین کو حاصل ہیں اس کی معارض نہیں ہو سکتیں قرآن و حدیث سے ثابت کر دو ورنہ..... روی اور اتباع حق سے پہلو تہی کا اقرار کرو۔ غرض ہزار رنگ بدلے..... سے چھپ کر کہاں جائیے گا۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدرت رامی شناسم

و لعل هذه الابحاث كلها مما تفرد به الفقير الضعيف والحمد للرب

الخبير اللطيف۔

تنبیہ نمبر ۳۔ بعض حضرات گمان کرتے ہیں جب ہم نے قرب و عز و جاہ میں شیخین کو افضل بتایا تو یہ تفصیل من جمیع الوجوہ ہو گئے حالانکہ وہ عقلمندانہ نہیں دیکھتے کہ ہم بتصریح تفصیل من جمیع الوجوہ

کے منکر ہیں اور اس کے ماننے والوں کا ردِ بلیغ کرتے ہیں۔ مگر ابھی وہ نہ سمجھے کہ شیون عز و وجاہت و موجباتِ نفسِ فضیلت بکثرت و بے نہایت ہیں اور ان میں سے بہت جنابِ مولیٰ سے خاص لیکن صیغہِ فعلِ التفصیل کے اطلاقِ علی الاطلاق کے جو مناسبات ہیں وہ موازنہ شیخین و ختمین میں شیخین سے مختص۔ جیسا کہ ہماری تقریرات سابقہ سے واضح ہو چکا پھر تفصیل من جمیع الوجوہ کہاں؟ خیر یہ گمان تو بے چارے عوامِ سلفیہ کے تھے۔ شاباشی دیجیے ان مدعیانِ علم و فضل کو جو فضلِ کلی کے معنیِ افضلیت من جمیع الوجوہ سمجھے، منشاء اس کا اصطلاحِ علماء سے ناواقفی فضلِ کلی کے یہ معنی کہ صحیح اطلاقِ افضل بہ اطلاق ہو اور اطلاقِ افضل مقید کا صحیح فضل جزئی افضال جزئیہ کا حصول مفضول کو معقول پھر تفصیل من جمیع الوجوہ سے کیا علاقہ۔ حدیثِ فضلت علی الانبیاء بست کی شروع ملاحظہ کیجیے وہاں علماء کیا فرماتے ہیں کہ حضور سید المرسلین ﷺ کو کافہ انبیاء و مرسلین پر فضل کلی ہے۔ بعض افضال جزئیہ سے اگر خلیل و کلیم وغیرہما علیہم الصلوٰۃ والسلام مختص ہوئے تو کیا محذور۔

تنبیہ نمبر ۴: بعض حضرات گمان کرتے ہیں کہ ہم عیاذ باللہ تعالیٰ حضرت مولیٰ روحنا فداہ کے درپے تو ہیں ہیں۔ جو مرتبہ شیخین کو ان کے رتبہ سے بڑھاتے ہیں حالانکہ یہ ان کی محض نادانی اور مسلمان پر بلا وجہ سوء ظن ہے مگر کریمہ یا یہاں الدین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن الہم سے ابھی ان کے کان آشنا نہیں۔ عزیز و ہمیں حکم ہے کہ ہر ذی فضل کو اس کا فضل دیں جب ہم نے مرتبہ حضرت مولیٰ رضی اللہ عنہ کا بعد ان تین حضرات کے تمام صحابہ کرام و اہل بیت عظام و کافہ مخلوقِ الہی جن و بشر و ملائکہ سے زیادہ جانا تو ان کا مرتبہ عند اللہ ایسا ہی تھا پھر تو ہیں کیا ہوئی۔ تو ہیں تو عیاذ اب اللہ جب ہوتی کہ ان تین حضرات کے سوا اور کسی کو حضرت مولا سے افضل بتاتے جیسا تم فضل حضرات شیخین کو کس کس طرح ہلکا کرتے ہو۔ اور جو اسی کا نام تو ہیں ہے کہ جن کا فضل قرآن و حدیث سے ثابت ان سے مفضول مانے تو جو حضرات انبیاء سابقین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کا مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے درجہ عالیہ سے کم مانے وہ معاذ اللہ ان کی تو ہیں کرنے والا ٹھہرے۔ اور تو ہیں انبیاء قطعاً کفر۔ وائے مصیبت اس کی بے چارہ کس آفت میں پڑا حضور کو تفصیل

نہ دی تو خدا کا غضب نازل ہو دی تو انبیاء کی توہین قرار پا کر جہنم ابدی کا مستحق بنے، نہ رائے رفتن نہ روئے ماندن۔ اے عزیز اسی لیے ہمارے ائمہ تصریح فرماتے ہیں فصل شیخین فصل ختمین سے زائد ہے بے اس کے کہ فصل ختمین میں کوئی قصور و فتور راہ پائے۔

تنبیہ نمبر ۵: بعض علمائے سلفیہ کو انکارِ فضیلت شیخین کی عجب تازہ تدبیر سو جھی۔ فرماتے ہیں اس قدر اپنا عقیدہ کہ خلفائے اربعہ سب اہل فضیلت و عالی مرتبت تھے۔ باقی ان میں ایک کو دوسرے پر تفضیل ہمارا منصب نہیں ہماری..... تہ کیا جانیں۔ ایک سنی نے عرض کیا حضرت کا ارشاد مسلم مگر اکابر سلف جو تفضیل میں حکم کرتے آئے ان کی تقلید سے کیا چارہ فرمایا وہ بھی ان کے مراتب سے ناواقف تھے۔ اقول و ربی یغفر لی تو حاصل مطلب یہ کہ ائمہ اہل سنت نے جو تفضیل شیخین کا حکم دیا محض رجماً بالغیب تھا اناللہ وانا الیہ راجعون۔ الحق ادب دوتے ست عجب اچھا وہ اکابر نہ سمجھے مولیٰ علی سے جو تفضیل شیخین کا تو اتر ہے اس کا کیا علاج۔ کیا وہ بھی اپنے مراتب سے آگاہ نہ تھے اور ان کا یہ اصرار محض نادیدہ راہ و نا فہمیدہ کار عیاذ باللہ منہ یا عین الیقین پر مبنی تو بے اتباع کب بنی یہ بھی نہ سہی۔ حضور سید المرسلین ﷺ کے ارشادات کا کیا جواب، ہائے خوبی قسمت نوبت تا یکجا رسید اور ہنوز اختتام نہ جائے ابھی تو آیات سے سوال ہوگا۔ خدانے اکرمکم عند اللہ کس طرح فرمایا خیر اتنا اور ارشاد ہو جائے کہ حضور سید المرسلین کو بے ہمتا و ہمسر اور کافر انبیاء و رسل کا سرور مانتے ہیں یا نہیں۔ نہ مانیں تو مجھ سے نہ کہلوائیں علماء سے حکم مسئلہ دریافت فرمائیں اور مانیں تو زہے عقل سلیم و فکر حکیم جو خلفائے اربعہ کے ادراک فضائل میں عاجز آئے اور ان کے موالی و سادات کا مرتبہ فوراً سمجھ لے۔ اب گھبرا کر فرمائیے گا ہم نے کہاں سمجھا نصوص شرع نے حضور کو تفضیل دی ہم نے ان کی تقلید کی۔ ہاں اب راہ پر آگئے تفضیل شیخین میں بھی نصوص دیکھ لیجیے کون کہتا ہے اپنی عقل کو دخل دیجیے۔ غرض دین متین میں کوئی راہ عذر نہیں و لکن اللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ہذا اخر المقدمة والحمد للہ ما اکرمه۔

سلسلہ مبادی بانجام رسیدن ورخت بمنزل مقصود کشیدن

اب کہ ہم نے مجھ..... سب کانٹوں سے صاف کر لیا اور بتوفیق ربانی مادہ نزاع کو اس عمدہ طور پر تحریر..... شاید ان تحقیقات رائقہ و تدقیقات فائقہ کے ساتھ اس رسالہ کے غیر میں نہ پایا جائے۔ تو اب وقت وہ آیا کہ حول و قوت الہی پر توکل کر کے گلگوں آسمان خرام فکر کو رخصت جو لان ہو اور نیزہ باز تر کتا زخامہ کو اجازت میدان تا مہم تبلیغ انجام پائے اور حجت الہی تمام ہو جائے۔ لیہلک من ہلک عن بینة و یحیی من حیة عن بینة اللہم الیک فوضت امری و الیک الجات ظہری فاصلح لی شانی کلہ و اغفر لی ذنبی دقہ و جلہ و حسبنا اللہ و نعم الوکیل و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول نصوص و اخبار و اجماع و آثار سے

افضلیت شیخین کے اثبات میں

الحمد لله و کفی و سلم علی عبادہ الذین اصطفی

اس باب میں بعد وسیع سموات سات فصول رفعت سات ہیں۔

الفصل الاول فی الاجماع

جانا جس نے جانا اور فلاح پائی اگر مانا اور جس نے نہ جانا وہ اب جانے کہ حضرت سید المؤمنین امام المتقین عبداللہ بن عثمان ابی بکر صدیق اکبر و جناب امیر المؤمنین امام العادلین ابو حفص عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما و ارضا ہما کا جناب مولیٰ المؤمنین امام الواصلین ابوالحسن علی بن ابی طالب مرتضیٰ اسد اللہ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بلکہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

اجمعین سے افضل و بہترین امت..... اجماعیہ ہے اصحاب رسول اللہ ﷺ کہ سادات امت و مقتدایان ملت و حاملان..... و ناصران بزم رسالت ہیں، قرآن مجید خود صاحب قرآن کی زبان سے سنا اور اسباب فضل و کرامت کو پچشم خود مشاہدہ کیا دربار دربار نبوت میں لوگوں کے قرب و وجاہت اور اس میں باہمی امتیاز و تفاوت سے جو آگاہی انہیں حاصل دوسرے کو میسر نہیں۔ بالاتفاق انہیں افضل امت جانتے اور ان کے برابر کسی کو نہ مانتے یہاں تک کہ جب زمانہ فتنہ آیا اور بدعات و اہوانی شیوع پایا، شیعہ شنیعہ و بعض دیگر اہل بدعت نے خرقِ اجماع کیا، شقِ عصائے مسلمین کا ذمہ لیا مگر یہ فرقہ حقہ و طائفہ ناجیہ کہ اہل سنت و جماعت جن سے عبارت قرناً فقرناً و طبقة طبقة اس مسئلہ پر متفق اللفظ رہا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم گروہ صحابہ زمانہ رسول اللہ ﷺ میں ابو بکر پھر عمر پھر عثمان کے برابر کسی کو نہ گنتے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں عس: ہم اصحاب رسول اللہ ﷺ کثیر و متوافر کہا کرتے افضل امت بعد رسول اللہ ﷺ ابو بکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق ن: حضرت میمون بن مہران سے سوال ہوا شیخین افضل یا علی، اس کلمہ کے سنتے ہی انکے بدن پر لرزہ پڑا یہاں تک کہ عصا دست مبارک سے گر گیا اور فرمایا مجھے گمان نہ تھا اس زمانے تک زندہ رہوں گا جس میں لوگ ابو بکر و عمر کے برابر کسی کو بتائیں گے۔ یہاں سے ظاہر کہ زمانہ صحابہ و تابعین میں تفضیل شیخین پر اجماع تھا۔ اور اس کے خلاف سے ان کے کان محض نا آشنا اور اسے ایسا جلی و صریح اور خلاف کو ناگوار و قبیح سمجھتے کہ بجز سوال صدمہ عظیم گزارا دفعتاً بدن کانپ اٹھا۔ اسی طرح امام شافعی وغیرہ اکابر ائمہ و سادات الامہ اس معنی پر اجماع صحابہ و تابعین نقل کرتے ہیں۔ کما حکاہ البیہقی وغیرہ و کفی بہم قدوة فی الدین معہذا خلافت میں تقدیم شیخین باجماع صحابہ و تابعین متواتر و معلوم بالقطع نہیں جس میں کسی مخالف حیادار غیر منکر آفتاب کو بھی مجال..... اور ان اساطین ملت کے معاملات و محاورات علی الاعلان شہادت دے رہے ہیں کہ یہ تقدیم بر بنائے تفضیل ہوئی اور انہیں افضل کے حضور تقدیم مفضول گوارا نہ تھی تو یہ اتفاق اسکا تفضیل شیخین پر دلیل کافی۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ باب ثانی کی فصل میں اس بحث کی تنقیح

و توضیح کی طرف عود کریں گے والعود احمد فانتظر۔ اسی طرح عامہ کتب اصول میں اس مسئلہ پر بتصریح اجماع نقل کیا یا بلا ذکر خلاف اسے مذہب اہل سنت قرار دیا۔ امام علام ابوزکریا محی المملۃ والدین نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح صحیح مسلم شریف میں فرماتے ہیں اتفق اهل السنة علی ان افضلهم ابو بکر ثم عمر ترجمہ سنیوں نے اتفاق کیا کہ افضل صحابہ ابو بکر ہیں پھر عمر ۱۲ منہ۔ اور فرماتے ہیں قال ابو منصور البغدادی اصحابنا مجتمعون علی ان افضلهم الخلفاء الاربعة علی الترتیب المذكور ترجمہ ابو منصور بغدادی فرماتے ہیں ہمارے اصحاب اجماع کیے ہوئے ہیں کہ افضل صحابہ خلفائے اربعہ ہیں ترتیب مذکورہ پر ۱۲ منہ۔ تہذیب الاسماء واللغات میں فرماتے ہیں اجمع اهل السنة علی ان افضلهم علی الاطلاق ابو بکر ثم عمر ترجمہ اہل سنت نے اجماع کیا کہ مطلقاً سب صحابہ سے افضل ابو بکر ہیں پھر عمر ۱۲ منہ۔ امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں الا فضل بعد الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قد اطبق السلف علی انه افضل الامة حکم الشافعی وغیرہ اجماع الصحابة والتابعین علی ذالک ترجمہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد افضل البشر ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور تحقیق سلف صالح نے ان کے افضل امت ہونے پر اتفاق کیا۔ شافعی وغیرہ اس امر پر اجماع صحابہ و تابعین نقل کرتے ہیں ۱۲ منہ۔ مواہب لدنیہ و منہج محمدیہ میں فرماتے ہیں افضلهم عند اهل السنة اجماعاً ابو بکر ثم عمر ترجمہ اہل سنت کے نزدیک بالاجماع افضل الصحابہ ابو بکر ہیں پھر عمر ۱۲۔ علامہ فاسی شرح دلائل الخیرات میں فرماتے ہیں الاجماع علی فضیلة سیدنا ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی سائر الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم ترجمہ ہمارے آقا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام صحابہ سے افضل ہونے پر اجماع ہے ۱۲۔ بستان فقیہ ابواللیث میں ہے قال محمد بن الفضل اجمعوا علی ان خیر هذه الامة بعد نبیہا ﷺ ابو بکر ثم عمر الخ ترجمہ امام محمد بن فضل فرماتے ہیں سنیوں کا اجماع ہے کہ اس امت کے بہتر بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابو بکر ہیں پھر عمر ۱۲ منہ۔ علامہ ابن حجر زواجر میں فرماتے ہیں اجمع اهل السنة و الجماعة

علی ان الفضلهم العشرة المشهور ولهم بالجنة علی لسان النبی الکریم فی سیاق
 واحد و الفضل هولاء ابو بکر فعمر ترجمہ اہل سنت و جماعت نے اجماع کیا کہ افضل صحابہ
 وہ دس ہیں جن کے لیے جنت کی شہادت دی گئی زبان پاک حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر
 ایک سیاق میں اور افضل ان سب کے ابو بکر ہیں پس عمر ۱۲ منہ۔ فضلی کفاية العوام میں لکھتے ہیں
 و يجب اعتقاده ان اصحابہ ﷺ افضل القرون ثم التابعون ثم اتباع التابعين و
 افضل الصحابة ابو بکر فعمر فعثمان فعلى هذا الترتيب ترجمہ اور واجب ہے
 اعتقاد رکھنا اس بات کا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قرن تمام قرون سے افضل ہے پھر تابعین
 پھر تبع تابعین اور افضل صحابہ ابو بکر ہیں پس عمر پس عثمان پس علی اسی ترتیب پر ۱۲ منہ۔ علامہ باجوری
 شرح میں فرماتے ہیں قولہ: و افضل الصحابة ابو بکر الخ هذا ما عليه اهل
 السنة ترجمہ یہ جو ماتن نے افضل صحابہ ابو بکر کو کہا پھر عمر پھر عثمان پھر علی یہی عقیدہ ہے اہل سنت کا ۱۲۔
 سیدی شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہ الشریف تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں
 جمہور ائمہ دریں باب اجماع نقل کنند۔ قصیدہ بدء الامالی میں ہے وللصديق
 رجحان جلی علی الاصحاب من غير احتمال یعنی صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صریح
 افضلیت ہے تمام صحابہ پر بے شبہ و شک ۱۲ منہ، شرح میں ہے رجحان جلی، ای فضل واضح ثابت
 بالدلائل السمعية و اجماع الامة فمن انكره يوشك ان في ايمانه خطرا۔ حاصل
 یہ کہ تفصیل صدیق قرآن و حدیث و اجماع امت سے ثابت، جو اس سے انکار کرے قریب ہے کہ
 اس کے ایمان میں خطر ہو۔ اتنی عجب اس سے جو اجماع صحابہ و تابعین و کافر اہل سنت کا خلاف
 کرے پھر آپ کو سنی جانے۔ اے عزیز جیسے تمام ایمانیات پر یقین لانے سے آدمی مسلمان ہوتا ہے
 اور ایک کا انکار کافر و مرتد کر دیتا ہے اسی طرح سنی وہ جو تمام عقائد اہل سنت میں ان کے موافق ہو۔
 اگر ایک میں بھی خلاف کرتا ہے ہرگز سنی نہیں بدعتی ہے۔ اسی لیے علمائے دین تفضیلیہ کو سنیوں میں
 شمار نہیں کرتے اور انہیں اہل بدعت کی شاخ جانتے ہیں۔ ابو شکور سلمی تمہید میں فرماتے ہیں: و

بعض کلامہم بدعة ولا يكون كفرا و هو قولہم بان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان افضل من ابی بکر و عمر و عثمان (۱) رضی اللہ تعالیٰ عنہم ترجمہ اور بعض کلام ان کا بدعت ہے کفر نہیں اور وہ یہ قول ان کا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل تھے ۱۲ منہ۔ عقائد بزدوی میں ہے اقلہم غلوا الزیدیة فانہم کانوا لا یکفرون احدا من اصحاب رسول اللہ ﷺ و یقولون ان ابا بکر و عمر کانا امامی حق و یفضلون علیا علی سائر الصحابة ترجمہ سب رافضیوں میں کمتر غلو و شدت میں زید یہ ہیں کہ وہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی کو کافر نہیں کہتے اور کہتے ہیں کہ ابو بکر و عمر خلیفہ برحق تھے اور تفضیل دیتے ہیں علی کو باقی صحابہ پر ۱۲۔ غنیۃ الطالبین شریف میں کہ مشہور بذات پاک حضرت غوث اعظم ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ عقیدہ روافض میں مرقوم و من ذالک تفضیلہم علیا علی جمیع الصحابة ترجمہ عقائد رافض سے ہے ان کا تفضیل دینا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو تمام صحابہ پر ۱۲۔ شرح قصیدہ امالی سے گزر امن انکرہ یوشک ان فی ایمانہ خطرا ترجمہ جو شخص تفضیل شیخین سے انکار کرے قریب ہے کہ اس کے ایمان میں خطر ہو ۱۲ منہ۔ امام ابو عبد اللہ ذہبی امیر المؤمنین علی سے تفضیل شیخین کا بتواتر منقول ہونا ذکر کر کے فرماتے ہیں قبح اللہ الرافضة ما اجهلہم ترجمہ خدا رافضیوں کا برا کرے کس قدر جاہل ہیں یعنی حضرت مولیٰ کی محبت کا دعویٰ پھر ان کا ایسا صریح خلاف ۱۲۔ فتاویٰ خلاصہ میں ہے فی الروافض من فضل علیا علی غیرہ فہو مبتدع فتح القدر میں ہے فی الروافض ان فضل علیا علی الثلاثة لمبتدع بحر الرائق میں ہے الرافضی ان فضل علیا علی غیرہ فہو مبتدع علامہ عبد العلی برجنیدی شرح نقایہ اور علامہ شیخ زادہ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں فرماتے ہیں: الرافضی ان فضل علیا فہو مبتدع۔ شمس قہستانی کی شرح نقایہ میں ہے: یکرہ امامتہ من فضل علیا علی العمرین رضی اللہ

(۱) قولہ عثمان اقول اراد بذالک تفضیلہم امیر المؤمنین علیا علی هؤلاء الثلاثة الکرام جمیعا لا علی سبیل الانفراد اذ تفضیل علی علی عثمان لیس مما اتفق علی ردہ و طردہ کلمات اہل السنة بل منہم من وقف و منہم من عکس و ان کان تفضیل عثمان ہو المذہب المنصور و مشرب الجمهور واللہ اعلم ۱۲ منہ۔

تعالیٰ عنہم۔ الاشاہ والنظار میں ہے: ان فضل علیا علیہما لمبتدع ترجمہا گر مولانا علی کو شیخین سے افضل بتائے تو بدعتی ہے ۱۲۔ علامہ ابراہیم حلبی غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلیٰ میں فرماتے ہیں من فضل علیا محسب فهو من المبتدعة ترجمہ جو مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو صرف افضل بتاتا ہے وہ اہل بدعت سے ہے ۱۲۔ علامہ بحر العلوم ملک العلماء مولانا عبدالعلی لکھنوی قدس سرہ العزیز رسائل ارکان اربعہ میں فرماتے ہیں: اما الشيعة الذين يفضلون عليا علي الشيخين ولا يطعنون فيهما اصلا كالزيدية فتجوز خلفهم الصلوة لكن يكره كراهته شديدة ترجمہ شیعہ وہ جو مولانا علی کو شیخین پر تفضیل دیتے ہیں اور شیخین کی شان پاک میں اصلا طعن نہیں کرتے جیسے زید یہ ان کے پیچھے نماز جائز تو ہے لیکن سخت کراہت کے ساتھ مکروہ۔ اس سے کراہت تحریمی ثابت ہوئی ۱۲۔ فاضل سید ابن عابدین شامی رد المحتار علی الدر المختار میں فرماتے ہیں: اذا كان يفضل عليا او يسب الصحابة فانه مبتدع لا كافر ترجمہ جب کہ مولانا علی کی تفضیل مانے یا صحابہ کو برا کہے تو وہ بدعتی ہے نہ کافر ۱۲۔ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ میں فرماتے ہیں: دور فرقه شیعہ تفضیلیہ کہ جناب مرتضوی داہر جمیع صحابہ تفضیل سے داد داند و این فرقه از ادنائے تلامذہ آن لعین شدند و شمه از وسوسہ او قبول کردند جناب مرتضوی در حق اینہا تہدید فرمودند کہ اگر کسی دا خواہر شنید کہ مراہر شیخین تفضیل می دہد او را جدا فترا کہ ہشتاد چاہک ست خواہر زد۔ علامہ محمد طاہر (۱)

(۱) علامہ میاں محمد طاہر در پٹن گجرات ہودہ حق سبحانہ اورا علم و فضل داد و بحر میں شریفین دفت و علماء و مشائخ آن دیار شریف را در یافت و تحصیل و تکمیل علم حدیث نمود و با شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ صحبت داشت و مرید شد و بازا او برکت و کرامت ہوطن اصلی عود فرمود و در ازالہ بدع و اہل بدع کردن دیار بودند تقصیر نہ کرد آخر مرید دست آن جماعہ در سنہ نین و ثمانین و تسعماتہ ہشادت رسید شکر اللہ سبحہ و جزاہ عن المسلمین خیرا ۱۲ منہ اخبار الاخیار ملخصا۔

اس مسئلہ کی نظیر (۱) مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں فان قيل فما حکم من جوز ذالک فهل يكفر به او يبدع او يلام او يمدح و يحسن بحسن فهمه لدليل لاح له دون غيره من حذاق الامة و فضلاء الملة قلت ان كان المخالف من بعض للمتكلمين من اهل البدعة وهو الظاهر اذ لم يوجد في اكثر نسخ الكلام خلاف من اهل السنة فيه فللاول وجه اذا التفضيل مجمع عليه قبل ابن عبدالبر و ان كان ذالک البعض من اهل السنة فللثاني وجه اذ مخالف الجمهور خصوصاً اذا كان المخالف اقل قليل يبدع كمن يخالف العمل بخبر الواحد يبدع و لو سلم ان المخالف فيه جمع معتد به فلا يخلو عن الملامة فان مخالفة الجمهور لمن ليس له راي لا يحسن و اى فائدة فيه ولعله يترتب عليه ما لا يحمد عواقبه والله اعلم انتهى كلامه الشريف ترجمہ پس اگر کہا جائے کیا حکم ہے اس کا جو جائز رکھے اس تفصیل اجماعی کے خلاف کو آیا کافر کہا جائے گا یا بدعتی یا ملامت کیا جائے گا یا اس کی تعریف و تحسین ہوگی اس کی اس خوش فہمی پر کہ وہ دلیل سمجھا جو اور حاذقان امت و فاضلان ملت پر ظاہر نہ ہوئیں کہوں گا میں اگر خلاف کرنے والا کوئی تکلم بدعتی ہو اور یہی ظاہر ہے کہ اکثر کتب عقائد جو دیکھی گئیں تو ان میں اس مسئلہ کا خلاف کسی سنی کی طرف نسبت نہ کیا جب تو کافر کہنے کی گنجائش ہے اس لیے کہ تفصیل پر ابن عبدالبر سے پہلے اجماع تھا اور جو یہ بعض کوئی سنی ٹھہرایا جائے تو اسے بدعتی کہنے کی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ مخالف جمہور کا خصوصاً جب کہ مخالف نہایت کم ہو بدعتی ٹھہرتا ہے جیسے خبر واحد پر عمل کرنے کے مخالف کو بدعتی کہتے ہیں۔ اور بالفرض اگر مان لیا جائے کہ اس میں خلاف کرنے والے ایک جماعت معتد بہ ہیں تاہم تشنیع و ملامت سے خالی نہیں کہ مخالفت جمہور غیر ذی رائے کو خوب نہیں اور اس میں فائدہ ہی کون سا

(۱) اس مسئلہ کی نظیر میں یعنی مسئلہ تفضیل الصحابة علی من بعدہم و انما كانت نظیراً لہا لان الاجماع علی تفضیل الشیخین ان کان قد شد منه شاذ علی ما حکاہ ابو عمر بن عبدالبر فکلک الاجماع علی تفضیل الصحابة له ایضاً مخالف نادر کما مال الیہ ابو عمر ایضاً ۱۲۸۔

ہے اور کیا عجب کہ اس مخالفت پر بالآخر وہ باتیں مترتب ہوں جن کا انجام محمود نہ ہو واللہ اعلم ۱۲۔

اقول هكذا شقق و ليس كل تشقيق تشكيكا فالحق تعين الشق الثاني كما دلت عليه كلمات العلماء ممن قبله و ذالك لان الخلاف و ان كان نادرا ينزل الا جماع عن درجة القطعية هكذا ذكر و اولى فيه كلام سا ذكره ولكن الوجه ان ليس كل اجماع يكفر من خالفه و المسئلة مما ليس فيها للتكفير مطمع و الله اعلم۔

اشتباہ: یہاں حضرات سلفیہ کو ہلدی کی گرہ ایک عبارت ابو عمر بن عبدالبر صاحب استیعاب کی سنی سنائی یا کسی اردو فارسی کے رسالہ میں دیکھ کر ہاتھ لگ گئی ہے اس پر وہ قیامت کے ناز ہیں کہ جامہ میں پھولے نہیں سماتے۔ انہوں نے کہیں لکھ دیا ہے کہ صحابہ میں دو چار حضرات تفصیل حضرت مولا کے بھی قائل تھے۔ اے میرے پروردگار اب صبر کی مجال کہاں ایک غل پڑ گیا کہ حضرت بھلا اجماع کیسیا یہ مسئلہ خود صدر اول میں مختلف فیہ رہا ہے اب ہمیں اختیار ہے چاہیں مانیں چاہیں نہ مانیں۔

اشتباہ: انا لله و انا اليه راجعون آدمی مطلب کی بات کو گونہایت خفی و دور اور راہ حق سے مہجور ہو کس قدر جلد مرجبا کہہ کر لیتا ہے اور خلاف مقصود کو اگرچہ کس قدر جلی و صریح و روشن اور دلائل ساطعہ کے جزاؤ گہنوں سے سر تا پا مزین ہو ہرگز مسند قبول پر جگہ نہیں دیتا۔ عزیز و اتنا تو خیال کر لیا ہوتا کہ ابو عمر بن عبدالبر سے پہلے ہزار ہا ائمہ دین و علمائے محدثین گزرے، وہ ناقدین جن کی عمر عزیز تجسس اخبار و تفحص آثار میں گزری منزلوں منزلوں جمع علوم متفرقہ کے لیے مسافرت کی، اسی تنقیح و تفتیش میں رات کے سونے، دن کے کھانے سے حظ نہ اٹھایا اس تلاش و کنکاش میں اپنا چین آرام یک لخت ترک فرمایا یہاں تک کہ ان کی..... متین کی پشت پناہ ٹھہری اور انہی کی بانٹی ہوئی دولت بقدر حصہ ابن عبدالبر کو.....۔ روایت در حقیقت صحیح و معتبر ہوتی تو سخت تعجب کہ وہ اکابر دین اس سے محض غافل جائیں اور برابر بے ذکر خلاف اجماع صحابہ و تابعین کی تصریحیں فرمائیں اور (۱) ساڑھے تین سو برس کے بعد ابن عبدالبر اس پر آگاہی پائیں۔

(۱) ابو عمر یوسف بن عبدالبر ولد سنة ثمان و ستين و للثمانة و تولى سنة ثلث و ستين و اربع مائة ۱۲۳ حج بحار الانوار۔

مگر شیخ محقق کا ارشاد نہ سنا کہ جمہور ائمہ دروس باب اجماع نقل کنند۔ آخر
متاخرین کو علوم روایات سے جو کچھ پہنچتا ہے حقد میں ہی کے واسطے سے ملتا ہے یا بیچ میں چند صدی
کا طفرہ کر آتا ہے۔ اب دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ روایت ان اکابر کو جو ابن عبدالبر کے بھی ائمہ و
مشائخ ہیں پہنچی اور عیاذ باللہ ان سب نے اس کے چھپانے پر اتفاق کر لیا جب تو سخت مصیبت ہے
ایسا دعویٰ کرنے والا اپنے دین سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ آخر تمام شرع شریف، قرآن و حدیث جو کچھ
پہنچا انہی حضرات کے واسطے سے پہنچا۔ جب یہاں انہوں نے ایک روایت کی کتمان پر اتفاق کر لیا
تو امان اٹھ گئی۔ کیا معلوم ایسے ہی اور بہت آیات و احادیث چھپا ڈالی ہوں، وہی رخصیوں والا
مذہب آ گیا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید میں بہت تبدیل و تنقیص کر دی اعود
باللہ من و ساوس الشیطان اللعین۔ یا یہ ہوا کہ انہوں نے اس پر اطلاع پائی اور اپنی بصیرت
ناقدہ و قریحت واقعہ سے اس کی بے اعتباری و ناسزاواری دریافت کر لی لہذا اس کی جانب التفات
نہ کیا اور اسے خلل انداز اجماع نہ سمجھا۔ تو اب ایک ابن عبدالبر کے کہنے سے ان اکابر ائمہ کا نامحجر
سمجھنا کیوں کر مدفوع ہو سکتا ہے۔ بڑی وجہ اس خدشہ واہیہ کے دفع کی تو یہ ہے۔

وجہ دوم: اگر اس روایت کی صحت تسلیم بھی کر لی جائے تو ممکن کہ شاید ان اکابر نے جنہوں نے اس
پر التفات نہ فرمایا اس خلاف کا وقوع بعد انعقاد اجماع سمجھا ہو اور بے شک جو خلاف بعد تحقق اجماع
واقع ہو دفع اجماع، قابل قبول نہیں بلکہ اقالوا۔

اقول و رہی بغفرلی بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ممکن کہ اس خلاف کا تحقق قبل از انعقاد اجماع ہو۔
بعدہ ان صحابہ پر بھی دلائل افضلیت شیخین لائح ہو گئے اور اسی کی طرف رجوع فرمائے۔ اب اجماع
کامل منعقد ہو گیا اور بے شک اہل خلاف جب رجوع کر کے شریک جمہور ہو جائیں تو خلاف سابق
محض مضحل ہو جاتا ہے اور اسکے لیے نفس مسئلہ میں نظیر بھی موجود حضرت ابو حنیفہ و ہب الخیر رضی اللہ
عنہ پہلے جناب مرتضوی کو افضل جانتے تھے یہاں تک کہ حضرت مولیٰ نے انہیں تفہیم اور حق صریح
کی تلقین فرمائی اس روز سے وہ بھی تفصیل شیخین کی طرف لوٹ آئے کما سیاتی فی الفصل

الخامس من هذا الباب انشاء الله تعالى۔

وجہ سوم: مانا کہ ابتدا سے اختلاف تھا مگر ایسا خلاف، شاذ، نادر، مرجوح، ضعیف انعقاد اجماع میں خلل انداز نہیں۔

اقول: و رہی غفار الذنوب کس قدر جوش بددیانتی ہے بالفرض اگر اس خلاف کا تحقق اول سے آخر تک تسلیم کر لیا جائے تو اس طرف سوادِ اعظم کے ہونے میں تو کوئی کلام ہی نہیں۔ کیا اربابِ قلوب سلیمہ صرف اجماع کامل قطعی کی مخالفت سے بچتے ہیں اور سوادِ اعظم کے خلاف کو کوئی آفت نہیں سمجھتے۔ ذرا مبر کیجیے ہم صحیحہ الختام میں جو حدیثیں ذکر کریں گے انکا انتظار رکھیے۔ پھر یہ خوشی کس بات کی ہے اگر کوئی صورت تمہارے لیے جواز مخالفت کی مل جاتی تو البتہ فرح و سرور کی جگہ تھی لہذا انصاف۔ اگر یہ مقدمہ مان لیا جائے کہ اجماعی مسئلہ میں کوئی حکایت خلاف، اگرچہ روایت و ذراایت اس کے مساعد نہ ہو ہاتھ آ جائے اس میں ہر کسی کو قبول و عدم قبول کا اختیار رہتا ہے گو اس طرف ان معدودین کے سوا کافر اکابر و ملت..... ہوں تو یقین جان لو کہ اسی وقت دو ٹوٹ شریعت درہم و برہم ہوئی جاتی ہے کہ وہ مسائل تو اقل قلیل ہیں جن میں کوئی قول شاذ خلاف پر نہ مل سکے۔ بہت مسائل مسلمہ مقبولہ جنہیں ہم اہل حق اپنا دین و ایمان سمجھے ہوئے ہیں انکے خلاف میں بھی ایسے اقوال مرجوحہ، مجروحہ، مجبورہ، مطروحہ بتلاش مل سکتے ہیں کتابوں میں غٹ و سمین و رطب و یابس کیا کچھ نہیں ہوتا مگر خدا سلامت طبع دیتا ہے تو صحیح و سقیم میں امتیاز میسر ہوتا ہے ورنہ انسان ضلال بدعت یا وبال حیرت میں سرگرداں رہ جاتا ہے۔ اگر شریر طبیعتوں، فاسد طبیعتوں کا خوف نہ ہوتا تو فقیر اپنی تصدیق دعویٰ کو چند مسائل اس قسم کے معرض تحریر میں لاتا مگر کیا کیجیے کہ بعض طہالغ اصل جبلت میں حساسہ حساسہ بنائے گئے ہیں کہ شب و روز تتبع ابا طیل و نعص قال و قیل میں رہتے ہیں۔ کما قال ربنا تبارک و تعالیٰ اما الدین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشاہہ منہ ابتغاء الفتنة و ابتغاء تاويله۔ یہ طبیعتیں جہاں اپنی شرارت سے ادنیٰ موقع رخنہ اندازی کا پاتی ہیں ہدم بنیان اسلام کے لیے کمر بستہ ہو جاتی ہیں اعاذنا الله من شرهن آمین۔ مگر گلے نمونہ از

جمنے حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه کی صحت مختلف فیہ ہے۔ جمہور ائمہ اسے صحیح جانتے اور ابوداؤد صاحب سنن و ابو حاتم رازی وغیرہم اجلہ اکابر محدثین جن کی نقادی و امامت و مبصری و جلالت آفتاب نمرود سے اظہر اس میں جرح و طعن رکھتے ہیں۔ آیا اگر کوئی شخص اس خلاف کے اعتبار سے حدیث کو صحیح نہ جانے اور عیاذ باللہ حضرت مولا کا مولیٰ المسلمین ہونا نہ مانے تو تم اسے معذور کہو گے اور اسکے اس انکار کو مکروہ نہ جانو گے۔ حاشا ہرگز ایسا نہ ہوگا بلکہ اسے اسکے شنیع منکر کے مقتضی سے بدرجہا زائد تشنیع و ملامت کا مستحق سمجھو گے حالانکہ یہ خلاف اس خلاف سے بمراتب محکم و ثابت تر ہے جسکا دامن پکڑ کر تم نے تفصیل شیخین سے انکار اپنے حق میں روا ٹھہرایا بلکہ تمہارے سامنے تو اگر کوئی عارف بصیر حدیث لحمہ من لحمی و دمہ من دمی کی اسناد مظلم و شنیع کی خرابیاں ظاہر کرے گا اسکے دشمن ہو جاؤ گے، اگرچہ درحقیقت وہ روایت ایسے ہی ہے جسے کوئی ماہر فن صالح قبول و اعتبار نہیں کہہ سکتا کما سند کرہ فی الخاتمة انشاء اللہ۔ پھر اس تحکم و زبردستی کا کیا علاج کہ جو تمہارے زعم میں تمہارے موافق ہو اگرچہ مجروح ہو مقبول اور جو تمہارے اوہام باطلہ کے قلع و قمع پر ناطق ہو اگرچہ منصور ہو مخذول فالی اللہ الشکوی و الیہ الرجعی۔

وجہ چہارم: وہ چند صحابی جن سے ابن عبدالبر نے تفصیل حضرت مرتضوی نقل کی اس سے یہی معنی بالعمین مفہوم نہیں ہوتے کہ وہ حضرت مولیٰ کو شیخین پر فضل کلی مانتے ہوں۔ ممکن کہ تقدم اسلام وغیرہ فضائل خاصہ جزئیہ میں تفصیل دیتے ہوں اور یہ معنی ہمارے منافی مقصود نہیں کہ ہم خود مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے لیے خصائص کثیرہ کا ثبوت تسلیم کرتے ہیں۔ کلام ہمارا افضلیت بمعنی کثرت ثواب و زیادت قرب و وجاہت میں ہے۔ جب تک ان روایات میں جناب مولیٰ کی نسبت اس معنی کی تصریح نہ ہو ہم پر وارد اور مزاج اجماع کی مفسد نہیں ہو سکتیں۔

اقول: وباللہ التوفیق بلکہ ظن غالب یہی ہے اور فقیر اس پر چند شاہد عدل رکھتا ہے۔

شاہد اول: حفظ حرمت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ اس قدر تو یقیناً معلوم کہ ان چھ

سات کے سوا تمام صحابہ تفصیل شیخین پر اتفاق کیے ہوئے تھے اور احادیث اس بارے میں اس قدر بکثرت وارد جن کا اجلہ اصحاب پر پوشیدہ رہنا عقل گوارا نہیں کرتی۔ مخالفت سوادِ اعظم و خلاف احادیث سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت شاعت ہے اور اس کا صحابہ کی طرف بزور زبان نسبت کرنا کس درجہ گستاخی و وقاحت۔

شاہد ثانی: خود وہ روایت جس میں ابو عمر نے ان صحابہ سے تفصیل حضرت مولا نقل کی اس میں یہ الفاظ موجود کہ وہ حضرات فرماتے تھے۔ ان علیا اول من اسلم بے شک علی سب سے پہلے اسلام لائے کما فی الصواعق۔ تو واضح ہوا کہ وہ تاویل جو علمائے پیداکر تھی اس کا مؤید صریح خود نفس کلام میں موجود۔

شاہد ثالث: ہم انشاء اللہ تعالیٰ باب ثانی کی فصل میں ثابت کریں گے کہ خلافت صدیق بر بنائے تفصیل تھی۔ فاروق اعظم وغیرہ صحابہ نے ان کی افضلیت مطلقہ ثابت کی اور اسی پر نزاع منقطع ہو کر بیعت واقع ہو گئی اور پھر ظاہر کہ ان بیعت کرنے والوں میں وہ صحابہ بھی تھے جن سے ابن عبدالبر نے یہ روایت شاذہ نقل کی۔ اگر انہیں تفصیل صدیق میں خلاف ہوتا تو یقیناً ظاہر فرماتے کہ وہ اساطین دین اظہار حق میں ہرگز مدائنت نہ رکھتے اور لومت لائم کو مطلق خیال میں نہ لاتے۔ تم نے بھی سنا ہوگا الساکت عن الحق شیطان اخرس حق بات کے اظہار سے خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے۔ حاشا کہ یہ شاعت فظیہ ان کے دامن پاک کو لاحق ہو پس بالضرور اگر انہوں نے مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو افضل کہا تو اور ہی باتوں میں کہا جو فضیلت متنازع فیہا سے مطلق علاقہ نہیں رکھتیں۔

شاہد رابع: ہماری منظون پر ایک اعلیٰ شاہد و اقوی مؤید خود ابو عمر ابن عبدالبر کا کلام ہے کہ انہوں نے جس طرح اس مسئلہ میں یہ روایت غریبہ لکھ دی یوں ہی مسئلہ تفصیل صحابہ میں بھی جانب خلاف جھکے۔ اور جمہور سے کہ حضرات صحابہ کرام کے تمام لاحقین سے افضل مانتے آئے الگ راہ چلے، فرماتے ہیں متاخرین میں بعض صالحین ایسے ہیں کہ اہل بدر و حدیبیہ کے سوا اور افراد صحابہ سے

افضل ہیں اور اس مدعا پر بعض ایسی دلیلیں پیش کیں جن میں افضلیت بمعنی متنازع فیہا کی ہو نہیں۔ علماء نے ان دلائل کے جواب میں فرمایا ان سے جو کچھ ثابت ہوا ہمارے مدعا سے مخالفت نہیں رکھتا۔ ان ہی میں سے ہے۔ حدیث دت: یائسی ایام للعامل فیہن الحدیث کہ مع اپنے جواب کے تبصرہ ثامنہ میں گزری اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کے تمام تمسکات کا رد بلیغ رسالہ اسد الغابہ میں لکھیں گے جو ہنوز زیر تالیف ہے۔ اور خدا چاہے تو اس کی مہمض اس رسالہ کے تمہیم پر موقوف۔ اب دو باتیں ہیں۔ یا تو ابو عمر کا کلام معرکہ فضل کلی سے معزول اور فضائل جزئیہ پر محمول مانا جائے، جب تو خرق اجماع و مخالفت سوادِ اعظم سے بھی بچ جائیں گے اور معاندین کو بھی ان کے کلام سے محل احتجاج نہ رہے گا اور اس پر ایک گواہ یہ بھی کہ خود ابو عمر کے کلام سے مفہوم کہ تفضیل شیخین پر اجماع مستقر کما فی الصواعق۔ یا راہ تاویل مسدود کر کے خواہ مخواہ فضل کلی پر ڈھالیے تو بالیقین فضل کلی کے جو معنی محققین کے نزدیک قرار پائے ہیں ابو عمر ان سے غافل تھے کہ ان کے دلائل اس پر انطباق نہیں رکھتے کما مر۔ اور جب وہ خود فضل کلی و جزئی میں فرق نہ رکھتے تھے تو ان کا یہ کہ دینا کہ وہ صحابہ معدودین تفضیل حضرت مولیٰ کے قائل تھے محض مہمل اور پایہ استناد سے ساقط رہ گیا۔ ممکن کہ ان اصحاب نے مولیٰ علی کے لیے فضل جزئی مانا ہو اور ابو عمر بوجہ عدم تفرقہ کے اس سے تفضیل متنازع فیہ سمجھ لیے۔ اور ایک فائدہ ایمانیہ ہمیشہ نصب العین رکھنا چاہیے کہ اگر دامن انصاف پکڑ کر اس پر عمل کیا جائے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت کام آئے گا اور اکثر تسویلات ابلیس لعین سے بچائے گا۔ وہ یہ کہ علماء سب بشر تھے اور سہو و خطا سے غیر معصوم۔ ہر شخص کے کلام میں اگرچہ کیسے ہی درجہ علوشان و رفعت مکان میں ہو دو ایک لغزشیں ضرور ہوتی ہیں۔ وہاں معیار کامل و محکم حق و باطل کلمات اکابر سلف و جماہیر ائمہ ذی فضل و شرف ہے۔ جو کچھ اس کے خلاف ہو مسند قبول پر ہرگز جگہ نہ دی جائے کہ سلامت اتباع سلف اکرم و سوادِ اعظم میں ہے نہ یہ کہ کسی عالم سے جو لفظ بہ سبقت قلم نکل گیا اسے حرز جان کیجیے اور کلمات جماہیر سلف و خلف طاق نسیان پر رکھ دیجیے۔ یہاں بھی ابو عمر کا تخطیہ کافر سابقین و لاحقین کی تغلیط سے آسان تر اور ان سب سے زیادہ دشوار بعض صحابہ کا مخالفت حدیث و سوادِ اعظم قدیم و حدیث کی طرف نسبت کرنا اللہ توفیق، ادب و استقامت بخشنے آمین۔

شاہد خامس: واہ عجب لطف ہے

ع ماہا ہیران می دوہر و ہاد نو دان می دود

جن چھ صحابہ سے ابو عمر نے تفصیل سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تکریم کی ان میں سے دو سیدنا ابوسعید خدری و جابر بن عبد اللہ انصاری ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ حالانکہ خود یہ حضرات حضور سرور عالم ﷺ سے تفصیل صدیق و قاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں۔ آیا معقول کہ یہ سرور ان امت خود زبان حق ترجمان حضور سید الانس والجان علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان سے تفصیل صدیق و قاروق سنیں اور نشر علم کے لیے ان احادیث کو تابعین کے سامنے روایت کریں اور آپ اسکے خلاف تفصیل سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تکریم کے قائل ہوں۔ جابر و خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں صاحبوں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث طس: ابو بکر و عمر سیدا کھول اهل الجنة من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین روایت کی یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر و عمر سردار ہیں تمام مشائخ اہل بہشت کے انگوں پچھلوں سے سوا انبیاء و مرسلین کے۔ اور تھا جابر نے حدیث طب: ما طلعت الشمس علی احد منکم الفضل من ابی بکر نقل فرمائی کہ حضور سر اپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ آفتاب نہ چمکاتم میں سے کسی پر جو ابو بکر سے افضل ہو۔ اور نیز جابر نے روایت کیا خط: حضور نے فرمایا اس وقت وہ آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعد میرے اس سے بہتر کوئی نہ پیدا کیا اور اس کی شفاعت روز قیامت مثل میری شفاعت کے ہوگی۔ جابر فرماتے ہیں کچھ دیر گزری تھی کہ صدیق حاضر ہوئے، حضور نے قیام فرمایا اور انہیں گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور دیر تک انس حاصل کیا۔ اسی طرح انکے سوا اور روایات ان حضرات سے انشاء اللہ تعالیٰ فصول آتیہ میں آئیں گی۔ اب تو بالیقین واضح ہو گیا کہ اگر ان صحابہ نے حضرت مولا کو تفصیل دی تو لاجرم فضائل جزئیہ پر نظر کی ورنہ صریح منکر و باطل اور حلیہ صحت سے عاقل اور جب ان دو کے بارہ میں یہ گل کھلا تو باقی چار سے حکایت پر کیا اطمینان رہا۔

ع سالیکہ نکوست از بہادش پیدا است

بالجملہ ابو عمر کی یہ حکایت غریبہ روایت معلول اور درایت غیر مقبول اور اس کی تسلیم میں حفظ حرمت صحابہ سے عدول اور بر تقدیر ثبوت ظن غالب ملحق بسر حد یقین کہ ان صحابہ کا کلام فضل جزئی پر محمول۔ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ جیسے معنی غیر ثابت کا ثبوت ممکن و مکتمل کی توسیعوں سے غیر متصور یوں ہی امر متحقق و ثابت کا رفع بھی کان و لعل کی طول اہل پر تجویز عقل سے باہر، جب کہ جماہیر ائمہ سلف تفصیل شیخین پر تصریح اجماع کرتے آئے تو ایسے روایت سے نقص اجماع جس میں صدہا احتمال پیدا اور افادہ مقصود میں تعین و کفایت سے محض جدا بلکہ اطراف و جوانب کا ملاحظہ خلاف مراد کو صریح ترجیح دے رہا ہے کیونکہ معقول ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر ہمت کر کے ہمارے تمام اعتراضات مذکورہ اٹھا دیجیے اور روایت کی صحت اور شد و ذور و نکارت و قدح علت سے سلامت اور ان حضرات کا مولیٰ علی کو بمعنی فضل کلی تفصیل دینا اور انعقاد اجماع سے پیشتر اس خلاف کا ظاہر ہونا اور اخیر تک مستمر و مستقر رہنا بدلائل سا طبع ثابت کر دو تو البتہ اس ساری عرق ریز یوں کا اس قدر پھل تمہیں ملے گا، یہ اجماع درجہ اول کا ٹھہرے گا مگر ہیہات ہیہات کہاں تم اور کہاں یہ اثبات۔ پھر ایسے خیالی شعبدوں پر ناز کرنا عاقل کا کام نہیں سوا پکڑے ڈوبنے سے بچنا معلوم، اللہ اتصاف انصاف عطا فرمائے

آمین! ہکذا ینبغی تحقیق المقام بتوفیق الملک العزیز العلام۔

فائدہ جلیلہ: بحمد اللہ تعالیٰ ہم نے ان مباحث مہمہ کو ایسی روش بدیع پر تقریر کیا جس سے نگاہ حق بین میں اس روایت کی مطلق وقعت نہ رہی اور دامن اجماع غبار نزاع سے یکسر پاک و صاف ہو گیا اور قطعیت اجماع میں کوئی شک و شبہ نہ رہا۔ ایسے احتمالات و ادہام کی بنا پر اجماع کو درجہ ظنیت میں اتار لانا جیسا کہ بعض علماء سے واقع ہوا ہرگز ٹھیک نہیں اور جب اجماع قطعی ہوا تو اس کے مفاد یعنی تفصیل شیخین کی قطعیت میں کیا کلام رہا۔ ہمارا اور ہمارے مشائخ طریقت و شریعت کا یہی مذہب۔ اگرچہ برخلاف امام اہل سنت سیدنا ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ متاخرین کو اس میں شکوک ہوں اگر منظور خدا ہوا اور زمانہ نے فرصت دی تو ہم خاتمہ کتاب میں اس بحث کی تنقیح و توضیح

کریں گے۔ مگر تفصیل اگر چہ ظنی ہو تفضیلیہ یا سنفصیہ کی خوشی کا کوئی محل نہیں ہم ان فرقوں کو کافر تو نہیں کہتے جو قطعیت مسئلہ کی حاجت ہو، بدعتی بتاتے ہیں۔ سو اس کے لیے قطعی کا خلاف ضرور نہیں۔ علماء تصریح فرماتے ہیں جو شخص شب اسرا حضور کا آسمانوں پر تشریف لے جانا نہ مانے بدعتی ہے۔ حالانکہ دلیل قطعی سے صرف بیت المقدس تک جلوہ افروز ہونا ثابت۔ علامہ محمد طاہر کی عبارت اسی فصل میں گزر چکی کہ خبر واحد پر عمل میں خلاف کرنے والا بدعتی کہا جاتا ہے۔ حالانکہ احاد کو قطعیت سے کیا علاقہ اور ہمارا دعویٰ کہ اس فرقہ کا بدعتی ہونا ہی خود اکابر علماء کی تصریحات سے ثابت کما سبق۔ پھر قطعیت و ظنیت کا خدشہ پیش کرنا محض بے سود و نا۔ محمود سیدی ابوالحسین احمد نوری مدظلہ العالی نے کیا خوب ارشاد فرمایا کہ تفصیل قطعی ہوتی تو مرتبہ فرض میں رہتی اب ظنی مانو تو درجہ و جوہ میں ہے، دونوں کا خلاف نفس لائق اثم میں یکساں۔ پھر ظنی ٹھہرا کر کام کیا نکلا، کیا بر بنائے ظنیت ترک واجبات جائز ہے۔ اسی طرح یہ مغالطہ کہ مسئلہ تفصیل ضروریات دین سے نہیں محض جہالت۔ اہل تحقیق کے نزدیک تو حقیقت خلافت خلفائے اربعہ بھی ضروریات دین سے نہیں، پھر کیا اس سے انکار کرنے والا آفت گمراہی سے اپنے کو بچا کر کہیں لے جائے گا۔ اس کے جواب میں بھی وہی دونوں باتیں کافی کہ ہم تفضیلیہ کو کافر نہیں کہتے جو مسئلہ کا ضروریات دین سے ہونا ضرور ہو، بدعتی کہتے ہیں سو تصریحات ائمہ سے ثابت۔ دوسرا جواب حضرت سید الواصلین مدظلہ کا کہ واجبات بھی تو ضروریات دین سے نہیں پھر کیا ان کا ترک شیر مادر ٹھہرے گا۔ ان خرافات بازیوں پر اہل علم سے مناظرہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

تنبیہ الختام، مذمت مخالفت جماعت: اے عزیز خدا اور رسول سے ڈرا اور اپنے ایمان پر رحم کر مسلمانوں کے خلاف راہ نہ چل اور زمرہ خارقان اجماع سے نکل شاید جو سخت وعیدیں اور درد ناک تہدیدیں مخالفت اجماع و مفارقت سوادِ عظیم پر وارد ہوئیں ابھی تیرے گوش ہوش تک نہ پہنچیں ورنہ مبتدعوں کا ساتھ نہ دیتا اور ایسی بلائے عظیم اپنے سر نہ لیتا۔ اب سن لے حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے، و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی و یتبع غیر سبیل المؤمنین

نولہ ما تولى و نصلہ جہنم و ساءت مصیرا جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ راہ ہدایت اس کے لیے ظاہر ہو گئی اور مسلمانوں سے الگ راہ چلے، ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں اور جہنم میں پیٹھا دیں اور کیا بری جائے بازگشت ہے۔ و اخرج الحاكم عن عبد الله بن دينار عن عبد الله بن عمرو عن عبد الله بن طاؤس عن ابيه عن عبد الله بن عباس رضى الله تعالى عنهم و هذا حديث ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ لا يجمع الله هذه الامة على الضلالة ابدا و قال يد الله على الجماعة فاتبعوا السواد الاعظم فانه من شد شد فى النار و قد اخرجہ بنحوہ الترمذی من حدیث ابن عباس مرفوعا و اخرجہ ابن ماجه من حدیث انس رفعہ فاقتصر على قوله ابتعوا الى اخره یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خدا اس امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہ کرے گا اور فرمایا خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے پس بڑے گروہ کی پیروی کرو کہ جو الگ ہو گیا تھا، دوزخ بھیجا گیا۔ و اخرج ايضا عن ابی ذر و عن الحارث الا شعری فی حدیث طویل و عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ہدی روایة ابی ذر قال قال صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعة فید شبر فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه و بمثله اخرجہ عنہ احمد و ابو داؤد یعنی فرماتے ہیں جو جماعت سے ہالشت بھرجدا ہو جائے پس تحقیق اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال ڈالی۔ و ایضاً عن الحاکم فی مستدرکہ عن معاویة عن النبی ﷺ قال قال من فارق الجماعة شبرا دخل النار یعنی فرماتے ہیں جو جماعت سے ہالشت بھرا لگ ہو دوزخ میں جائے۔ و ایضاً عن حذیفة سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من فارق الجماعة و استدال الامارة لقی اللہ و لا حجة له یعنی فرماتے ہیں جو جماعت سے جدا ہو اور بادشاہت اسلام کو ذلیل جانے خدا سے اس حال پر ملے کہ اس کے لیے کوئی حجت اور اپنی برأت کی دلیل نہ ہو۔ و ایضاً عن فضالة بن عبید عن رسول اللہ ﷺ انه قال ثلثة لا یسأل عنهم رجل فارق الجماعة و عصی امامہ فمات عاصیا امامہ الحدیث یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین شخص ہیں جن کی روز قیامت بات نہ پوچھی جائے گی، ایک وہ کہ جماعت سے مفارقت اور اپنے

امام کی نافرمانی کرے اور اسی حال پر مر جائے۔ وایضاً عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال الصلوة المكتوبة الى الصلوة المكتوبة التي بعدها كفارة لما بينها والجمعة الى الجمعة و شهر رمضان الى شهر رمضان كفارة لما بينها ثم قال الا من ثلث الا من الاشراك بالله و نكث الصفقة و ترك السنة و قال ما ترك السنة فالخروج من الجماعة ملخصاً خلاصہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک نماز فرض دوسری نماز فرض تک کفارہ ہوتی ہے ان گناہوں کا جو ان کے بیچ میں واقع ہوں اور جمعہ جمعہ تک اور رمضان رمضان تک۔ مگر تین گناہ ان سے نہیں مٹتے، شرک اور امام بحق کی بیعت توڑنا اور ترک سنت۔ پھر فرمایا ترک سنت کے معنی ہیں جماعت سے نکل جانا۔ وایضاً من طریق عبد اللہ بن دینار عن عبد اللہ بن عمر عن عمر و البیہقی بسندہ عن الامام الشافعی عن سفین بن عینیۃ عن عبد اللہ بن ابی لبید عن ابن سلیمان بن یسار عن ابیہ عن عمر عن النبی ﷺ قال من اراد منکم بحجة الجنة فليلزم الجماعة فان الشيطان مع الواحد و هو من الاثنين اما بعد یعنی نبی ﷺ نے فرمایا جو وسط جنت چاہے جماعت کو لازم پکڑے کہ شیطان ایک کے ساتھ ہے اور دو سے دور تر۔ و اخرج الامام احمد عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله ﷺ ان الشيطان ذئب الانسان كذئب الغنم يأخذ الشاذة و القاصية و الناحية و اياكم و الشعاب و عليكم بالجماعة و العامة یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں بے شک شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے جیسے یہ بھیڑیا بکریوں کا، کہ اسی بکری کو پکڑتا ہے جو گلے سے بھاگ جائے یا گلے سے دور ہو جائے یا ایک کنارے پر ہو اور بچاؤ اپنے کو پہاڑ کی گھاٹیوں یعنی تنگ و تاریک راہوں سے جو طریقہ واضح سنت و جماعت سے جدا ہیں اور لازم (۱)

(۱) و لعمرو ما قال العارف الرومی المولوی المصنوعی قدس سرہ الہی آنگہ سنت یا جماعت ترک کر دو رہنمائی مسیح زخون خویش ہست سنت رہ جماعت چوں رفتی بے رہ و بے یارافتی در مضیق۔ قائمہ در راحۃ القلوب ملفوظات طیبات حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ الالبیب الاطبرج فرمودہ حضرت سیدنا سلطان الاولیاء نظام الملئۃ والدین محبوب الہی افاض اللہ علینا من فضیہ اللہ تنائی میز ماید مجلس نیم ماہ شعبان ۶۵۵ھ فرمود ہر کہ از مرید و شیخ بر قانون مذہب الملئۃ سنت و جماعت نباشد و حکایت او موافق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نباشد اور معنی یکے از راہ زنان ست اتھی لفظ الشریف ۱۲ منہ غفرلہ۔

پکڑو جماعت و جمہور کو۔ احادیث اس بارہ میں بکثرت ہیں۔ ولا مطمع فی استقبائہا۔
 برادر تو نے سنا کہ علمائے دین و ائمہ شرع متین تفضیلیہ کو بدعتی قرار دیتے ہیں لایاک ثم لایاک
 کہ تو ان کا ساتھ دے اور اس مصیبت ہانکھ کو اپنی جان پر گوارا کرے ہنس الاسم الفسوق بعد
 الایمان مسلمان ہو کے بدعتی کہلانا کیا برانا نام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی کہ فرماتے
 ہیں: عن انس ۱۲ اهل البدع شر الخلق والخلق اهل بدعت تمام خلق وعالم سے بدتر
 ہیں۔ اور فرماتے ہیں حم: عن ابی املہ الباہلی اصحاب البدع کلاب اهل النار بدعت
 والے دوزخیوں کے کتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ او: عن الامیر معاویہ ت: عن عبد اللہ بن عمرو
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان هذه الامة ستفترق علی ثلث و سبعین الثتان و سبعون فی
 النار و واحدة فی الجنة او: وهی الجماعة ت: قالوا من ہی یا رسول اللہ قال ما
 انا علیہ و اصحابی بے شک عنقریب یہ امت تہتر فرقے ہو جائے گی ان میں بہتر (۷۲)
 دوزخ میں ہیں اور ایک جنت میں اور وہ فرقہ جماعت ہے اور ایک روایت میں ہے صحابہ نے عرض
 کیا یا رسول اللہ وہ جنتی فرقہ کون ہے فرمایا وہ ملت جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب۔ اور فرماتے
 ہیں ت طب حب مس: کلہم عن ام المؤمنین الصدیقة و مس عن سیدنا علی ایضاً رضی اللہ تعالیٰ
 عنہما۔ ستہ لعنتہم لعنہم اللہ و کل نبی مجاب فلذکر منہم التارک السنة اھ:
 ملخصاً چھ ہیں جنہیں میں نے لعنت کی اللہ ان پر لعنت کرے اور ہرنبی (۱) کی دعا مقبول ہے ایک
 وہ جو راہ سنت چھوڑ دے اور فرماتے ہیں طس قی ضم: کلہم عن انس ان اللہ حجب التوبہ
 عن کل صاحب بدعة حتی یدع بدعته بے شک اللہ نے روک رکھی ہے توبہ ہر بدعتی سے
 یہاں تک کہ اپنی بدعت کو چھوڑ دے یعنی اگر نہ چھوڑی اور اسی حال میں موت آگئی تو دنیا سے بے

(۱) لا صح عطف کل علی قائل لعنہم و مجاب ملخصاً یلزم کون بعض الانبیاء غیر مجاب ۱۲ منادی۔

توبہ جائے گا اور فرماتے ہیں قتی عافرا لاربعة عن ابن عباس: ابی اللہ ان یقبل عمل صاحب بدعة حتی یدع بدعته اللہ نہیں مانتا کسی بدعتی کا عمل قبول کرنا جب تک اپنی بدعت نہ ترک کرے۔ اور فرماتے ہیں قتی (۱) عن حذیفة لا یقبل اللہ لصاحب بدعة صلوة ولا صوما ولا صدقة ولا حجا ولا عمرة ولا جهادا ولا صرفا ولا عدلا ینخرج من الاسلام کما ینخرج الشعرة من العجین خدائے تعالیٰ بدعتی کی نماز قبول کرے نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ کوئی فرض نہ نفل بدعتی اسلام سے نکل جاتا ہے جیسے خمیر سے بال۔ اور فرماتے ہیں فرخط عن انس: اذا مات صاحب بدعة فقد فتح فی الاسلام فتح جب بدعتی مرتا ہے تو اسلام کو ایک فتح و کشائش حاصل ہوتی ہے۔ اور فرماتے ہیں طب عاحب: (۲) ان الاسلام لیشبع ثم تكون له فترة فمن كانت فترته الى غلو و بدعة فاولئك اهل النار حاصل یہ کہ اسلام سیر ہوگا اور اپنے درجہ کمال کو پہنچے گا پھر اسے ایک ضعف و سستی لاحق ہوگی پس جس کی سستی طغیان و بدعت کی طرف ہو وہ دوزخی ہے یہ سب احادیث انشاء اللہ تعالیٰ صحاح و حسان ہیں۔ ای ولو لغيرها فی بعض منها الا الاول فاسناده ضعيف (۳) اور مروی ہو فرماتے ہیں طب قتی (۴) من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام جو کسی بدعتی کی توفیر کرے اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی۔ الحذر الحذر کہ ان مصائب کا تحمل محال ہے اور ان بلاؤں کے اٹھانے کی کسے مجال۔ عزیز اللہ اپنے نفس کو دوزخ و غضب الہی سے خرید لو اور شرار الخلق و اعداء الخلق کا ساتھ نہ دو خدا جانے تمہیں ان ہولناک آفتوں میں کیا بیٹھا معلوم ہوتا ہے کہ جب ان سے ڈرائے جاتے ہو ترش رو ہوتے اور تلخی کے ساتھ بد مزگی ظاہر کرتے ہو۔

(۱) اشارہنا بتقدیم فی الی ان اللفظ له ۱۲ منہ

(۲) لاخیران عن عبد اللہ بن عمرو و اما طب واللفظ له فلم الف علیہ واللہ اعلم ۱۲ منہ۔

(۳) کو قد اشرت الی ذالک بصیفة التمريض ۱۲ منہ۔

(۴) طب عن عبد اللہ بن یسر موصولا و قتی عن ابراہیم بن میسرہ مرسل و اسناده لیس ہذاک بل قیل کیت و ذیت ۱۲ منہ۔

حکم تفضیلیہ و سنفضیہ

بالجملہ : بین و بین ہو گیا کہ اہل بدعت کیسی افسوس ناک حالت میں ہیں اور تفضیلیہ و سنفضیہ ان کی شاخ۔ پس حکم نماز کا ان کے پیچھے وہی ہے جو مبتدعہ کے پیچھے یعنی مکروہ بکراہت شدیدہ جیسا کہ علامہ بحر العلوم قدس سرہ الشریف نے تصریح فرمائی کما مر۔ اگرچہ ان کی بد مذہبی اور روافض کے فساد عقیدہ سے کم ہے اب جو شخص ایسا اعتقاد رکھتا اور اپنے آپ کو سنی اور ان کی تصانیف کو مقبول کہتا ہے تو اس کے لیے اہل سنت و جماعت کا زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے اب تک اجماع دلیل کافی و برہان وافی۔ سنیوں کی کتابیں بنظر تعمق و تحقیق دیکھے اور ان کے مطابق عقیدہ درست کرے ورنہ دعویٰ تسنن سے دست بردار ہو وباللہ التوفیق و بیدہ ازمۃ التحقیق۔

الفصل الثانی فی الآیات القرآنیۃ والنجوم الفرقانیۃ

آیت اولیٰ : قال اللہ ربنا تبارک و تعالیٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم بے شک تم سب میں بزرگ تر اللہ کے نزدیک تمہارا اتقی ہے یعنی بڑا پرہیزگار۔ یہاں تو اتقی کو سب پر تفضیل دیتے ہیں اور زیادت کرامت عند اللہ میں ترجیح دیتے ہیں۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں و سیجنہا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی و ما لاحد عنده من نعمۃ تجزی الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلیٰ و لسوف یرضی یعنی اور نزدیک ہے کہ جہنم سے بچایا جائے گا وہ بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے ستمرا ہونے کو اور اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے مگر تلاش اپنے برتر پروردگار کی رضا مندی کی اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہو جائے گا۔ آیت کریمہ میں باجماع مفسرین اتقی سے جناب سیدنا امام المتقین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ امام محی السنہ بغوی فرماتے ہیں یعنی ابا بکر فی قول الجمیع اور امام علامہ شمس الدین ابن الجوزی نے بھی اس پر اجماع نقل کیا اور یہ معنی ابو بکر بن ابی حاتم و طبرانی و ابن زہیر و محمد بن اسحاق و غیر ہم محدثین کی احادیث میں وارد حتیٰ کہ طبری نے باوجود رفض تفسیر مجمع البیان میں اسی کو مقبول رکھا اور انکار کا یارا اور

اقرار سے چارہ نہ پایا۔ معہذا آیت کے لیے دوسرا محمل صحیح متصور ہی نہیں کہ بالضرور یہاں وہی مقصود جو افضل امت محمدی ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ ورنہ آیہ اولیٰ سے مناقضت لازم آئے۔ اور ہم اور ہمارے مخالفین متفق کہ ماورائے صدیق و مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما افضل امت نہیں پس بالاتفاق تیسرا مراد نہیں ہو سکتا۔ مگر آیت اخیرہ کا سیاق شاہد کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ مراد نہیں کہ آگے ارشاد ہوتا ہے ولا حد عنده من نعمة تجزی اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا عوض دیا جائے۔ یہ صفت جناب مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پر کب صادق کہ ان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات دنیویہ بھی جن میں معاوضہ و مکافات جاری بکثرت ہیں کہ انہوں نے اس پاک گود میں تربیت پائی حضور والا نے اولاد کی طرح پالا، پرورش کیا، طعام و شراب سے خبر گیری فرمائی اور انتہائے نعمت تزویج بتول زہرا پر ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

بخلاف صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ ہر چند جس قدر منتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پر ہیں تمام امت میں کسی پر نہیں مگر وہ نعمتیں ایسی نہیں جن کا عوض ہو سکے۔ وہ انعام اس قسم کے ہیں جن کی نسبت حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے و ما اسالکم علیہ من اجر ان اجری الا علی رب العالمین کہ میں نہیں مانگتا ہدایت پر تم سے کچھ نیک میرا نیک تو اللہ ہی پر ہے جو پالنے والا سارے جہان کا۔ شاید اسی لحاظ سے قرآن عظیم میں قید تجزی ذکر فرمائی گئی پس بالیقین آیہ کریمہ جناب صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل اور شان نزول بھی کہ ولی اللہ صدیق وعدو اللہ امیہ بن خلف کا قصہ مشہور بھی اسی پر شاہد۔ اب اس آیت کو صغریٰ اور پہلی کو کبریٰ کیجیے تو شکل اول بدیہی الانتاج سے یہ نتیجہ بشہادت قرآن عزیز نکلتا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل امت ہیں وہو المقصود و کفی باللہ شہیدا۔

تنبیہ: جس طرح علما کے اس استدلال سے صدیق کی افضلیت ثابت ہوئی یوں ہی یہ معنی بھی خوب روشن ہو گئے کہ مناط افضلیت اکرمیت عند اللہ ہے اور خدا کے نزدیک عزت و وجاہت و قدرو

منزلت کا زیادہ ہونا، نہ وہ جو حضرات سلفیہ اپنی خیالی قینچیوں سے ہوائی پھول تراشتے ہیں کہ مناط کثرت لذا نذ جنت یا اولیت فی الخلافۃ وغیرہا امور کم وقعت ہیں۔

تنبیہ: آیہ کریمہ جس طرح افضلیت صدیق پر دلیل ساطح، یوں ہی ان کے عرفان الہی و ولایت ذاتی (۱) میں کافہ امت سے زیادت پر برہان قاطع کہ بداہت ایمانی شاہد کہ کم رتبہ کا ولی ہرگز ہرگز اعلیٰ درجہ کے ولی سے اکرم عند اللہ و کثیر العز و الجاہ نہیں ہو سکتا اور اس کا انکار محض مکابرہ۔ اب نہیں معلوم جنہیں صدیق کے اعرف باللہ و اعظم الاولیاء ہونے میں تردد ہے آیہ کریمہ سے انکار کر جائیں گے یا ولی ادنیٰ کا ولی اعلیٰ سے اکرم عند اللہ ہونا تسلیم فرمائیں گے۔ ہم انشاء اللہ اس بحث کی غایت تنقیح فصل سابع میں برسر توضیح لائیں گے فانظروا انی معکم من المنتظرین۔

اشتباہ: حضرات تفضیلیہ کو جب کہ آیت میں لفظ التقی جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر محمول کرنے سے مفر نہ ملی ناچار باعانت واہمہ یہ تقریر تراشی کہ یہاں التقی سے مجرد تقی مراد ہے یعنی پرہیز گار نہ وہ کہ اپنے سب ماسوائے سے پرہیز گار ہو کہ آخر تقوایں صدیق تقوایں حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے بالیقین کم تھا، تو ان پر لفظ التقی کا بمعنی متبادر اطلاق کیوں کر درست ہوتا اور جب تقی مراد لے لیا تو اب کریمہ کو تفصیل سے کچھ علاقہ نہ رہا۔

انتباہ: اس حرکت مذہبی کی تسکین شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر فتح العزیز میں کی ہے۔ ہم اول ان کی عبارت التقاطاً نقل کر کے پھر اپنی رائے اظہار کریں گے۔ اعتراض تفضیلیہ ذکر کر کے فرماتے ہیں اہل سنت جواب میگویند کہ التقی را بمعنی تقی گرفتن خلاف لغت عربیت ست پس حمل کلام الہی کہ قرآن عربی ست بران درست نباشد و ضرورتی کہ دریں حمل بیان کردہ اند مندفع ست بانکہ کلام در سائر ناس ست نہ در

(۱) ولایت ذاتی اس لیے کہ ولایت متعدیہ میں حضرت مولیٰ کا تقدم سبھی کو مسلم ۱۲ منہ۔

مراتب بآنها حاصل نبود پس اتقی کسی است که در آخر عمر که وقت اعتبار اعمال است از دیگر موجودین در تقوی افزون باشد و به یثبت المدعی بلا تکلف و بلا تاویل انتهی کلامه مع بعض اختصار۔

اقول: و ربی یغفر لی جمله اخیرہ کہ از بعض بزرگان اہل سنت نقل فرمودہ درو خدشہ ہائے چند بخاطر مستمند می رسد و از انہا آنچه تعلق بمقام دارد این است کہ حدیث اعتبار بآخر اعمار نمودن و در نعوت و اوصاف ہر بران مدار کار داشتن یکسر مسلم اما خرد گواہ کہ چون کسی را از احیائی موجودین بوصفے از اوصاف یاد می کنند اتصافش بدان وصف ہر در حال مفہوم می شود نہ آن کہ در مال این چنین خواہد گشت و ما دامیکہ قرینہ بر قصد خلاف قیام نپذیرد ہمی معنی باذہان و خواطر جاے می گہرد و التبادر دلیل الحقیقہ پس اتقی را ہر کسیکہ در زمانہ آئندہ این چنین خواہد بود حمل نمودن از حقیقت گزشتن و راہ مجاز پیمودن و معلوم است کہ تا حقیقت راست آید باب تجوز ہر گز نکشاید و این جا حقیقت بے تکلف و مشقت بتخصیص کہ خود در اذہان متمکن است و در افادہ مقصود از ملفوظ بہ ہیچ وجہ کمتر نیست بلکہ اقوی و اسرع الی الافہام است و لہذا عام را از درجہ قطعیت فرود نیارد خود راست (۱)

(۱) نکتہ این است کہ بر تقریر آن بزرگ لفظ اتقی بمعنی من سیکون کذا گرفتہ می نشود و این صریح مجاز است و بر تقریر بالفظ بر معنی خودست و عام نیست کہ حاجت بہ تخصیص اقتد زیرا کہ لام در اتقی برائے عہدست بدلیل آنچه در اذہان مستقر است فلا تجوز ولا تخصیص و ازین جا وضوح یافت کہ اختلاف اصولین و فقہاء در حقیقت و مجاز بودن عام مخصوص منہ بعض از ما نحن فیہ ہمزول است فافہم لاند قیاس و بالتامل حقیق ۱۲ منہ۔

بر گرسی صحت می نشیند پس حاجت مصیر بسوئی مجاز چیست
 و باعث بزو کیست و این چنین تخصیص را تکلف شمردن عجب
 تر از هر عجب چه این گونه تخصیصات در نصوص شرعیه پیش از
 پیش شائع و ذائع است اگر این ها همه تکلف باشد اے بسا کلامی
 که به تکلف راست نماند و این نوع کلام ساقط از پایه متانت بود و
 حاشا! عن ذلك مع هذا مجاز را قرینه در کار و قرینه خود جزین
 تخصیص چیست پس برین تخصیص اتکال نموده کلام را بر
 حقیقت و در داشتن اولی که بدلالات او در زمین سخن تخریب تجوز
 کاشتن علاوه برین ازین تقریر بدین تقدیر دلیل در افاده مدعا
 قصور کند که از و پذیرد و ثبوت نه رسد مگر افضلیت صدیق
 از کسانی که در زمانه خلافتش بلکه در آخرین ساعت عمرش بقید
 حیات بودند نه از آنان که پیش از وی بکنج لحد آسودند و تواند که
 یکی از آنها اتقی و افضل از صدیق بوده باشد و نیز این کلام را در
 معرض مدح و ثنائی صدیق آورده اند رضی الله تعالی عنه و غالب
 مدح نباشد مگر بوصف خاص و این وصف بر نهجی که آن بزرگی
 تقریر نموده هیچک خصوصیتی بذات پاکش ندارد که حضرات
 فاروق و ذوالنورین و مرتضی ابوالحسنین رضی الله تعالی عنهم همه ما
 در آخر عمر خود شان همچین بوده اند بلکه در هر قرن و هر طبقه
 تا روز قیامت بنده از بندگان خدا متصف بدین وصف باشد کمالا
 یخفی لتبصرو تشکرو فی عظم الاء الله فتفکر والله سبحانه و تعالی اعلم

آیت ثانیة: قال الله عز من قائل ثم اورثنا الكتاب الذین اصطفینا من عبادنا

فمنهم ظالم لنفسه و منهم مقتصد و منهم سابق بالخيرات باذن الله ذالك هو الفضل الكبير پھر ہم نے وارث کیا کتاب کا ان کو جنہیں چن لیا اپنے بندوں میں سے پس کوئی ان میں اپنی جان پرستم کرنے والا ہے اور کوئی بیچ کی چال چلنے والا اور کوئی آگے بڑھ جانے والا ہے بھلائیوں میں خدا کی پروا نگئی سے یہی ہے بڑی فضیلت۔

اقول: وبالله التوفيق آیت کریمہ میں چنے ہوئے بندوں سے یہ امت مرحومہ مقبولہ محمدیہ مصطفویہ علیہ و علیہم الصلوٰۃ والتحیہ مراد جس کی حق سبحانہ و تعالیٰ نے تین قسمیں فرمائیں۔ ایک وہ جو خدا کی نافرمانیوں سے اپنی جان پرستم اور اسے بتلائے دردمال کرتے ہیں جیسے ہم گناہگار، سیاہ کار، معاصی میں منہمک، لیل و نہار جن کا سوار حم الراحمین کی رحمت اور شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شفاعت کے کہیں بلجاو ماوا اور بجز مردہ جانفزائے۔ **قی فی البعث مد:** کلاہما عن ابن عمر ظالمنا

مغفور له اور نوید غمزدائے مس عن ابی الدرداء بسند صحیحہ العلماء۔ الظالم لنفسه یحاسب حسابا یسیرا ثم یدخل الجنة کے کوئی دل تھامنے اور امید بندھانے والا نہیں فحسبنا الله ورسوله انه هو الرؤف الرحیم۔ دوسرے وہ میانہ رو کہ خلطوا عملا صالحا و آخر سیئا جن کی حکایت حال ہے کہ اگر گناہ کرتے ہیں تو نیکیاں بھی رکھتے ہیں انہیں حدیث میں قی

مد: تاجی اور مس: یدخل الجنة بغير حساب فرمایا جعلنا الله منهم برحمته انه هو المغفور الرحیم۔ تیسرے وہ اعلیٰ درجہ کے مطیع و منقاد سراپا اہتد اور شاد جو حسنات کی طرف مسارعت کرتے اور میدان خیرات میں قصب السبق یجاتے ہیں ان کی نسبت ان کا مالک مہربان فرماتا ہے ذلک هو الفضل الكبير فضل کبیر و بزرگی عظیم ان ہی کو حاصل، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سب بہ نسبت بقیہ امت اسی قسم میں داخل لہذا وہی فضیلت عالیہ لے گئے اور سادات امت قرار پائے۔ اب تلاش کرنا چاہیے اسے جو گروہ صحابہ میں سرفراز اور اس صفت شریفہ کے ساتھ ممتاز ہو کہ بحکم آیہ کریمہ افضلیت مطلقہ اسی کا بہرہ خاصہ۔ لیکن ہم جو غور کرتے اور کان لگا

کرسنتے ہیں تو دربار دربار رسالت سے پیہم اراکین دولت و عمائد سلطنت بلکہ خود اس بادشاہ عرش بارگاہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من اللہ کی نور افشاں صدائیں گوش دل کو اپنی شعاع ریزیوں سے معدن انوار و منزل اقرار کر رہی ہیں کہ ہاں وصف مذکورہ میں اس بارگاہ اکرم کے وزیر اعظم یعنی جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سب پر تفوق ظاہر و تقدم باہر ہے حتیٰ کہ سباق بالخیرات اس ذات جامع البرکات کا نام قرار پایا اور صیغہ مبالغہ نے لطف تازہ دکھایا۔ فقد اخرج ابو یعلیٰ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنت فی المسجد اصلی فدخّل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و معہ ابو بکر و عمر فوجدنی ادعو فقال سل تعطه ثم قال من اراد ان یقرء القرآن غضا طر یا فلیقرء بقراءۃ ابن ام عبد فرجعت الی منزلی فاتانی ابو بکر فبشرنی ثم اتانی عمر فوجد ابا بکر خارجا قد سبقه فقال انک لسباق بالخیر یعنی حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور حضور کے ہمراہ صدیق و فاروق تھے۔ پس حضور نے مجھے دعا کرتے پایا۔ فرمایا مانگ تجھے دیا جائے گا، پھر فرمایا جو شخص قرآن کو تروتازہ پڑھنا چاہے وہ ابن ام عبد یعنی عبد اللہ بن مسعود کی قراءت پر پڑھے۔ بعدہ میں اپنے گھر لوٹ آیا، صدیق آئے اور مجھے اس دولت عظمیٰ کے حصول اور حضور کے ان کلمات ارشاد فرمانے کا مژدہ دیا۔ پھر فاروق آئے تو ابو بکر کو نکلنے پایا کہ پہلے ہی خوشخبری دے چکے ہیں پس عمر رضی اللہ عنہ نے صدیق سے کہا بے شک آپ سباق بالخیر اور نیکیوں میں نہایت پیشی لیجانے والے ہیں۔ و اخرج ابو بکر بن ابی شیبہ من حدیث عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قصة سقیفة بنی ساعدة فی حدیث طویل انه قال یا معشر الانصار یا معشر المسلمین ان اولی الناس بامر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعدہ ثانی اثین اذہما فی الغار ابو بکر بن السباق المبین یعنی امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے گروہ انصار اے جماعت مسلمین بے شک امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے بعد زیادہ مستحق دوسرا ان دو کا ہے جب وہ دونوں غار میں تھے ابو بکر سباق مبین جن کا خیرات میں بہت پیشی لیجانا ظاہر و روشن ہے۔

اقول: و ربی یغفر لی یہ کلمہ حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجمع صحابہ میں سقیفہ بنی ساعدہ میں فرمایا جب انصار کرام بقصد خلافت مجتمع ہوئے اور مہاجرین سے کہتے تھے ایک امیر ہم میں ایک تم میں۔ نزاع و مناظرہ نے طول کھینچا تھا طرفین سے باب استدلال و اتھا، اس وقت فاروق نے فضائل جلیلہ صدیق اور ان کا صاحب الغار و سابق بالخیرات ہونا اظہار اور اس سے استحقاق خلافت پر استظہار کیا کہ اسی کلمہ پر فیصلہ ہو گیا۔ انصار خلاف سے باز آئے اور دست صدیق پر بیعت کی، پس ثابت ہوا کہ صدیق کا ان اوصاف سے اتصاف تمام حاضرین کو مسلم و مقبول تھا ورنہ معرکہ مباحثہ میں اس کے اذعان و قبول اور اس کی بنا پر منازعت سے رجوع و عدول کے کیا معنی تھے؟ اور خود ارشاد فاروقی میں لفظ مبین اس معنی پر دلیل مبین کہ صدیق کی نہایت سبقت بالخیرات روشن و بین ہے اور کون اس سے آگاہ نہیں۔ و اخرج البخاری عن ابن عباس عن عمر لیس فیکم من تقطع الاعناق الیہ مثل ابی بکر قال فی مجمع البحار ای لیس فیکم سابق الخیرات یقطع اعناق مسابقیہ حتی یلحقہ خلاصہ یہ کہ تم میں یہ شان سبقت بالخیرات کی صدیق ہی میں ہے کہ جو ان سے فضائل و حسنات میں مسابقت کرے پیچھے رہ جائے اور ان تک نہ پہنچنے پائے۔ و اخرج البزاز عن عبدالرحمن بن ابی بکر عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم زعم انہ لم یرد خیرا قط الا سبقہ الیہ ابو بکر یعنی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے کبھی کسی بھلائی کا ارادہ نہ کیا مگر یہ کہ ابو بکر اس کی طرف مجھ سے سبقت لے گئے۔ و اخرج الطبرانی عن امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال والذی نفسی بیدہ ما استبقنا الی خیر قط الا سبقنا الیہ ابو بکر یعنی مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ہم نے کبھی کسی خیر و نیکی کی طرف ایک دوسرے سے بڑھ جاننا نہ چاہا مگر یہ کہ ابو بکر ہم سے اس کی طرف سبقت و پیشی کر گئے۔ و اخرج ابن عساکر عن عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدثنی عمر بن الخطاب انہ ما سابق ابا بکر الی خیر الا سبقہ ابو

بکر یعنی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے عمر بن الخطاب نے بیان کیا کہ اس نے جب کسی خیر میں ابو بکر سے مسابقت کی ہے ابو بکر اس پر سبقت لے گیا۔

اقول: و رہی یغفر لی فکر تدقیق اساس و طرز سخن شناس در کار ہے کہ اس حدیث کے انداز کلام کو پہچانے کس درجہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو نشان صدیق سے اعتنا اور ان کی سبقت بالخیرات کا اثبات منظور ہے۔ تمام عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت اور ان کے کلام پاک کو دلیل و حجت کرتا ہے یہاں خود حضور سراپا نور کس پیار سے فرماتے ہیں ہم سے عمر بن الخطاب کہتا تھا کہ ہمارا ابو بکر سابق بالخیر ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہا وسلم۔

آیت ثالثہ: قال ربنا ذو الفضل العظيم فی تنزیله العلی الحکیم ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعة ان یؤتوا اولی القربی والمساکین والمہاجرین فی سبیل اللہ و یعفوا ویصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم اور قسم نہ کھائیں بڑائی اور گنجائش والے تم میں سے قرابت داروں اور محتاجوں اور خدا کی راہ میں گھر بار چھوڑنے والوں کو دینے کی اور چاہیے کہ بخش دیں اور درگزر کریں۔ کیا تم دوست نہیں رکھتے کہ خدا تمہیں بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ احادیث صحیحہ سے ثابت کہ آیت میں اولوا الفضل کا خلقت گراں قیمت مدیق اکبر کو عطا ہوا۔ فقد اخرج الامام البخاری عن ام المؤمنین الصدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا فی حدیث الا فک الطویل قالت فلما انزل اللہ هذا فی براءتی قال ابو بکر الصدیق وکان ینفق علی مسطح بن اثالة لقرابته منه وفقره واللہ لا انفق علی مسطح شیئا ابدا بعد الذی قال فی عائشة ما قال فانزل اللہ ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعة الایة قال ابو بکر واللہ انی لا حب ان یغفر اللہ لی فرجع الی مسطح النفقة الی کان ینفق علیہ وقال واللہ لا انزعها منه ابدا حاصل یہ کہ حضرت مسطح بن اثالة رضی اللہ عنہ کہ فقراے مہاجرین سے تھے اور صدیق کے رشتہ دار اور صدیق بوجہ ان کی فقر و قرابت کے ان کی خبر گیری کرتے اور بسلوک و انفاق پیش آتے، جب بلائے ا فک

میں مبتلا ہوئے اور حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے دامن عفت مامن، محبوبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہا کی طہارت اور ہر لوٹ سے اس کی برأت دس آیتیں نازل کر کے ظاہر فرمائی، صدیق نے قسم کھائی اب مسطح کو کچھ نہ دوں گا۔ اللہ جل جلالہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ فضل و وسعت والے اہل قرابت و مساکین و مہاجرین پر انفاق کی قسم نہ کھائیں اور ان کی اس خطا سے جو نادانستگی میں اتفاقاً صادر ہوگئی درگزر میں معاف کریں۔ آخر وہ بھی تو ہماری بخشش کے طلب گار ہیں۔ جب صدیق نے یہ ارشاد سنا کہا خدا کی قسم میں دوست رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے بخشے اور جو ادرار مسطح کا مقرر تھا ، ری فرمایا اور قسم کھائی کبھی بند نہ کروں گا۔ اب عقل سلیم غور کرے کہ صحابہ کرام سب اولوا الفضل اور بزرگی والے تھے قرآن عزیز میں بالتخصیص جناب امام المتقین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس صفت سے یاد فرمانا دلیل واضح ہے کہ یہ وصف ان کی ذات سے ایک خصوصیت خاصہ رکھتا ہے اور جو افضلیت انہیں حاصل دوسرے کو نہیں۔ جیسا کہ تمام صحابہ شرف و صحبت سے مشرف تھے مگر لفظ صاحبی کہ بیسیوں حدیثوں میں آیا خاص اسی جناب گردوں قباب کے لیے ہے کہ جیسی صحبت انہیں ملی دوسرے کو میسر نہ ہوئی۔ سولہ برس کی عمر سے رفاقت حضور اختیار کی، عمر بھر حاضر دربار و شریک ہر کار و مونس لیل و نہار رہے بعد وفات کنار جاناں میں جا پائی۔ روز قیامت حضور کے ہاتھ میں ہاتھ محشور ہوں گے۔ حوض کوثر پر ہمراہ رکاب رہیں گے پھر فردوسِ اعلیٰ میں رفاقت دائمی ہے۔

عارف سنی حکیم سنائی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں
ہو د چنداں کرامت و فضلش

کہ اولوا الفضل خواند ذوالفضلش

روز و شب ماہ و سال در ہمہ کار

ذانی اذنیہن اذہما فی الخار

صورت و سہرتش رہ جان ہود

ذان فر چشم عوام پہنہاں ہود

اقول: وباللہ استعین اگر صرف لفظ اولوا الفضل پر اکتفا ہوتا تو شاید وہ عقول دانیہ جو ہمیشہ دستِ مال اوہام رہتی ہیں احتمال پیدا کرتیں کہ قاعدہ بلاغت ہے جب کسی سے کوئی کام لینا اور اس پر اسے تخصیص و اغرا مقصود ہوتا ہے، مخاطب کے اوصاف سے وہ وصف جو اس کام پر حامل ہو بیان کیا جاتا ہے تا اس کے قلب کو اشتعالک اور داعیہ اطاعت کو ابغاٹ ہو۔ مثلاً معرکہ قتال میں کہیں ہاں بہادرو! یہی وقت جانبازی و ترک تازی کا ہے، یا انفاق مال کی ضرورت میں اے جوادو! یہی زمانہ سخا پروری و نام آوری کا ہے۔ اس سے مخاطبین کا ان اوصاف سے اختصاص نہیں سمجھا جاتا مگر قرآن مجید و فرقان حمید وہ کلام بلاغت نظام ہے کہ کسی معاند خواہ مشکک کے لیے حجت نہیں چھوڑتا، لفظ منکم نے اس احتمال کی قطع عرق فرمادی۔ صدیق کو صرف بڑائی والا نہیں کہتے بلکہ فرماتے ہیں تم میں کا بڑائی والا یعنی تم سب ارباب فضل و کرامت ہو اور وہ تم سب میں فضل و بزرگی والا ہے۔ غلاموں

کے سردار سب ہوتے ہیں پوری سرداری اس کی جو سرداروں کا سردار ہو۔ **شم اقول:** و رہی یغفر لسی شاید خار و اہمہ کی خلش پھر عود کرے اور یوں نقص اجمالی سے خلجان بڑھائے کہ بعینہ یہی تقریر معطوف فضل یعنی سعت مال میں جاری حالانکہ صدیق اغنی الصحابہ نہ تھے۔ بعض اصحاب کرام مثل حضرت ذی النورین و جناب عبدالرحمن بن عوف و ثابت بن قیس بن شماس وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ان پر تو نگری و فراخی مال میں فائق تھے تو اس ثوران و ہم کی تسکین کے لیے ہماری اس تقریر کا منتظر رہا چاہیے جو باب ثانی کی فصل..... میں زیور گوش مشتاقین ہوگی کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم وہاں ثابت کر دیں گے کہ مال صدیق گوا کثر الاموال نہیں مگر افضل الاموال ہے۔ اسلام کو جس قدر انکے مال سے نفع پہنچا کسی کے مال سے نہ پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنا ان کا مال کام آیا کسی کا نہ آیا۔ یہاں تک کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جناب کو خیر المسلمین مسالا فرمایا اور بے شک خدا کے نزدیک تعداد زر و سیم محض بے وقعت۔ مال وہ ہے جو اس کی راہ میں صرف اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں پر شمار ہو ورنہ مال نہیں سوء مال ہے اور طول آمال سے کمال اعمال کی جی کا وبال۔ پس جس کا مال اس وصف میں ممتاز تر وہی عند اللہ سعت

مالی میں افراز تر اسی لیے بروالدین وصلہ رحم کو فرمایا۔ اس سے عمر زیادہ ہوتی ہے اور کی نسبت ارشاد ہوا کہ اس سے گھٹتی ہے حالانکہ جف القلم بما ہو کائن مقادیر میں کمی بیشی کو راہ نہیں تو بات یہ ہے کہ وہ نیکیاں طیب اوقات و توفیق خیرات کی موجب ہیں اور یہ سیدہ محق برکت و ظلمت وقت و تزئین سیآت کی باعث اور وہ ساعتیں جو سیرت مرضیہ پر گزریں اگر چہ انفاس چند ہوں کثیر شمیر اور جو گھڑیاں عیاذ ابا اللہ بری حالت پر کٹیں اگر چہ صد ہا سال ہوں محض بے برکت، گویا کچھ نہ تھا اسی طرح کثرت و قلت مال و اللہ اعلم بحقائق الحال فاستقر عرش التحقيق على ما اردنا من تفضيل الصديق رضى الله تعالى عنه۔

آیت رابعہ: قال الله جل ذكره الذى جاء بالصدق و الذى صدق به اولئك هم المتقون جو سچ لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ لوگ پرہیزگار ہیں۔ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں عس (۱) الذى جاء بالحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم والذى صدق به ابو بكر الصديق جو حق لائے وہ محمد ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اقول: اب نظر باریک میں کو اجازت غور و تعمق دیا چاہیے کہ اس آیت کریمہ سے صدیق کا فضل تقویٰ میں تمامہ امت سے اکمل ہونا کیسے روشن طور پر ثابت جس میں سوا منکر مکابر کے کسی کو مجال جدال نہیں۔ اول تو وہی تخصیص کہ صحابہ کرام سب خیار و اصفیاء و ارباب دیانت و اتقا تھے مگر صدیق سا تقویٰ کسی کا تھا تو اس کا ذکر کیوں متروک ہوا اور رب العالمین کی اس خاص گواہی سے اسے کیوں نہ بہرہ ملا۔ دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ انکا ذکر کرنا اور گویا یوں فرمانا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر متقی ہیں اس کلمہ کی قدر وہی جانے جو رسول اللہ ﷺ کی عظمت شان و رفعت مکان سے آگاہ ہے۔ خیال تو کر کس کے ساتھ ذکر ہوتا ہے اور ایک وصف میں جمع کیا جاتا ہے۔ انصاف شاہد ہے کہ جب تک تقوایں صدیق اتقائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے

(۱) قال عس بهذا الرواية بالحق ولعلها قراءة لعلی رضى الله تعالى عنه ۱۲۔

درجہ میں نہ کہا ایسا ہرگز ارشاد نہ کیا اور آیت اولیٰ میں گزرا کہ مزیت تقویٰ موجب افضلیت ہے اسی طرح انہیں صفت تصدیق سے یاد کرنا بھی یہی بتا رہا ہے کہ یہ وصف ان کی ذات سے خصوصیت خاصہ رکھتا ہے۔ گویا ارشاد ہوتا ہے کہ صدیق کو عملاً و اعتقاداً دونوں طرح سب پر تفصیل ہے و

ناہیک بالقرآن حکما۔ آیت خامسہ: قال عز ذکرہ لا یستوی منکم من انفق

من قبل الفتح و قاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا برابر

نہیں تم میں جس نے راہِ خدا میں خرچ کیا فتح مکہ سے پہلے اور لڑا، وہ درجہ میں بڑے ان سے جنہوں

نے صرف کیا بعد فتح کے اور لڑے۔ آیت کریمہ باعلیٰ نداء منادی کہ جنہوں نے ابتداءً اسلام میں جو

زمانہ ضعف و غربت تھا اپنی جان و مال سے اس کی امداد و اعانت کی وہ عند اللہ ان سے افضل جنہوں

نے بعد اس کے غنا و شوکت و ظہور و قوت و ثبات و قرار و امن و انتشار کے قتال و انفاق مال کیا۔ اب

جسے تاریخ و قانع اسلام اور اس کے حالات ابتدائیہ پر دفوف ہے وہ بالیقین جانتا ہے کہ جیسے نازک

اوقات میں اور جس حسن و خوبی کے ساتھ صدیق نے اسلام پر جانثاری و سپرداری و پروانہ داری کی

داد دی کسی سے نہ بن پڑی۔ پھر بشہادت قرآن کون ان سے ہمسری کر سکتا ہے۔ ہم انشاء اللہ

العظیم اس دلیل کی تفصیل و تشریح و تحقیق و توضیح کی طرف باب ثانی کی فصل..... میں عود کریں گے

فارتقب۔ آیت سادسہ: قال تعالیٰ و تقدس اهدنا الصراط المستقیم دکھا ہمیں راہ

سیدھی۔ حضرت خواجہ حسن بصری و ابوالعالیہ کہ دونوں حضرات اجلہ علماء تابعین سے ہیں، تفسیر آیت

میں فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ و صاحبہ صراط مستقیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان

کے دونوں یا صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اقول: و رہی بغفرلی اس تفسیر پر آیت کریمہ

میں صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو راہِ راست اور انہیں اس وصف میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ شریک، پھر مسلمانوں کو عموماً اور صحابہ کرام کو جن میں مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بھی داخل ابتداءً

حکم فرمایا جاتا ہے ہماری بارگاہ میں التجا کرو کہ الہی ہمیں ان کی چال سکھا اور انہیں کی راہ چلا۔ اور یہ

بات متصور نہیں جب تک نفوس عالیہ شیخین اعلیٰ درجہ تقویٰ و تقیٰ میں نہ خلق کیے گئے ہوں اور اطاعت و

انقیاد و ارشاد و ارشاد و اتیان مرضیات و اجتناب مکروہات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد انہیں کا مرتبہ ہو اور ان کے سوا کوئی اس فضل میں ان کا عدیل و سہیم نہ ہو حتیٰ کہ کافہ امت کو ان کی تقلید کا حکم دیں اور نہایت مہربانی سے خود تعلیم کریں ہماری بارگاہ میں یوں التجا کرو کہ ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر کی روش پر چلنا نصیب کر۔ آیا اب بھی آیہ کریمہ اپنی اس تفسیر پر صاف صاف نہیں کہہ رہی ہے کہ شیخین بعد سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہا وسلم کے امام متبوع و پیشوا و مقتدی و اطوع و اتقی و افضل و اعلیٰ و اکرم امت ہیں۔ عزیزاً، اسی ارشاد کا اثر ہے کہ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش اقدس پر فرمایا عس: میں ان سے زیادہ کسی کی نسبت یہ نہیں چاہتا کہ اس کے سے عمل کر کے خدا سے ملوں۔ پھر جب جناب فاروق کا وصال ہوا خ م ق: انکے جنازہ پر بھی ایسا ہی کلمہ کہا سبحان اللہ جل جلالہ نے کیا خوب دعا قبول فرمائی شیخین کی و اجعلنا للمتقین اماماً ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا کر دے کہ انہیں تمام امت کا امام بنایا اور صحابہ جیسے متقین کو ان کی تقلید کا حکم فرمایا ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم۔ آیت سابعہ: قال العزیز الحکیم تعالیٰ مجدہ فان اللہ ہو مولاہ و جبریل و صالح و المومنین و الملائکة بعد ذالک ظہیرا پس بے شک خدا اس کا مولا ہے اور جبریل اور مسلمانوں میں کے نیک اور فرشتے بعد اس کے مددگار ہیں۔ آیہ کریمہ میں اکابر صحابہ مثل حضرت عبداللہ بن مسعود و سلطان المفسرین عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمرو ابی بن کعب و بریدہ اسلمی و ابو امامہ باہلی اور افاضل تابعین مثل سعید بن جبیر و میمون بن مہران و عکرمہ و خواجہ حسن بصری و مقاتل بن سلیمان و غیر ہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین صالح المومنین کو ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے تفسیر کرتے ہیں بلکہ طب مد خط: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں صالح المومنین ابو بکر و عمر اور اسی طرح حضرت ابو امامہ نے جناب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا، بلکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی قال کان ابی یقرؤھا و صالح

المؤمنين ابو بكر و عمر یعنی جناب ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ سید القراء ہیں اس آیت کو یوں پڑھتے و صالح المؤمنین ابو بکر و عمر یہ لفظ ان کی قرأت میں داخل قرآن تھا۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کو فلاں امر کی کیا فکر ہے اگر ایسا واقعہ ہوا تو اللہ آپ کے ساتھ ہے اور اس کے فرشتے اور جبریل و میکائیل اور میں اور ابو بکر اور مسلمان آپ کے ساتھ ہیں حق سبحانہ و تعالیٰ نے تصدیق فاروق میں یہ آیت نازل فرمائی۔

اقول پس بخوبی ثابت کہ صالح المؤمنین کا خطاب مستطاب رفعت مآب حضرات شیخین کو کرامت ہو اور اس سے وصف صلاح میں شیخین کی مزیت و تفوق کہ بالیقین موجب رفع درجات و کثرت ثواب ہے۔ بعینہ اسی طریقہ استدلال سے ثابت جو کریمہ ثالثہ بر لفظ اولوا الفضل سے مسلوک ہوا۔ اسی لیے فاضل صوفی علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے تیسیر شرح جامع صغیر امام علامہ جلال الملہ والدین سیوطی میں حدیث مذکور صالح المؤمنین ابو بکر و عمر کی یوں شرح کی ای ہما اعلی المؤمنین صفة و اعظمهم بعد الانبياء قدرا انتھی ترجمہ صالح المؤمنین کے یہ معنی کہ وہ دونوں رضی اللہ تعالیٰ عنہما سب مسلمانوں سے اعلیٰ ہیں نعت و صفت میں اور انبیاء علیہم السلام کے بعد ان سب سے بڑے ہیں قدر و منزلت میں ۱۲ منہ۔ اس عبارت سے استدلال فقیر کی عجب تائید ہو گئی فالحمد للہ۔ آیت ثامنہ: قال اللہ سبحانہ و تعالیٰ قل هل يستوی الدين يعلمون والدين لا يعلمون تو کہہ کیا برابر ہیں وہ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے۔ آیت تاسعہ: قال تبارک و تقدس يرفع الله الذين آمنوا منكم والذين اوتوا العلم درجات بلند کرے گا اللہ تم میں سے ایمان والوں کو اور انہیں جو علم دیے گئے درجوں میں۔

اقول: واللہ یغفر لی ان آیات طیبات سے ثابت کہ علم باعث فضل اور مثل ایمان موجب رفع درجات ہے اور پھر ظاہر کہ زیادت سبب باعث زیادت مسبب، پس جس قدر علم بیش فضیلت افزوں

اور احادیث و آثار سے ثابت کہ جناب شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے برابر صحابہ میں کسی کو علم نہ تھا بلکہ اعلیٰ صدیق تو قرآن عزیز سے ثابت جیسا کہ ہم اس کے دلائل انشاء اللہ تعالیٰ باب ثانی کی فصل میں بسط کریں گے فانظر۔ آیت عاشرہ: قال جلت الاؤہ للفقراء المهاجرین الذین اخرجوا من دیارہم و اموالہم یتتغون فضلا من اللہ و رضوانا و ینصرون اللہ و رسولہ اولئک ہم الصادقون ان فقیروں ہجرت کرنے والوں کے لیے جو نکالے گئے اپنے گھروں اور مالوں سے خدا کے فضل و رضا مندی کی تلاش اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے وہ لوگ ہیں سچے۔ آیت کریمہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ مہاجرین کے سچے راستگی ہونے کی گواہی دیتا ہے اور مہاجرین کا تفضیل شیخین پر اجماع ہے۔ کم کوئی مہاجری ہوگا جس نے افضلیت ابی بکر و عمر تصریح کیا تو یحیٰ ارشاد نہ فرمائی ہو و مستری ذالک انشاء اللہ تعالیٰ۔

اقول: و رہی غفار الذنوب تحریر دلیل یہ ہے کہ صادق مطلق (۱) بے تقييد قول دوں قول کا اطلاق اسی پر کیا جائے گا جو اپنی ہر بات میں سچا ہو اور اطلاق کاذب کے لیے دروغ و احد کا ارتکاب کافی جیسے عدالت کہ ایک گناہ اس کا مزیل اور فسق کا مثبت، پس جب کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے مہاجرین کا نام صادقین رکھا تو بالضرورة اپنے ہر کلام میں سچے ہیں اور تفضیل شیخین ان کے کلام سے ثابت۔ پس قرآن اس کی حقیقت پر شاہد بمثلہذا استدلال الحسن البصری کما فی الکبیر للامام و ابو بکر بن ابی عیاش کما عند الخطیب البغدادی و ہما کما ترے من اجلة العلماء علی حقیة خلافة الصديق فانهم اطبقوا علی قولهم له يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم والله سماهم صادقين فلزم ان يكونوا صادقين فيما اطلقوا عليه وهو استنباط حسن قاله ابن كثير و كذا اقره عليه العلامة ابن حجر في صواعقه وغيره في غيرها۔

اقول: ولكن عليك بتلطيف القريحة لعل الله يحدث بعد ذلك امرا والله

(۱) قولہ "المتق قید اطلاق اس غرض سے ہے کہ اطلاق صادق مقید کو صدق واحد صحیح ہے مثلاً جو ہمیشہ جھوٹ بولے اور عمر بھر میں ایک بات مطابق واقع کہے اسے اس بات میں سچا ہی کہیں گے کما قال صلی اللہ علیہ وسلم ان الکذوب قد بصدقۃ من۔

احاط بکل شیء خبراً۔ تنبیہ الختام: اے عزیز دیکھا تو نے کہ آیات قرآنیہ تفصیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کس زور شور سے ثابت فرما رہی ہیں اور ان کی افضلیت مطلقہ کا منشور کس شد و مد سے بنا رہی ہیں۔ اگر دعویٰ اسلام میں سچا ہے تو سوا تسلیم کے کیا چارہ ہے قرآن کے حضور اپنی عقل کو دخل دینا یا نفسانی خواہشوں اور طبعی رغبتوں پر کار بند ہونا کیسی ناسزا بات ہے۔ قرآن کے آگے کوئی فتیہ نہ اس سے بڑھ کر کوئی مقتدی ہر حرف اس کا مسلمانوں کا ایمان ہے لا یأتیہ الباطل من بین یدیه ولا من خلفہ اس کی شان ہے وہ خود فرماتا ہے وما اختلفتم فی شیء فحکمہ الی اللہ جس چیز میں تم مختلف ہو اس کا فیصلہ خدا کی طرف ہے و اعجابہ جب خدا ہی کے فیصلہ پر راضی نہ ہو تو کیا کوئی اور حکم و حاکم تلاش کر رکھا ہے الا لہ الحکم والیہ ترجعون الیس اللہ باحکم الحاکمین۔

الفصل الثالث فی الاحادیث النبویۃ والیوارق المصطفویۃ

علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتحیۃ

واضح ہوا احادیث مرفوعہ اثبات تفصیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ایسی کثرت محدودہ پر نہیں جن کے استقصاء و استیعاب کی طرف دست طمع دراز کیا جائے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ باب ثانی میں ایک جم غفیر ان میں سے ذکر کر کے استزاج رحمت الہی کریں گے۔ قولاً و فعلاً سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر طرح بوضاحت تمام روشن و آشکار فرمادیا کہ جو رتبہ شیخین کا دربار الہی و بارگاہ رسالت پناہی علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے کسی کا نہیں اور جس جلالت شان و رفعت مکان پر یہ سرفراز کسی کو میسر و مہیا نہیں۔ ہم یہاں صرف دانہ از خرمن و غنچہ از گلشن کے قبیل سے ان معدود حدیثوں پر اقتصار کرتے ہیں جو افادہ مقصود میں اصرح و اوضح و اجلی و اسنی اور نظر و فکر و تمہید مقدمات و ترتیب دلائل و تکثیر مباحث سے اغنیٰ ہیں یا وہ جو فصول آتیہ باب ثانی کے مقاصد سے جدا ہیں۔ ناظرین والا تمکین ہنگام مطالعہ اس فصل اور تمام فصول آتیہ کے اس طرف بھی ضرور لحاظ

رکھیں کہ ان دلائل و بیانات سے افضلیت شیخین کا نقش اس معنی پر کرسی نشین ثبوت ہوتا ہے جو ہم تبصرات مقدمہ میں تقریر کر آئے یا وہ خیالات خام نصح تام پاتے ہیں جو حضرات سلفیہ نے حرارت جوش اوہام میں پکائے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی جگہ اس تقریر سے غفلت ہو اور ہمیں ہر دلیل پر شانہ ہلانے خواب سے جگانے کی ضرورت ہو اور یہ بھی سن رکھا چاہیے کہ ہم کہ اس وقت مقام تحدیث میں ہیں، ہمارے نزدیک وہ مضمون جسے چند صحابیوں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بالفاظ متقار بہ خواہ متحدہ روایت کیا چند حدیثیں ہیں مگر ہر صحابی کی روایت جداگانہ نہ ذکر کرنا منجر بہ تطویل لہذا ہم غالباً نظم حدیث کے ذکر میں باجماع فقہاء ایک ہی لفظ پر اقتصار رکھیں گے اور شمار احادیث کے لیے ہندسہ جداگانہ کی علامت اختیار کریں گے۔ اب کہ اس تمہید سے فراغت پائی ہاں اکناف عالم میں ندائے دلنواز کیجیے اور اطراف زمین میں صدائے جان گداز دیجیے، وہ دلنواز ندا جس سے ارباب ارشاد کے دلوں کی کلیاں کھل جائیں اور وہ جانگداز صدا جس سے اصحاب عناد کے جگر ہل جائیں، وہ دلنواز ندا کہ ابر بہاری بن کر چمن ہدایت میں پھول برسائے اور وہ جانگداز صدا کہ گر جتی امنڈ کر خرمن ضلالت پر بجلیاں گرائے، وہ دلنواز ندا جس میں اہلحق کے لیے فرحت ابدی کے سامان نکلیں اور وہ جانگداز صدا جس سے ابنائے باطل کے کلیجے چار چار ہاتھ اوچھلیں کہ ہاں اے بلبلان گلہائے باغ رسالت و چاشنی خواہاں شہد شیریں نبوت سر جھکائے آنکھیں بند کیے لب خاموش، سب فراموش، یہاں حاضر ہو۔ اے اہل بزم ہمہ تن گوش سراپا ہوش محو مدہوش بن جاؤ خبردار کہ صدائے انفاس بھی تند ظاہر ہو کہ اس وقت اس بادشاہ عرش بارگاہ کفرمان واجب الاذعان پڑھا جاتا ہے کہ فرش تاعرش و سمک تاسماک جسکے زیر نگین، وہ تاجدار والا اقتدار جس کے سوا جہان و جہانیاں میں کوئی حاکم نہیں۔ وہ پاک ستھرا کلام جس کے سننے کو مرغان اولیٰ الجحہ پر ڈالے ہوش سنبھالے سر بجیب و دم بخود تصویر بے جان ہو جاتے ہیں۔ اور وہ جانفزا پیارا سخن جسے سن کر مریضان جاں بلب و تلخ عیشمان اجل طلب، شفاے تازہ و حیات بے اندازہ پاتے ہیں۔ طوبیٰ طوبیٰ ہزار طوبیٰ اس خوش نصیب کو جو اسکے حضور گردن اذعان خم کرے اور وائے مصیبت و بلاؤ آفت اس حرمان مقدر کی جو اس سے سرتابی کر کے اپنی جان زار پر جفا و ستم کرے الا فاستمعوا وانصتوا وامنوا

واذعنوا لعلکم ترحمون فبسم الله و بالله و تو کلا علی الله و الی الله ترجعون -

حدیث اول ۱: امام ہمام، جبل الحفظ، بحر طام، علامۃ الوری، صاحب کتاب المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، امیر المؤمنین فی الحدیث سیدنا محمد بن اسماعیل بخاری اور حافظ اجل حیر اکمل ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجری بختانی اور محدث کبیر عالم خبیر ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین باسانید خود ہا حضرت سیدنا وا بن سیدنا عبد اللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں و هذا لفظ الطبرانی وهو اصرح فی الرفع قال کنا نقول و رسول الله صلی الله علیه وسلم حی افضل هذه الامة بعد نبیها صلی الله علیه وسلم ابو بکر و عمر و عثمان فیسمع ذالک رسول الله صلی الله علیه وسلم فلا ینکره یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کہا کرتے افضل اس امت کے بعد اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابو بکر و عمر و عثمان ہیں پس یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع اقدس تک پہنچتی اور حضور انکار نہ فرماتے۔

حدیث دوم ۲: عبد بن حمید اپنی مسند اور ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشابوری صحیح مستدرک اور حافظ ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں اور حافظ محمود بن التجار بچند طرق اسناد سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد الفضل من ابی بکر الا ان یکون نبی نہ طلوع کیا آفتاب نے اور نہ غروب کیا کسی شخص پر جو ابو بکر سے افضل ہو سوا نبی کے۔

فائدہ: یہاں دو امر قابل لحاظ جو اس حدیث اور اس کے ماوراء میں اکثر بکار آمد ہوں گے۔ اولاً بلغا کا قاعدہ ہے جب کسی شے کی نفی کلی مقصود ہوتی ہے اسے اسی قسم الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں کہ آفتاب ایسی چیز پر طالع نہ ہوایا اس پر طلوع و غروب نہ کیا یا زیر سایہ آسمان ایسا کوئی نہیں یا وجہ ارض اس سے خالی ہے یا زمین نے نہ اٹھایا اور فلک نے سایہ میں نہ لیا کسی ایسے کو یا دن نہ چمکا اور رات نہ

تاریک ہوئی اس پر اور مقصود ان سے بطریق اثبات لازم بیہوت مزوم خواہ یوں کہیے کہ نفی مزوم بانقضاء لازم وہی سلب مطلق وعدم عام ہوتا ہے۔ پس حاصل یہ کہ زمانہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آج تک بعد انبیاء و مرسلین کے کوئی شخص ابو بکر سے افضل پیدا نہ ہوا۔ ثانیاً عرف دائرہ سائر ہے کہ معنی تفصیل کو نفی افضل کے پیرایہ میں ادا کرتے ہیں، کہتے یہ ہیں کہ فلاں شخص سے کوئی افضل نہیں اور مراد یہ کہ نہ اس سے کوئی بہتر نہ اس کا کوئی ہمسر بلکہ وہی سب سے خیر و برتر اور شاید سراسر اس میں یہ ہے کہ مساوات تامہ کلیہ حقیقیہ دو شخصوں میں کہ ہر وصف و ہر نعمت و ہر خوبی و ہر کمال میں کانٹے کی تول ایک سانچے کی ڈھال ہوں از قبیل محال عادی پس نفی افضل افادہ مقصود میں کافی۔ تو معنی حدیث یہ ہوئے کہ تمام جہاں میں انبیاء و مرسلین کے بعد نہ کوئی صدیق سے امثل نہ کوئی ان کا مثل و مثل بلکہ وہی سائر مخلوق سے افضل۔

حدیث سوم ۳: طبرانی سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ما طلعت الشمس علی احد منکم افضل من ابی بکر تم میں کسی ایسے پر آفتاب نہ نکلا جو ابو بکر سے افضل ہو۔

فائدہ اس حدیث کے لیے شواہد کثیرہ ہیں اور حافظ عماد الدین بن کثیر نے اس کی صحت کی طرف اشارہ فرمایا۔

حدیث چہارم ۴: طبرانی حضرت اسعد بن ذرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ان رسول اللہ ﷺ قال ان روح القدس جبریل اخبرنی ان خیر امتک بعدک ابو بکر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بے شک روح القدس جبریل نے مجھے خبر دی کہ بہتر آپ کی امت کے بعد آپ کے ابو بکر ہیں۔

حدیث پنجم ۵: طبرانی معجم کبیر اور احمد بن عدی کامل میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والتحیہ فرماتے ہیں ابو بکر خیر الناس الا

ان یکون نبی ابو بکر سب آدمیوں سے بہتر ہیں سوا انبیاء کے۔

حدیث ششم ۶: حاکم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ما صحب النبیین والمرسلین ولا صاحب یاسین افضل من ابی بکر یعنی انبیاء و مرسلین کے جس قدر صحابی ہیں اور صاحب یاسین (یعنی حبیب نجارجن کا قصہ حق سبحانہ نے یاسین شریف میں ذکر فرمایا اور ان کا جنتی اور مکرم ہونا بیان کیا) ان میں کوئی صدیق سے افضل نہیں۔

حدیث ہفتم ۷: دیلمی مسند الفردوس میں جناب امیر کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی حضور اکرم الاکرمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اتانی جبریل فقلت من یہاجر معی قال ابو بکر و هو یلی امر امتک من بعدک و افضل امتک یعنی جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے پاس آئے میں نے کہا میرے ساتھ مدینہ طیبہ کو کون ہجرت کرے گا عرض کیا ابو بکر اور وہ والی ہوں گے امر امت کے بعد حضور کے اور وہ حضور کی تمام امت سے افضل ہیں۔

حدیث ہشتم ۸: ابن عساکر حضرت مولیٰ المسلمین اسد اللہ الغالب اور (۹): حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور افضل الانبیاء علیہ افضل التحیۃ والثناء ارشاد فرماتے ہیں خیر امتی بعدی ابو بکر و عمر بہترین امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد میرے ابو بکر و عمر ہیں۔

حدیث دہم ۱۰: حاکم کنی اور ابن عدی کامل اور خطیب تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضرت خیر البریہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کا ارشاد ہے ابو بکر و عمر خیر الاولین والآخرین و خیر اهل السموات و خیر اهل الارضین الا النبیین والمرسلین ابو بکر و عمر بہتر ہیں سب انگوں پچھلوں کے اور بہتر ہیں سب آسمان والوں سے اور بہتر ہیں سب زمین والوں کے سوا انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے۔

حدیث یازدہم ۱۱: ترمذی نے جامع اور ابن ماجہ نے سنن اور عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں روایت کی و ہدی روایۃ ابن الامام عن حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجوہہم قال حدثنی ابی عن ابیہ عن علی قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل ابو بکر و عمر فقال یا علی ہذا سید کھول اہل الجنة و شبابہا بعد النبیین والمرسلین یعنی حضرت امام حسن مجتہبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت حسن بن زید فرماتے ہیں مجھے میرے پدر بزرگوار حضرت زید بن حسن نے اپنے والد ماجد حضرت امام حسن انہوں نے حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے تحدیث کی کہ جناب مرتضوی نے فرمایا میں خدمت اقدس حضور افضل الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھا کہ ابو بکر و عمر سامنے سے آئے حضور نے ارشاد فرمایا اے علی یہ دونوں سردار ہیں اہل جنت کے سب بوڑھوں اور جوانوں کے، بعد انبیاء و مرسلین کے۔

فائدہ یہی مضمون (۱۲) ترمذی نے جامع اور ابویعلیٰ نے مسند اور ضیاء نے مختارہ میں حضرت انس بن مالک اور (۱۳) ابن ماجہ نے سنن میں حضرت ابو حنیفہ اور (۱۴) طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت جابر بن عبداللہ و حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمعین سے روایت کیا۔ ترمذی حدیث انس کی تحسین کرتے ہیں تیسرے میں ہے حدیث علی کے رجال، رجال صحیح ہیں اور بعض علمائے متاخرین نے اسے متواترات سے شمار کیا۔

حدیث شانزدہم ۱۶: دارقطنی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں من طریق ابن جریج عن عطاء عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای ابا الدرداء یمشی امام ابی بکر فقال تمشی قدام رجل ما طلعت الشمس علی خیر منہ واخرجه عم: فلم یدکر اسم من مشی امامہ واللفظ عنده تمشی بین یدی من ہو خیر منک۔ (۱۷) و ذکرہ صو: عن ابی الدرداء قال رانی رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم وانا امشی امام ابی بکر قال یا ابا الدرداء اتمشی امام من هو خیر منک ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر قال و من وجه اخر اتمشی بین یدی من هو خیر منک فقلت یا رسول اللہ ابو بکر خیر منی قال و من اهل مکة جميعا قلت یا رسول اللہ ابو بکر خیر منی و من اهل مکة جميعا قال و من اهل المدينة جميعا قلت یا رسول اللہ ابو بکر خیر منی و من اهل الحرمین قال ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء بعد النبیین والمرسلین خیراً و افضل من ابی بکر خلاصہ محصل روایات یہ کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کے آگے چلتے دیکھا۔ ارشاد فرمایا تو اس شخص کے آگے چلتا ہے جس سے بہتر پر آفتاب نے طلوع نہ کیا اور ایک روایت میں ہے تو اس کے آگے چلتا ہے جو تجھ سے بہتر ہے۔ آفتاب نے انبیاء مرسلین کے بعد کسی ایسے پر طلوع وغروب نہ کیا جو ابو بکر سے افضل ہو اور ایک میں یوں ہے کیا تو اس کے آگے چلتا ہے جو تجھ سے بہتر ہے ابو درداء نے عرض کیا یا رسول اللہ ابو بکر مجھ سے بہتر ہیں، فرمایا اور تمام اہل مکہ سے عرض کیا یا رسول اللہ ابو بکر مجھ سے بہتر ہیں اور تمام اہل مکہ سے، فرمایا اور تمام اہل مدینہ سے عرض کیا یا رسول اللہ ابو بکر مجھ سے بہتر ہیں اور تمام اہل مکہ و مدینہ سے فرمایا آسمان نے سایہ نہ ڈالا کسی ایسے پر اور زمین نے نہ اٹھایا کسی ایسے کو جو انبیاء و مرسلین کے بعد ابو بکر سے بہتر و افضل ہو۔

حدیث ہیجد ہم ۱۸:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل اول: جان ثاری و پروانہ واری صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ من اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے حکمت کاملہ کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دین متین کے تائید و اعانت اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے نصرت و حمایت کے لیے پیدا کیا اور جنہیں زیادت فضل عطا کرنا

منظور ہوا ان سے وہ کارہائے خطیرئی کہ غیر سے نہ بن پڑے۔ کسی کو سیاست بلا و تدبیر جہاد اور عایت رعایا و نکایت اعدا میں وہ سلیقہ کامل بخشا کہ جس کے زور بازو نے قاف تا قاف، کفر سے صاف اور دین سے معمور کر دیا۔ رعیت نے جو اس کے سایہ حمایت میں آرام پایا کبھی نہ پائے گی یہاں تک کہ حتی ضرب الناس بعطن اس کے چہرہ کمال کا غارہ جمال ہوا، کسی کو تجمیز جیش العسرہ وقف ہیر رومہ زیادت مسجد نبوی، فقراء کی خبر گیری میں ممتاز کیا اور عطیہ بیہرہ ما علی عثمان ما فعل بعد ہذہ صلہ میں دیا، کسی کو جہاد سنانی میں کمال بخشا کہ صنادید کفار کو قتل کیا، درخبر سپر بنایا اسد اللہ الغالب لقب پایا۔ فضل قضا میں ید طولیٰ ملا اقضا ہم علی کا تمغلا۔ کسی کو اصلاح ذات بین حقن دمائے فریقین پر مامور کیا کہ ہزاروں مسلمانوں کی جانیں بچا کر خلعت سیادت لیا۔

ہر کسے بھر کارے ساختند میل او اندر دلش اندا ختند
مگر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شریف ترین کارہا یعنی سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم پر جان نثاری اور حضور کے شمع جمال پر پروانہ واری سے مخصوص فرمایا کہ لوگوں کے اعمال ہزار سالہ ان کی خدمت یک ساعت کو نہیں پہنچے۔ یہاں تک کہ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ابو بکر کا ایک دن رات عمر کی تمام عمر سے بہتر ہے، شب غار ثور کی شب، اور روز ارتداد عرب، اب ہم اپنے اس دعویٰ کو کہ مصائب شدیدہ و احوال مدیفہ میں ابو بکر صدیق ہی نے نصرت و حمایت کا کام کیا اور کسی نے ساتھ نہ دیا دس وجہ سے ثابت کرتے ہیں۔

وجہ ۱: امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ حدیث جامع میں کہ سابق بالاستعاب مروی ہوئی فرماتے ہیں یرحمک اللہ یا ابا بکر کنت الف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و انسہ مرجعہ و ثقہ کنت احوالہم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقت رسول اللہ ﷺ حین کذبہ الناس و واسیثہ حین بخلوا و قمت بہ عند المکارہ حین عنہ مقدو و صحبتہ فی الشدة اے ابو بکر خدا آپ پر رحمت کرے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تھے اور ان کے مولس و مرجع کار، معتمد علیہ محافظت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ

کے برابر کوئی نہ تھا آپ نے ان کی تصدیق کی جب لوگوں نے جھٹلایا اور غمخواری کی جب اوروں نے بھل کیا مکروہات میں ان کی خدمت پر قائم رہے جب لوگ انہیں چھوڑ کر بیٹھ رہے اور مصیبتوں میں ان کا ساتھ دیا۔

وجہ دوم ۲: ابتدائے اسلام میں جب کافروں کا نہایت غلبہ تھا اور وہ سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح سے ایذا پہنچاتے اس وقت سوا صدیق اکبر کے اور کون سپر ہوتا تھا۔ ہر طرح حضور کی حمایت کرتے جب بوجہ تنہائی و بے کسی و کثرت اعدا کے کچھ قابو نہ چلتا، ایسی باتیں کرتے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر ان کی طرف متوجہ ہو جاتے آپ ان کے ضرب و ایذا گوارا کرتے۔ اور محبوب پر آنچ نہ آنے دیتے۔ عقبہ بن ابی معیط نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے اقدس میں نماز پڑھتے میں چادر باندھ کر نہایت زور سے کھینچی۔ ابو بکر نے آ کر اس شقی کو دفع کیا اور فرمایا کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس امر پر کہ وہ کہتا ہے رب میرا اللہ ہے حالانکہ وہ لایا ہے تمہارے پاس کھلی نشانیاں اپنے رب سے۔

وجہ سوم ۳: کفار نے ایک بار حضور کو یہاں تک ایذا دی کہ غش آ گیا۔ ابو بکر نے کھڑے ہو کر ندا دی خرابی ہو تمہارے لیے کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس بات پر کہ وہ کہتا ہے رب میرا اللہ ہے۔ کافر آپس میں بولے یہ کون ہے؟ کہا ابو قحافہ کا بیٹا ہے دیوانہ۔

وجہ چہارم ۴: مشرکین مسجد میں بیٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کا ان کے جھوٹے خداؤں کا برا کہنا ذکر کر رہے تھے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے کافر آپ کی طرف آئے اور جب وہ کچھ دریافت کرتے آپ سچ فرماتے، پوچھا کیا تم ہمارے خداؤں کو ایسا ایسا نہیں کہتے۔ ارشاد ہوا کیوں نہیں۔ کفار نے اکہارگی حضور پر حملہ کیا۔ فریادی ابو بکر پاس آیا کہ اپنے یار کی خبر لو۔ یہ مسجد میں آئے اور حال ملاحظہ کیا، فرمایا خرابی ہو تمہارے لیے کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس پر کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ لایا ہے تمہارے پاس روشن نشانیاں اپنے رب سے۔ مشرکین حضور کو چھوڑ کر انہیں مارنے لگے۔ جب مکان کو واپس آئے شدت ضرب سے بالوں

کا یہ حال تھا کہ جدھر ہاتھ لگایا لٹیں ساتھ آگئیں اور وہ کہتے تھے برکت والا ہے تو اے ذوالجلال والا کرام۔

وجہ پنجم ۵: وقت چاٹ۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کا طواف فرماتے تھے جب فارغ ہوئے کافروں نے چادر اقدس پکڑ کر کھینچی اور کہا تمہیں ہو جو ہمیں ان چیزوں سے منع کرتے ہو جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ فرمایا میں ہی ہوں پس ابو بکر حضور کی پیٹھ کو چپٹ گئے اور کہا کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس بات پر کہ وہ خدا کو اپنا رب بتائے اور وہ تو کھلی نشانیاں لایا ہے تمہارے پاس اپنے پروردگار سے۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر ہے جھوٹ اسکا، اور جو سچا ہے تو تمہیں پہنچے گا۔ بعض وہ چیز جسکا وہ تمہیں وعدہ دیتا ہے۔ بے شک خدا راہ نہیں دکھاتا فضول خرچ بڑے جھوٹے کو بآواز بلند یہ کہتے جاتے تھے اور آنکھیں بہہ رہی تھیں یہاں تک کہ کفار نے حضور کو چھوڑ دیا۔

وجہ ششم ۶: مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگوں مجھے بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ کہا آپ، فرمایا خبردار رہو میں جس کے مقابلہ میں میدان میں آیا اس سے آدھا رہا لیکن مجھے بتاؤ سب آدمیوں سے زیادہ بہادر کون ہے بولے ہمیں نہیں معلوم آپ بتائیے۔ فرمایا ابو بکر بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ قریش نے حضور کو پکڑا تھا۔ اور وہ کہتے جاتے تھے تمہیں ہو جس نے بہت خداؤں کا ایک خدا کر دیا۔ جناب امیر فرماتے ہیں سو خدا کی قسم ہم میں سے کوئی پاس نہ گیا سوا ابو بکر کے کہ اسے مارتے تھے اور اسے.....

اور کہتے تھے خرابی ہو تمہارے لیے کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس پر کہ وہ کہتا ہے رب میرا اللہ ہے۔ پھر جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ چادر شریف منہ پر رکھ کر اس قدر روئے کہ ریش اقدس تر ہو گئی۔ پھر فرمایا ابو بکر بہتر ہیں یا مومن (۱)

(۱) مومن آل فرعون وہ صاحب تھے جنہوں نے در پردہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لاکر ان کی حمایت کی اور کلام اللہ شریف میں ان کا قصہ اور یہ قول فرعون و ملائکہ فرعون سے کہتا تھا نقل فرمایا ویکلم تکلمون رجلا الایہ غرض امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کی یہ ہے کہ رسول حمایت اور کفار سے اس قول کے کہنے میں دونوں شریک تھے مگر ترجیح کیسے تھی۔ فرمایا یہ لوگ جواب نہیں دیتے۔ خود تفصیل در ترجیح ابو بکر ارشاد فرمائی ۱۲۱۔

آل فرعون لوگ چپ ہو رہے فرمایا کیا مجھے جواب نہیں دیتے سو خدا کی قسم ابو بکر کی ایک گھڑی مومن آل فرعون کی تمام سعی سے بہتر ہے۔ وہ ایک مرد تھا جس نے اپنا ایمان چھپایا اور انہوں نے ظاہر و آشکار فرمایا۔

وجہ ہفتم کے: جب صرف اتیس (۲۹) مسلمان تھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا اور یہ پہلے خطیب تھے جنہوں نے خدا اور رسول کی طرف دعوت کی۔ کافر نہایت ضرب شدید سے پیش آئے، پاؤں سے پامال کیا، عقبہ بن ربیعہ نے سخت بے ادبیاں کیں۔ چہرہ کی چوٹ سے ناک منہ پچھانے نہ جاتے تھے۔ لوگوں کو ان کے مرنے میں کچھ شک نہ رہا کپڑے میں لپیٹ کر گھراٹھالائے دن بھر بات منہ سے نہ نکلی۔ آخر نہار میں کلام کیا تو یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے ان کے باپ اور اقارب ملامت کرنے لگے اور برا بھلا کہا۔ یعنی اپنا تو یہ حال ہے اور اس وقت میں بھی انہیں کا خیال ہے۔ ان کی ماں سے کہا انہیں کچھ کھلاؤ پلاؤ۔ انہوں نے تنہائی میں نہایت الحاح کیا آپ نے یہی جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ ماں نے کہا خدا کی قسم مجھے تمہارے یار کا حال نہیں معلوم۔ فرمایا ام جمیل بنت خطاب پاس جا کر پوچھو، ام الخیر ام الجمیل پاس گئیں اور ان سے کہا ابو بکر تم سے محمد ﷺ عبد اللہ کا حال پوچھتا ہے۔ انہوں نے براہ احتیاط چھپایا اور کہا نہ میں ابو بکر کو پچھانوں نہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاں اگر تم یہ چاہو کہ تمہارے ساتھ تمہارے بیٹے پاس چلوں تو میں ایسا کروں۔ ام خیر نے کہا ہاں، ام جمیل آئیں صدیق اکبر کو دیکھا پڑے ہوئے ہیں۔ ام جمیل نے نزدیک جا کر آواز بلند کی اور کہا یہ لوگ تم سے اس طرح پیش آئے اہل فسق ہیں مجھے امید ہے کہ خدا تمہارا بدلہ ان سے لے۔ ان کا تو وہی کلام تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ ام جمیل نے کہا تمہاری ماں سن رہی ہیں وہ اس وقت تک ایمان نہ لائی تھیں خوف ہوا مبادا مشہور کر دیں، صدیق اکبر نے فرمایا ان کی طرف سے کچھ خیال نہ کرو۔ کہا صحیح و سالم ہیں، کہا کہاں تشریف رکھتے ہیں؟ کہا دارالارقم میں، کہا میں نے قسم کھائی ہے جب تک حضور کو نہ دیکھ لوں گا کچھ نہ کھاؤں پیوں گا۔ بلا آخر جب رات کو سب سو رہے

اور پھیل موقوف ہوئے۔ اپنی والدہ اور ام جمیل پر تکیہ لگا کر محبوب کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھتے ہی پروانہ وار شمع رسالت پر گر پڑے اور بوسہ دینے لگے اور صحابہ بے تاب ہو کر ان پر گر پڑے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے نہایت رقت فرمائی۔ ابو بکر نے عرض کیا میرے ماں باپ حضور پر قربان میرے ساتھ جو کیا، کیا مجھے اس کا کچھ غم نہیں یعنی جب حضور کو سلامت پایا تو اپنی مصائب کی فکر کیا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه۔

وجہ ہشتم ۸: امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں روز بدر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک عریش تیار کیا تھا پھر آپس میں کہا ایسا ہم میں کون ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور حضور کی محافظت کرے تا کوئی مشرک آپ کو ضرر نہ پہنچائے۔ سو خدا کی قسم ہم میں سے کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ تھا سوا ابو بکر کے، کہ شمشیر برہنہ کیے حضور کے پاس کھڑے تھے اور مشرکین سے جو کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتا اسے دفع کرتے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ملائکہ نے ابو بکر صدیق کے اس فعل پر مباحثات کی اور آپس میں کہا نہیں دیکھتے ابو بکر صدیق کو عریش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔

وجہ نہم ۹: جب شب ہجرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کفار سے پوشیدہ شب کو برآمد ہوئے ابو بکر ہمراہ تھے، کبھی حضور کے آگے چلتے کبھی پیچھے کبھی دائیں کبھی بائیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا اے ابو بکر یہ کیا کرتا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ جب یہ خیال آتا ہے مبادا کوئی کمین میں بیٹھا ہو تو حضور کے آگے چلتا ہوں اور جب یہ گمان ہوتا ہے کہ شاید لوگ پیچھے آتے ہوں تو پس پشت اور کبھی دہنے اور کبھی بائیں کافروں کی جانب سے مجھے حضور پر اطمینان نہیں۔ پس شب بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پنچوں کے بل راہ چلے یعنی کہ تا نشان قدم سے سراغ نہ لگے یہاں تک کہ پائے اقدس ورم کر گئے۔ جب صدیق اکبر نے یہ کیفیت دیکھی حضور کو اپنے کندھوں پر سوار کر کے دوڑے یہاں تک کہ غار ثور تک لائے، پھر حضور کو اتار کر عرض کیا قسم اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا حضور غار میں تشریف نہ لے جائیں جب تک میں نہ جاؤں کہ اگر اس میں کوئی چیز ہو تو پہلے میری ہی جان پر

آئے۔ جب غار میں گئے، وہاں کچھ نہ دیکھا حضور کو اٹھا کر اندر لے گئے۔ غار میں سوراخ تھا جس میں سانپ اور اڑدھے تھے، دلدادہ جانان کو خوف ہوا مبادا اس میں سے کوئی چیز نکل کر محبوب کو ایذا پہنچائے، اپنا پاؤں سوراخ میں رکھ دیا اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گود میں سر رکھ کر آرام فرمایا، ادھر سانپوں اور اڑدھوں نے کاٹنا اور سر مارنا شروع کیا۔ صدیق اکبر نے اس خیال سے کہ جان جائے مگر محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے مطلق حرکت نہ کی یہاں تک کہ آنسو ان کے شبنم وار گلستانِ اصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر پڑے۔ حضور کی آنکھ کھل گئی ارشاد ہوا اے ابو بکر کیا ہے؟ عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے سانپ نے کاٹا، حضور نے لعاب دہن اقدس لگا دیا تکلیف زائل ہوئی۔ آخر عمر میں اُس نے عود کیا اور سبب شہادت ہوا۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے شب غار صدیق اکبر نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلے مجھے جانے دیجیے کہ اگر سانپ یا کوئی اور چیز ہو تو پہلے مجھے پہنچے، فرمایا جاؤ، پس گئے اور بہ سبب تاریکی غار کے اپنے ہاتھوں سے تلاش کرنے لگے، جہاں کہیں سوراخ پایا اپنے کپڑے پھاڑ کر اس میں رکھ دیے یہاں تک کہ تمام کپڑے سوراخوں میں بھر دیے ایک سوراخ باقی رہ گیا اس پر اپنی ایڑھی رکھ دی اور حضور سے عرض کیا تشریف لائیے۔ پس جب صبح ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کپڑے تمہارے کہاں ہیں اے ابو بکر؟ انہوں نے جو کیا تھا سمع اقدس تک پہنچایا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھا کر جناب باری دعا کی: الٰہی ابو بکر کو قیامت کے دن میری جنت کے درجہ میں میرے ساتھ کر۔ حضور کو وحی آئی کہ اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں ان الله ذم الناس كلهم و مدح ابا بكر فقال الا تنصروه فقد نصره الله اذا خرجہ الدين كفروا ثانی اثین اذہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان الله معنا یعنی اللہ جل جلالہ سب لوگوں کی مذمت فرمائے اور ابو بکر کی مدح و ستائش کہ فرماتا ہے الا تنصروه اگر تم رسول کی مدد نہ کرو گے تو اللہ نے اس کی مدد کی جب اسے نکال دیا کافروں نے۔ دوسرا ان دو کا جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے کہتا تھا غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

وجہ وہم ۱۰: جب غار سے نکلے دن رات جاگتے گذرا یہاں تک کہ ٹھیک دوپہر ہو گیا، صدیق نے تلاشِ سایہ میں نظر دوڑائی، ایک چٹان نظر پڑی اس کی طرف گئے دیکھا کچھ سایہ باقی ہے، وہاں زمین کو صاف و ہموار کر کے حضور کے لیے بچھونا بچھا دیا، اور عرض کیا یا رسول اللہ آرام فرمائیے۔ حضور نے استراحت فرمائی۔ یہ کفار کو دیکھنے نکلے کہ مبادا آنہ پہنچے ہوں۔ اسی اثنا میں ایک چراوہ پاس بکریاں دیکھیں، تھن صاف کرا کے دودھ دھوایا، پھر اس میں پانی ملایا کہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا، پھر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، حضور جاگ چکے تھے عرض کیا نوش فرمائیے، صدیق اکبر فرماتے ہیں حضور نے یہاں تک پیا کہ میرا جی خوش ہو گیا پھر کوچ کیا کفار درپے تھے، سراقہ رضی اللہ عنہ کہ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے قریب حضور کے پہنچ گئے کہ نیزہ دو نیزہ یا تین نیزہ کا فرق رہ گیا۔ صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ دوڑیے ہمیں پکڑ لیا، فرمایا غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ جب سراقہ اور قریب ہو گئے کہ اس کا گھوڑا ہی بیچ میں فاصل تھا صدیق نے پھر وہی کلمہ عرض کیا اور رونے لگے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کیوں روتے ہو۔ عرض کیا خدا کی قسم میں اپنی جان کے لیے نہیں روتا، لیکن حضور کے غم سے روتا ہوں۔ الغرض ہر وقت و ہر حال میں اس یارِ غار نے حق جان نثاری کما ینبغی ادا کیا اور نہایت سخت سخت مصیبتوں میں اور بے کسی اور تنہائی کے وقت میں حضور کا ساتھ دیا اور یہ سب مضامین احادیث معتبرہ سے ثابت ہیں۔ فقد اخرج البخاری فی صحیحہ عن عروۃ عن الزبیر قال سألت عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما من اشد ما صنع المشرکون برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رایت عقبۃ بن ابی معیط جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو یصلی فوضع رداۃ فی عنقه فخنقه بہ خنقا شدیداً فجاء ابو بکر حتی دفعه عنہ فقال اقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ و قد جاء کم بالبینات من ربکم۔ الحاکم عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لقد ضربوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی غشی علیہ فقام ابو بکر فجعل ینادی و یقول ویلکم اقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ قالوا من هذا

قالوا هذا ابن ابي قحافة المجنون. ابو عمر في الاستيعاب عن اسماء بنت
ابى بكر رضى الله عنهما انهم قالوا لهما ما رايت المشركين بلغوا من رسول
الله صلى الله عليه وسلم قالت كان المشركون يعودوا في المسجد فتذاكروا
رسول الله صلى الله عليه وسلم وما يقول في الهتهم فبيناهم كذا لك اذ دخل
رسول الله صلى الله عليه وسلم المسجد فقاموا اليه و كان اذا سألوه عن شىء
صدقهم فقالوا الست في آلهتنا كذا و كذا قال بلى فنشوا به باجمعهم فاتى
الصريح الى ابي بكر فقبل له ادرك صاحبك فخرج ابو بكر حتى دخل
المسجد فوجد رسول الله صلى الله عليه وسلم والناس مجتمعون عليه فقال
ويلكم تقتلون رجلا ان يقول ربى الله و قد جاءكم بالبينات من ربكم قالت فلهوا
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم واقبلوا على ابي بكر يضربونه قالت فرجع
اليها لايمس شيئا من غدائره الا جاء معه وهو يقول تباركت يا ذاالجلال
والاكرام. و روى عن عمرو بن العاص رضى الله عنه قال ما تنوول
رسول الله صلى الله عليه وسلم بشىء كان اشد من ان طاف بالبیت ضحى فلقوه
حين فرغ فاخذوا بمجامع ردائه و قالوا انت الذى تنهانا عما كان يعبد آباؤنا قال
انا ذاك فقام ابو بكر فالتزمه من ورائه ثم قال اتقتلون رجلا ان يقول ربى الله و
قد جاءكم بالبينات ربكم ان يك كاذبا فعليه كذبه و ان يك صادقا يصبكم
بعض الذى يعدكم ان الله لا يهدى من هو مسرف كذاب رافعا صوته بذلك و
عيناه تسيحان حتى ارسلوه. و اخرج البزار في مسنده عن على رضى الله
تعالى عنه انه قال اخبرونى من اشجع قالوا انت ، قال اما انى ما بارزت احدا الا
انتصلت منه ولكن اخبرونى باشجع الناس قالوا لانعلم فمن ؟ قال ابو بكر انه لما
كان يوم بدر جعلنا لرسول الله صلى الله عليه وسلم عريشا فقلنا من يكون مع

رسول الله صلى الله عليه وسلم لثلاث هوى اليه احد من المشركين فوالله ما دنا منا احد الا ابو بكر شاهرا بالسيف على راس رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يهوى اليه احدا الا هوى اليه فهذا اشجع الناس قال علي و لقد رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم و اخذ به قريش فهذا يجاء ه و هذا يتلته وهم يقولون انت الذى جعلت الآلهة الها واحدا قال فوالله ما دنا منا احد الا ابو بكر يضرب هذا ويجاء هذا و يتلته هذا وهو يقول ويلكم اقتلون رجلا ان يقول ربى الله ثم رفع على بردة كانت عليه فبكى حتى اخضلت اللحية ثم قال مومن آل فرعون خير ام ابو بكر فسكت القوم فقال الا تجيبونى فوالله لساعة ابى بكر خير من مثل آل فرعون ذلك رجل كتم ايمانه و هذا رجل اعلن ايمانه فى رياض النضرة عن عائشه رضى الله تعالى عنها قالت لما اجتمع اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم و كانوا تسعة و ثلثين رجلا الح ابو بكر على رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الظهور فقال يا ابا بكر انا قليل فلم يزل يلح على رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى ظهر رسول الله صلى الله عليه وسلم و تفرق المسلمون فى نواحي المسجد و قام ابو بكر فى الناس خطيبا و رسول الله صلى الله عليه وسلم جالس و كان اول خطيب دعا الى الله عز وجل والى رسوله صلى الله عليه وسلم و ثار المشركون على ابى بكر و على المسلمين فضربوهم فى نواحي المسجد ضربا شديدا و وطى ابو بكر و ضرب ضربا شديدا و دنا منه الفاسق عتبة بن ربيعة فجعل يضربه بنعلين منخوفتين و يخرقهما بوجهه و اثر ذلك حتى ما يعرف انفه من وجهه و جاءت بنوتيم فدخلوا المسجد و قالوا والله لئن مات ابو بكر لنقتلن عتبة و رجعوا الى ابى بكر فجعل ابو قحافة و بنوتيم يتكلمون ابا بكر حتى اجابهم فتكلم آخر النهار ما فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم فنالوه

بالسنتهم و عدلوه ثم قاموا و قالوا لام الخير بنت صخر انظري ان تطعميه شيئاً او تسقيه اياه فلما خلت به و الحت جعل لقول ما فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت والله ما لي علم بصاحبك فقال اذهبي الى ام جميل بنت الخطاب فاسألها عنه فخرجت حتى جاءت ام جميل فقالت ان ابا بكر يسألك عن محمد بن عبد الله قالت ما اعرف ابا بكر ولا محمد بن عبد الله صلى الله عليه وآله وسلم و ان تجي ان امضى معك الى ابيك فعلت ، قالت نعم فمضت معها حتى وجدت ابا بكر صريعاً دلفاً فلدت منه ام جميل و اعلنت بالصياح و قالت ان قوما نالوا منك هذا لاهل الفسق و اني لارجوا ان ينتقم الله لك ، قال ما فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت هذه امك تسمع قال فلا عين عليك منها قالت سالم صحيح قال فاين هو قالت في دار الارقم قال فان لله على اليته ان لا اذوق طعاما و لا شرابا او اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فامهلتا حتى اذا هدأت الرجل و سكن الناس خرجتها به يتكى عليهما حتى ادخلناه على النبي صلى الله عليه وسلم قالت فانكب عليه فقبله و انك عليه المسلمون و ورق له رسول الله صلى الله عليه وسلم رقة شديدة فقال ابو بكر بابي انت و امي ليس بي ما نال الفاسق من وجهي هذه امي برة بوالديها و انت مبارك فادعها الى الله تعالى و ادع الله عزوجل لها عسى ان يستقبلها بك من النار فدعا لها رسول الله صلى الله عليه وسلم فاسلمت فاقاموا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم شهرا وهم تسعة و ثلثون رجلا و كان اسلام حمزة يوم ضرب ابو بكر - البزار عن علي كرم الله تعالى وجهه -

ابن عساكر عن ابي هريرة رضى الله تعالى عنه قال تباشرت الملائكة يوم البدر

فقالوا اما ترون ان ابا بكر الصديق مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في العريش - عن حلبة بن محسن قال قلت لعمر بن الخطاب انت خير من ابي بكر فبكى وقال والله ليلة من ابي بكر و يوم خير من عمر عمر هل لك ان احدثك عن ليلته و يومه قال قلت نعم يا امير المؤمنين قال اما ليلته فلما خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم هاربا من اهل مكة خرج ليلا فتبعه ابو بكر فجعل يمشى مرة امامه و مرة خلفه و مرة عن يمينه و مرة عن يساره فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم ما هذا يا ابا بكر من فعلك؟ قال يا رسول الله اذكر الرصد فاكون امامك و اذكر الطلب فاكون خلفك و مرة عن يمينك و مرة عن يسارك لا امن عليك قال فمشى رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلته على الحراف اصابعه حتى حفيت رجلاه فلما رآها ابو بكر رضى الله تعالى عنه انها قد حفيت حملاه على كاهله جعل يشتد به حتى اتى به فم الغار فانزله ثم قال له والذى بعثك بالحق لا تدخله حتى ادخله فان كان فيه شئ نزل بى قبلك فدخل فلم ير شيئا فحملاه فادخله و كان فى الغار فرق فيه حيات و افاعى فخشى ابو بكر ان يخرج منه شئ فيؤذى رسول الله صلى الله عليه وسلم فالقمة قدمه فجعلن يفربنه و تلمسه الحيات و الافاعى و جعلت و موعه تنحدر و رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول له يا ابا بكر لا تحزن ان الله معنا فانزل الله سكينته الاطمانية لابي بكر فهذه ليلة الحديث - وروى رزين عن امير المؤمنين رضى الله تعالى عنه قريبا من ذلك و قال فيه ثم قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم ادخل فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم ووضع رأسه فى حجره و نام فلدغ ابو بكر فى رجله من الحجر و لم يتحرك مخافة ان ينبتها رسول الله صلى الله عليه وسلم فسقطت دموعه على وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال مالك يا ابا بكر

قال لدغت فداك ابي و امي فتفل رسول الله صلى الله عليه وسلم فذهب ما يجد
 ثم انتقض عليه و كان سبب موته - عن انس بن مالك قال لما كانت ليلة الغار
 قال ابو بكر يا رسول الله دعني فلادخل قبلك فان كانت حيته او شيء كانت
 بي قبلك قال ادخل فدخل ابو بكر فجعل يلمس بيديه فكلما راى حجرا قال
 بثوبه فشقه ثم القمه الحجر حتى فعل ذلك بثوبه اجمع و بقى حجر فوضع
 عليه عقبه و قال ادخل فلما اصبح قال له النبي صلى الله عليه وسلم فاين ثوبك
 يا ابا بكر فاخبره بالذي وضع فرفع النبي صلى الله عليه وسلم يديه فقال اللهم
 اجعل ابا بكر معي في درجتي يوم القيمة فاوحى الله اليه ان استجاب الله لك -
 البخاري و المسلم عن البراء بن عازب في حديث طويل قال فيه فقال ابو بكر
 خرجنا فادلجنا فاحيينا يومنا و ليلتنا حتى اظهرنا و قام قائم الظهيرة و ضربت
 ببصري هل ارى ظلا فاولى اليه فاذا انا بصخرة فاهويت اليها فاذا بقية ظلها
 فسوية لرسول الله صلى الله عليه وسلم و فرشت له فروة و قلت اضطجع يا رسول
 الله فاضطجع ثم خرجت انظر هل ارى احدا من الطلب فاذا انا براعى غنم فقلت
 لم انت يا غلام فقال لرجل من قريش فسماه فعرفته فقلت هل في غنمك من
 لبن قال نعم قلت و هل انت حالب بي قال نعم قال فامرته فاعتقل شاة منها ثم
 امرته فمقض غرعها فحلب مكثبة ثم صببت الماء على القدح حتى برد اسفله ثم
 اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فوافيته قد استيقظ فقلت اشرب يا رسول
 الله فشرب حتى رضيت ثم قلت الم يان للرحيل فارتحلنا و القوم يطلبون فلم
 يدركنا منهم الا سراقة بيننا و بينه قدر رمح او رمحين او ثلاثة قلت يا رسول الله
 هذا الطلب قد لحقنا فقال لا تحزن ان الله معنا حتى اذا دنى فكان بيننا و بينه
 فرس له فقلت يا رسول الله هذا الطلب قد لحقنا و هكيت قال لم بتكى قال قلت

اما والله لا ابكى على نفسى ولكن ابكى عليك فدى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم الحديث - جب کہ تعدادِ وجوہ و سرِ احادیث سے فراغت پائی تو اب وقت وہ آیا کہ عنانِ قلم اتمامِ تقریب کی طرف پھیری جائے۔

فاقول وباللہ التوفیق ہر مسلمان بلکہ ہر عاقل کو جس طرح وجوب وجود تو حید الہی کا اذعان تام حاصل ہے ویسا ہی اس امر پر یقین کامل ہے کہ کارخانہ تقدیر ازلی ایک بڑی حکیم جلیل الحکمہ کی صنعت ہے جس کے سراپردہ اتقان و متانت کے گرد فضول و لالیعی کو ہرگز بار نہیں جو کام کرتے ہیں عین حکمت ہوتا ہے اور جو تقدیر فرماتی ہے سراپا مصلحت۔ صنع الله الذي اتقن كل شيء ما لم يكن من قبلك متفصلا مفضل مفضول ترجح مرجوح روا نہیں رکھتے اور جس کام کی غایت اصلاح منظور ہوتی ہے ہرگز غیر الیق کے ہاتھ میں نہیں دیتے۔ ہاں جن معاملہ کو خراب و تباہ کرنا چاہتے ہیں اس کا ولی امر ایسے ہی لوگوں کو کرتے ہیں جو شریر مفسد ہوں ورنہ صالحین سے سوا اصلاح کے کچھ نہیں ہوتا۔ آیات کریمہ میں حتی نوتی مثل ما اوتی رسل الله اعلم حيث يجعل رسالته اور کریمہ انزل عليه الذكر من بيننا اليس الله باعلم بالشكرين اور احادیث میں یاہی الله والمؤمنون الا ابا بكر اور قول امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان يعلم الله فيكم خير لول عليكم خيار کم اور واقعات میں خلافت خلفائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین صورت اولی اور کریمہ اذا اردنا ان نهلك قرية امرنا متر فيها (۱) ففسقوا فيها فحق عليها القول فدمرناها تدميرا اور حدیث اذا وسدا لا مرالی غیر اہلہ فانظروا الساعة و دیگر احادیث اشراط ساعت و قرب قیامت از اول و سفہاء کی ریاست اور واقعہ امارت باطلہ یزید پلید و متجبرہ مروانیاں صورت ثانیہ پر شاہد عادل ہے۔ اب خرد خوردہ بین و عقل نکتہ چین اس نکتہ کے ملاحظہ اور وجوہ و احادیث مذکورہ کے مطالعہ کے بعد مضطرانہ غور و تامل کرتی ہے کہ درحقیقت حافظ و ناصر اپنے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کا حضرت حق ہے جل مجدہ و عزجدہ۔ عالم اسباب

(۱) قولہ تعالیٰ امرنا متر فیہا ای کثرتنا ہم و جعلنا ہم و لاء الا مر قالہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ۔

میں کہ یہ کام دوسرے کے متعلق کریں دست تقدیر حکمت جلیلہ کے مطابق اسے اپنا جارحہ فعل و آلہ تصرف بناتا ہے۔ فیض ازلی نے جو داعیہ نصرت و حمایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل صدیق میں ڈالا اور مصائب ہائلہ و شدائدِ عالمہ میں انہیں بالتخصیص جارحہ اپنے حفظ و کفالت کا فرمایا، آیا یہ داعیہ ڈالنا اور جارحہ بنانا محض جرافا بے ملاحظہ استعداد و لیاقت یا بالقصد اس کام کے لیے اسے چنا جو اس کی قابلیت اور نیابت حفظِ الہی کی صلاحیت نہ رکھتا تھا یا دوسرا شخص ان سے الیق و انسب جو ان سے بہتر اس کام کو انجام دیتا موجود تھا اسے چھوڑ کر ان کے سپرد کیا یا جب تک علمِ الہی نے صدیق اکبر کو سب سے زیادہ اس نیابت و آیت کے قابل اور سب سے بڑھ کر رسول کا انیس و دمساز و محرم راز و عاشق جاننا نہ سمجھ لیا تھا ازل لا ازال میں اس کا رخصتیر کے واسطے مخصوص نہ کیا تھا یا للمنصفین، نجار جس کام کو باسلوب خوب انجام دینا چاہتا ہے سب تیشوں سے عمدہ تیشہ پسند کرتا ہے اور مبارز جب میدانِ قتال میں جولان کرتا ہے حتی الوسع شمشیر بے نظیر قبضہ میں لیتا ہے، پھر حکمتِ الہی تو حکمتِ الہی ہے۔ لیس کمثلہ شیء وهو السميع البصیر۔ اب وجدانِ سلیم کی طرف مراجعت ضرور ہے کہ ایسے کام کی لیاقت میں کیا کیا درکار ہیں۔ اولاً محبت ناصر کی صفات و اخلاق نفسانیہ محبوب منصور کی عادات و اوصاف سے غایت تشہ و مماثلت بلکہ کمال اتحاد و یک رنگی پر واقع ہوں۔ اس کی رضا اس کی رضا ہو اور جو اسے ناپسند ہو اسے مکروہ تاکہ محبوب اس سے مالوف و مانوس ہو اور وابستگی تام پیدا کرے اور یہ بوجہ اولیٰ اتحاد و یکجہتی کے ہر کام میں اس کی مرضی مطابق چلے ورنہ مخالف مزاج سیل تنافر سے بنیان تناصر کو ازہم ریختہ کر دیتا ہے۔ ثانیاً محبوب کو اس پر وثوق و اعتماد تام حاصل ہو اور سب کاموں میں اسے اپنا مرجع بنائے، پردہ تکلف درمیان سے بالکل اٹھ جائے ورنہ ایک ہاتھ سے تالی بجنا معلوم۔ ثالثاً آتش محبت سینہ محبت میں اس درجہ مشتعل ہو کہ ماورا ان کا لیا منیا اور اس کی ادنیٰ تکلیف پر اپنی جان دے دینا بطوع و رغبت گوارا ہو ورنہ جان نثاری سے معذور اور آلہ حفظِ آلہ ہونا بہت دور۔ رابعاً اسے صبر تام عطا فرمائیں کہ احوال و شدائد اس کی زمام استقلال کو ہاتھ سے نہ لیجائیں۔ خامساً شجاعت و ہمت و جرأت و سخاوت الی غیر ذالک من الامور التي لا يخفى على اللبيب پس بالیقین ثابت ہو گیا کہ ابو بکر صدیق اللہ کے نزدیک

چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپر ہونے کے لیے سب سے زیادہ لائق تھے، اور حضور کی نمکساری و رازداری و اخلاق نفسانیہ میں عادات کریمہ سے یک رنگی اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہا درجہ کی شیفتگی میں کوئی ان کا مماثل نہ تھا۔ اور جو انس و میلان حضور کو ان سے تھا کسی سے نہ تھا اور جو اطمینان و وثوق ان پر تھا کسی پر نہ تھا۔ بابت شعری کیا ایسا شخص افضل امت اور قرب الہی میں سب پر فائق اور جناب عدن میں سب کا سردار ہو گا یا جو لوگ تفصیل صدیق میں مرتاب اور رازدان حق سے مرتاب ہیں مضامین اس فصل کے غیر صدیق کے لیے بھی ثابت کر دکھائیں گے ان ذالک لا یتاتی لہم بحمد اللہ ہذا ما الہمنی ربی ان ربی لدو فضل عظیم کلام طویل ہے اور فرصت قلیل و قصیر اور مزاج سامعان کے ناز کے دامنگیر ورنہ ہم اس دلیل کو چند تبصروں میں بیان کرتے و فیما ذکرنا کفایۃ لاولی النہی۔

فصل دوم: دربار نبوت میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے جاہ و ثروت میں قرآن عظیم و وحی حکیم باعلیٰ ندا منادی کہ معاملہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عین معاملہ اطاعت الہی ہے اس جناب کی اطاعت ربانی اور عیاذ اللہ نافرمانی ان کی خدا کی نافرمانی، جو ان کا محبوب و مقبول ہے اللہ کا محبوب اور مقبول اور جو ان کا مخدول و مقہور ہے اللہ کا مقہور و مخدول۔ جسے جس قدر قرب ان سے حاصل اسی قدر حضرت حق سے واصل اور جتنا ان سے دور اتنا ہی رحمت الہی سے مہجور اور اس معنی کا انکار نہ کرے گا مگر دشمن اسلام۔ اب حجاب تعصب نگاہ بصیرت سے اٹھا کر غور کرنا چاہیے کہ آیا دربار دربار نبوت میں جو قرب و وجاہت حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حاصل ہے دوسرا بھی اس میں شرکت رکھتا ہے جس قدر نگاہ غامض کی جائے گی اسی قدر جاہ و منزلت شیخین سب سے بلند و بالا نظر آئے گی۔ اب ہم اس مضمون کو تیس وجہ سے ثابت کرتے ہیں جس سے حجت الہی قائم ہو جائے اور مخالف و موافق کو جائے تر و دو انکار باقی نہ رہے۔ فنقول و باللہ التوفیق۔

وجہ اول: مہاجرین و انصار و اصحاب سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم سے مجلس ملائک و انس میں کوئی حضور

والا کی طرف نگاہ نہ اٹھا سکتا سوا ابو بکر و عمر کے کہ یہ حضور کو دیکھتے اور حضور انہیں الترمذی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ینخرج علی اصحابہ من المهاجرین والانصار وہم جلوس و فیہ ابو بکر و عمر فلا یرفع الیہ احد منهم بصرہ الا ابو بکر و عمر فانہما کان ینظران الیہ و ینظر الیہما و یتبسمان الیہ و یتبسم الیہما۔

وجہ.....: سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر تبسم فرماتے اور یہ حضور والا کو دیکھ کر مسکراتے اور یہ معنی غایت ملاحظت و نہایت و جاہت سے مخبر اور حضرات شیخین سے مخصوص کما فی الحدیث المذکور۔

وجہ.....: عموماً مہاجرین اپنے نام سے پکارے جاتے اور صحابہ کرام سب کا نام لیتے۔ عمر نے فرمایا عثمان نے کہا علی نے کہا رضی اللہ تعالیٰ عنہم، مگر صدیق کہ یہ کنیت و لقب سے ذکر کیے جاتے اور خود سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح ان کو یاد فرماتے۔ اور یہ بات فقیر نے اپنی طرف سے نہیں لکھی بلکہ ایک صحابی کا ارشاد ہے کہ وہ ان وقائع کے مشاہد اور ان کے وجوہ و اسباب پر مطلع تھے۔ فصل صحابہ میں حضرت ابو الہیثم بن العیہان کا شعر گزرا۔ و سمیت صدیقاً الخ کہتے ہیں ہر صاحب کا نام لیا جاتا ہے اور کوئی اس پر انکار نہیں کرتا سوا تمہارے کہ تمہیں صدیق کہا جاتا ہے۔

وجہ.....: اصحاب کرام خدمت رسالت میں حلقہ باندھ کر بیٹھتے کہ مجلس اقدس مثل کنگن کے ہو جاتی اور ابو بکر صدیق اگر حاضر نہ ہوتے جگہ ان کی خالی رہتی اور کوئی اس میں طمع نہ کرتا جب آتے اپنی جگہ بیٹھ جاتے۔ حضور والا ان کی طرف منہ فرماتے اور اپنی باتوں کا مخاطب انہیں ٹھہراتے اور لوگ سامع ہوتے۔ فقیر میگوید۔

گر زمرغان خوش الحان ہمہ پر گشت چمن

جانے بلبل بکنار گل خندان سبز است

اخرج ابن عساکر عن مجمع الانصاری عن ابیہ قال ان کانت حلقة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتشتبک حتی تصیر کالاسوار وان مجلس

بکر منها لفارغ ما يطعم فيه احد من الناس فاذا جاء ابو بكر جلس ذالك المجلس و اقبل عليه النبي صلى الله عليه وسلم بوجهه والقي اليه حديثه و يسمع الناس۔

وجہ.....: حضرت والا نے سیدنا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے کہ مداح رسول ہیں اور موید بروح القدس، ارشاد فرمایا قلت فی ابی بکر شیئا قل حتی اسمع تم نے ابو بکر کی مدح میں بھی کچھ کہا ہے پڑھو کہ ہم سنیں۔ حسان نے یہ اشعار عرض کیے۔

و ثانی اثین فی الغار المنیف وقد طاف العدو به اذ صاعد الجبلا
و کان حب رسول الله قد علموا من الخلائق لم يعدل به بدلا
حضور نے یہاں تک خندہ فرمایا کہ نواجذ شریفہ ظاہر ہو گئی۔ اور ارشاد ہوا اے حسان تم نے سچ کہا وہ ایسے ہی ہیں۔ رواہ ابن سعد عن الزہری والحاکم عن حبیب بن ابی حبیب و قد مر فی فصل الاحادیث۔

اقول: پھر ظاہر کہ خود مدح صدیق کی فرمائش کرنا اور بر غبت تمام استماع پھر اس پر خندہ سرور فرمانا غایت محبت و نہایت مرتبت کی دلیل ہے کہ غیر صدیق کے لیے ثابت نہیں۔

وجہ.....: ایک روز مجلس مقدس میں صدیق حاضر نہ تھے حضور نے ان کے آنے کی ان الفاظ سے خبر دی کہ اس وقت وہ آتا ہے کہ حق تعالیٰ نے میرے بعد اس کا مثل نہ بنایا اور روز قیامت اس کی شفاعت مثل میری شفاعت کے ہوگی۔ جب حاضر ہوئے حضور نے ان کے لیے قیام فرمایا اور پیشانی، مدیق پر بوسہ دیا اور گلے لگایا اور ایک ساعت انس حاصل کیا۔

وجہ.....: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کرام ایک چشمہ میں داخل ہوئے۔ حضور نے ارشاد فرمایا ہر شخص اپنے اپنے یار کی طرف پیرے، سب صاحبوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر باقی رہ گئے پس خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق کی طرف سنا کی اور جا کر گلے لگایا اور فرمایا اگر میں کسی کو اپنا ایسا دوست بناتا کہ دل میں سوائے اس کے دوسرے

کی جگہ نہ ہوتی تو ابو بکر کو بیٹا تاویکن وہ میرا رفیق ہے۔ فقد اخرج الطبرانی فی الکبیر و ابن شاہین فی السنة عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما موصولاً و ابو القاسم البغوی و ابن عساکر عن ابن ملیکہ مرسلًا قال و قل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ غدیراً فقال لیسبح کل رجل الی صاحبہ فسبح کل رجل منهم الی صاحبہ حتی بقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر فسبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حتی اعتنقہ فقال لو کنت متخذاً خلیلاً لا اتخذت ابا بکر خلیلاً و لکنہ صاحبی۔

وجہ.....: امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تثنائے صدیق میں فرماتے ہیں اشرفہم منزلة و اکرمہم علیہ و اوثقہم عنده کما مر فی الحدیث الطویل یعنی مرتبہ آپ کا سب سے بالا اور دربار نبوت میں وجاہت اور حضور کو آپ پر وثوق سب سے زیادہ تھا۔

وجہ.....: امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا شیخین کی منزلت بارگاہ رسالت میں کس قدر تھی۔ فرمایا جواب ہے کہ وہ دونوں حضور کے برابر لیٹے ہیں رواہ احمد و قد مر۔

وجہ.....: اعظم دلائل سے یہ امر ہے کہ جب ان کا ذکر اور صحابہ کے ساتھ ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر شیخین کو مقدم فرماتے انشاء اللہ تعالیٰ ثبوت کافی اس کا فصل..... میں آئے گا۔

وجہ.....: حجۃ الوداع سے پلٹتے میں خطبہ پڑھا اور بعد حمد و ثناء ارشاد ہوا۔ ایہا الناس ان ابا بکر لم یسوءنی قط فاعرضوا لہ ذالک ایہا الناس انی راض عن ابی بکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد و عبدالرحمن بن عوف و المهاجرین الاولین فاعرضوا لہم ذالک رواہ الطبرانی عن سهل یعنی اے لوگو ابو بکر نے مجھے کبھی ملال نہ دیا سو یہ پہچان رکھو اس کے لیے اے لوگو میں راضی ہوں ابو بکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد و عبدالرحمن بن عوف و مهاجرین اولین سے سو یہ پہچان رکھو ان کے لیے۔

اقول: خطبہ قریب وصال میں ذکر صدیق کو سب سے جدا فرمانا پھر سب کے ساتھ انہیں یاد لانا پھر ان کا ذکر سب پر مقدم کرنا دلیل تام ہے اس معنی پر کہ حضور کو جس قدر شان صدیق سے اعتنا تھا کسی سے نہ تھا اور جو عنایت ان کے اوپر مبذول تھی کسی پر نہ تھی۔

وجہ.....: جب روز فتح حضور داخل مکہ ہوئے ابو بکر صدیق نے اپنے والد ماجد کو حاضر کیا ارشاد ہوا اس پیر کو تم نے گھر ہی میں کیوں نہ چھوڑ دیا کہ ہمیں اس کے پاس جاتے۔ صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ اسی کا حاضر ہونا لائق تھا، پھر حضور نے ان کے سینہ کو مسح کر کے ارشاد فرمایا مسلمان ہو جا، مسلمان ہو گئے قال محمد بن اسحاق فلما دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة دخل المسجد فأتى ابو بكر رضى الله عنه بابيه يقوده فلما راه رسول الله صلى الله عليه وسلم قال هلا تركت الشيخ في بيته حتى اكون انا آتية فيه قال ابو بكر رضى الله تعالى عنه يا رسول الله هو احق بمشى اليك من ان تمشى انت اليه فاجلسه بين يديه ثم مسح صدره ثم قال اسلم فاسلم الحديث۔

اقول: یہ اعزاز و اکرام ابو قحافہ کا ابو قحافہ کے لیے نہ تھا کہ وہ تو اس وقت مسلمان بھی نہ ہوئے تھے اور جب ہوئے تو طلقاً سے تھے مہاجر نہ انصاری۔ غرض اس وقت تک اپنی ذات میں کوئی امر باعث تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ رکھتے تھے نہ مولفۃ القلوب سے تھے کہ بنظر استمالت ارشاد ہوا نہ فتح مکہ کے بعد تالیف قلوب کا صیغہ رہا۔ لوگ الحمد للہ دین خدا میں خود فوج در فوج داخل ہونے لگے اور جو پھیری کا لحاظ کیجیے تو ہزاروں بڑھے مسلمان ہوئے ان ہی کی کیا خصوصیت تھی؟ پس ثابت ہو گیا کہ یہ تعظیم درحقیقت صدیق اکبر کی تھی نہ سیدنا ابو قحافہ کی رضی اللہ عنہما۔

وجہ.....: ارشاد فرماتے آسمان میں دو فرشتے ہیں ایک شدت کا حکم کرتا ہے دوسرا نرمی کا اور دونوں صواب پر ہیں اور جبریل و میکائیل کا ذکر فرمایا۔ پھر فرمایا اور دونی ہیں ایک حق اور دوسرا آمر شدت اور دونوں حق پر ہیں۔ پھر ارشاد ہوا اور میرے دو یار ہیں ایک نرمی کا حکم دیتا ہے اور دوسرا شدت کا

اور دونوں راتوں پر ہیں اور ابو بکر و عمر کا ذکر فرمایا الطبرانی بسند حسن عن ام سلمة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان فی السماء ملکین احدهما یأمر بشدت والآخر بالین و کل مصیب و ذکر جبریل و میکائیل و نبیان احدہما یأمر بالین والآخر یأمر بالشدة و کل مصیب و ذکر ابراہیم و نوحاً و لی صاحبان احدہما یأمر بالین والآخر بالشدة و کل مصیب و ذکر ابا بکر و عمر۔ اس سے زیادہ منزلت کیا ہوگی کہ حضور نے ان کو دو فرشتوں مقرب اور دو پیغمبر اولوا العزم سے تشبیہ دی اور جو لفظ ان کے حق میں ارشاد ہوئے ان کے لیے بھی فرمائے۔

وجہ.....: حضور والا کا معمول تھا کہ ہر روز صبح و شام دو بار صدیق کے گھر تشریف لے جاتے اور یہ وہ مرتبہ ہے کہ نہایت نہیں رکھتا عن عائشة قالت لم اعقل ابوی قط الا و ہما یدینان الدین و لم یمر علینا یوم الا یأتینھا فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفی النهار بکرة و عشية۔

وجہ.....: منزلت ان کی دربار رسالت میں اس درجہ اشتہار کو پہنچی تھی کہ کفار بھی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انہیں کو پوچھتے اور جس معاملہ میں گفتگو منظور ہوتی ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور معاملہ ان کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واحد جانتے۔ چنانچہ تفصیل اس کی انشاء اللہ فصل..... میں مذکور ہوگی۔

وجہ.....: اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو انتہا درجہ کی رحمت و شفقت کے ساتھ متصف فرمایا۔ یہاں تک کہ فرماتا ہے وما ارسلناک الا رحمة للعالمین اور فرماتا ہے فبما رحمة من اللہ لنت لہم۔ اس باعث سے حضور والا ہر قاصی و دانی سے نہایت اخلاق کے ساتھ پیش آتے اور باوجود اس جلالت شان کے جس کا نظیر غیر متصور ہے سب سے بلطف و عنایہ، خطاب فرماتے مگر یہ امر غالباً اوروں کے ساتھ بے وجہ نہ ہوتا مثلاً مخاطب نے کچھ سوال کیا اسکا جواب ارشاد ہوا یا کسی خدمت پر اسے مامور کرنا ہوا یا جس بات کا ذکر ہے اسکی ذات سے علاقہ

خاصہ رکھتی تھی یا بنا بر ہدایت و نصیحت ارشاد ہوا الی غیر ذالک من وجوہ الداعیہ۔ بخلاف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ ان سے وجہ و بے وجہ کوئی تعلق ان کا ہو یا نہ ہو خطاب فرمایا جاتا اور بات کہنے کے لیے تمام حاضرین خدمت سے وہی مخصوص کئے جاتے۔ اے عقل سلیم تو بتا اگر یہ نہایت قرب نہیں تو کیا ہے۔ بریدہ اسلمی کو جب حضور نے دیکھا ارشاد ہوا تو کون ہے؟ عرض کیا بریدہ، حضور نے صدیق کی طرف التفات کر کے فرمایا اے ابو بکر ہمارا کام خنک ہوا اور بن گیا۔ پھر پوچھا کس قبیلہ سے؟ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اسلم سے، حضور نے صدیق سے فرمایا ہم سلامت رہے، پھر فرمایا کس کی اولاد سے؟ عرض کیا بنی سہم سے، فرمایا تیرا حصہ نکل گیا اخرج ابو عمر فی الاستیعاب عن بریدۃ الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما تلقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بریدۃ الاسلمی فی سبعین راکبا من اهل المدینۃ من بنی سہم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من انت قال انا بریدۃ فلفت الی ابی بکر فقال یا ابا بکر برد امرنا و صلح ثم قال ممن انت قال من اسلم قال لابی بکر سلمنا قال ثم قال لی من بنی من قلت من بنی سہم قال خرج سہمک۔ روز بدر ارشاد ہوا اللہ نے اپنی مدد اتاری اور ملائکہ نازل ہوئے مژدہ ہوا اے ابو بکر میں نے جبریل کو دیکھا نہ زمین و آسمان کے بیچ میں ایک گھوڑی کو کھینچتا ہے جب زمین پر آیا سوار ہوا پھر ایک ساعت مجھے نظر نہ آیا۔ پھر جو میں نے دیکھا تو اسکے ہونٹوں پر غبار تھا یعنی قتال کیا عن موسیٰ بن عقبۃ فی قصۃ بدر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد انزل اللہ نصرہ و نزلت الملائکۃ ابشر یا ابا بکر فانی قد رأیت جبریل یقود فرسا بین السماء والارض فلم یهبط الی الارض جلس علیہا فتغیب علی ساعة ثم رأیت علی شفیتہ غبارا۔ سال فتح حضور نے ملاحظہ فرمایا عورتیں اپنے دوپٹوں سے اسپان جہاد کے منہ صاف کر رہی ہیں، حضور ابو بکر صدیق کی طرف دیکھ کر مسکرائے پھر فرمایا اے ابو بکر کیسے کہا حسان بن ثابت نے۔ ابو بکر نے ان کے وہ شعر عرض کیے جس کا خلاصہ یہ ہے میں اپنے بیٹوں کو نہ پاؤں اگر تم اے کافران مکہ ہمارے گھوڑوں کو کداء کے دونوں جانب غبار اڑاتے نہ دیکھو، لگا میں چاہتے، شتابی کرتے اور

ان کا منہ صاف کرتی ہوں عورتیں دوپٹوں سے۔ حضور نے فرمایا داخل ہو جہاں سے کہا حسان نے یعنی کداء سے۔

اخرج الحاكم في المستدرک عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال لما دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح رای النساء ملطمن وجوه الخیل بالخمیر فتبسم الی ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قال یا ابا بکر کیف قال حسان بن ثابت فانشدہ ابو بکر رضی اللہ عنہ

عدمت نیتی ان لم تروها تثیر النقع من کتفی کداء

ینازعن عن الاعنة مسرعات یلطمهن بالخمیر النساء

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادخلوا من حیث قال حسان۔

روزِ احد جب سیدنا طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے..... حضور نے ابو بکر صدیق سے

ارشاد فرمایا اور جب طلحہ یا ابا بکر اے ابو بکر طلحہ نے جنت واجب کر لی۔

ورود احادیث اس بارہ میں بکثرت ہے اور منصف کے لیے اس قدر میں کفایت۔

وجہ..... حضور والاصحابہ کرام کو صدیق اکبر کا ادب تعلیم فرماتے اور یہ معنی کمال و جاہت پر دال ربیعہ

بن کعب کو انہوں نے ایک کلمہ مکروہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ابو بکر کو پھرنہ کہنا بلکہ

ان کے حق میں دعائے مغفرت کر رواہ احمد و قد مر فی اقوال الصحابة ایک بار ایک

صحابی کو ان کے آگے چلتے دیکھا فرمایا تو اس کے آگے چلتا ہے جو تجھ سے بہتر ہے ابو عمر فی

الاستیعاب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اصحابہ و قد راہ یمشی بین

یدی ابی بکر تمشی بین یدی ہو خیر منک۔

اقول: اس حدیث کو کریمہ یا ایہا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ سے ملا کر

دیکھیے تو ایک عجیب لطف حاصل ہوتا ہے اور یہ صحابی سیدنا ابو درداء ہیں رضی اللہ عنہ کما صرح بہ

فی روایة اخرى۔

وجہ..... دونوں زمانہ رسالت میں مرجع ناس تھے۔ لوگ اپنی مرض کی چارہ جوئی ان سے کرتے اور مسائل میں فتویٰ لیتے اور یہ بات بے غایت و وجاہت کے معقول نہیں۔ ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے ایک خطا ہو گئی صدیق اکبر سے حال عرض کیا فرمایا پردہ رکھ اور توبہ کر اور کسی سے نہ کہہ۔ اسی طرح ایک اور صحابی سے جنایت ہو گئی ابو بکر و عمر سے کفارہ پوچھا۔ مرد اسلمی نے اپنا جرم صدیق اکبر سے عرض کیا فرمایا سو میرے اور کسی سے تو نہیں کہا عرض کیا نہیں، فرمایا توبہ کر اور پردہ رکھ اللہ ستاری کرے گا کہ خدا اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ پھر امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا انہوں نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ و ستاتی الاحادیث انشاء اللہ فی فصل الوزارة۔

وجہ..... روز بدر میمنہ لشکر صدیق اکبر کو عطا ہوا اور جبریل ہزار فرشتے لے کر ان کی طرف نازل ہوئے اور میسرہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو اور میکائیل ان کی جانب عن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ قال نزل جبریل فی الف من الملائكة عن میمنۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و فیہا ابو بکر و نزل میکائیل عن میسرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و انا فی المیسرۃ۔
اقول میسرہ اور میسرہ کافرق اور جبریل کا میکائیل سے افضل ہونا کسے معلوم نہیں۔ ذہنی جانب اسی کو دیں گے جس کا اعزاز زیادہ ہوگا اور افضل الملائکہ کو اسکی طرف بھیجیں گے جس کا فضل غالب ہوگا۔

وجہ..... روز بدر جب حضور نے مشرکین کو آتے دیکھا عرض کیا الہی یہ قریش ہیں کہ اپنے کبر و ناز کے ساتھ آتے ہیں تیرے رسول سے لڑتے اور اس کی تکذیب کرتے اور حضور صدیق اکبر کا بازو تھامے ہوئے عرض کر رہے تھے الہی میں تجھ سے مانگتا ہوں جو تو نے مجھے وعدہ دیا۔ صدیق نے عرض کیا حضور کو مرثدہ ہو قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک اللہ اپنا وعدہ جو حضور سے کیا پورا فرمائے گا۔ عن موسیٰ بن عقبۃ فی قصۃ بدر لما طلع المشرکون قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم ہذہ قریش جاءت بخيلائها و فخرها تحارب و تکذب رسولک اللہم انی اسالک ما وعدتني و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممسک بعضہ ابی بکر یقول اللہم انی اسالک ما وعدتني فقال ابو

بکر اشرفوالذی نفسی بیدہ لیجرن اللہ ما وعدک الحدیث۔ اقوال اس منزلت پر نظر کرنا چاہیے کہ عین وقت پریشانی میں ابو بکر کا بازو تھام کر اپنے رب سے مناجات کرتے ہیں پھر وہ حضور والا کی تسکین و تسلی و ناہیک بہ فضلا و شرفا۔

وجہ..... سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت غضب فرماتے سوا شیخین کے کسی کو مجال تکلم نہ ہوتی اور اگر کا شانہ نبوت میں تشریف فرما ہوتے ان کے سوا کوئی بار نہ تھا یہی اپنی سخنان دل آویز میں آتش غضب سرد کرتے۔ جب ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے عین حالت ناداری میں حضور والا سے نفقہ طلب کیا اور یہ امر خاطر اقدس پر ناگوار گزارا ابو بکر حاضر خدمت ہوئے۔ دیکھا کہ لوگ در دولت پر جمع ہیں اور کسی کو اذن نہیں ملتا حال آنکہ اس وقت تک حجاب نازل نہ ہوا تھا۔ انہوں نے اذن دیا، عطا ہوا۔ پھر امیر المؤمنین عمر آئے اور انہیں بھی اجازت ملی۔ اخرج مسلم عن جابر بن عبد اللہ قال دخل ابو بکر یستاذن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجد الناس جلوسا ببابہ و لم یوذن لاحد منهم قال فاذن لابی بکر فدخل ثم اقبل عمر فاستاذن فاذن له الحدیث۔ اس واقعہ میں جب امیر المؤمنین عمر نے حضور کو نہایت غضب دیکھا کہ حضور خاموش بیٹھے ہیں۔ انہیں کا مرتبہ تھا کہ ایسے وقت میں دعویٰ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے ہنسائے نہ مانوں گا۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ ملاحظہ فرمائیے اگر بنت خارجہ یعنی میری بی بی مجھ سے نفقہ طلب کرے تو میں اس کی گردن..... اس بات پر حضور کو خندہ آ گیا اور فرمایا یہ عورتیں بھی جنہیں تم دیکھ رہے ہو میرے گرد جمع ہیں اور نفقہ طلب کرتی ہیں۔ پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المؤمنین صدیقہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو تادیب کی اور فرمایا ہرگز کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چیز نہ مانگنا جو حضور کے پاس نہ ہو۔ قال جابر فی الحدیث المدکور ثم اقبل عمر فاستاذن فاذن له فوجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم جالسا حوله نساء و اجماً ساکتاً قال فقال لا قولن شیئا اضحک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ لو رایت بنت خارجه سالتنی النفقة فقلت

الیہا فوجاءت عنقہا فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قال ہن حولی
 کما تری تسألنی النفقة فقام ابو بکر الی عائشة یجاء عنقہا و قام عمر الی
 حفصہ یجاء عنقہا کلاہما یقول تسالن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا ابدا
 لیس عندہ الحدیث۔ پھر اسی سانحہ میں جب حضور نے حجرات مقدسہ سے عزلت فرمائی اور ایک
 مکان تنہا میں جہاں کھانے پینے کا سامان رہتا اور اسے خزانہ مشربہ کہتے ہیں جلوہ افروز ہوئے،
 اصحاب کرام کے پاس برآمد ہونا متروک فرمایا مسلمانوں کو خیالات فاسدہ گزرے، مسجد اقدس میں
 حیران پریشان جمع تھے مگر کسی کی تاب نہ ہوئی کہ خدمت اقدس میں حاضر ہو اور کیفیت واقعہ استفسار
 کرے سوا عمر کے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے کہا میں آج جان کر رہوں گا کہ کیا حال گزرا۔ پھر اس
 مکان کی طرف گیا جہاں حضور اقدس تشریف رکھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رباح
 کو دیکھا آستانہ والا میں زینہ پر پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا اے رباح میرے لیے اذن
 چاہ، رباح نے جانبِ غرفہ نگاہ کی پھر مجھے دیکھا اور کچھ نہ کہا۔ میں نے کہا شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کو یہ گمان ہو کہ میں حفصہ کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ خدا کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے
 حکم فرمائیں تو اسے قتل کر دوں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ رباح کو مجال استیذان نہیں آواز بلند کی
 شاید حضور خود میری آواز سن کر بلا لیں یہاں تک کہ اذن ملا اور ہاتھ سے اشارہ کیا کہ چڑھ آؤ۔ یہ
 حاضر ہوئے، خزانہ اقدس میں دیکھا مٹھی بھر جو وغیرہ ایسی ہی چیزیں پڑی ہیں اور نشان بوری پہلوئے
 والا پر بن گئے ہیں۔ بے اختیار نالہ کیا حضور نے تسلی فرمائی آثار غضب چہرہ جلالت سے نمایاں تھے
 فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کو جانب ازواج سے کیا فکر ہے؟ اگر حضور نے انہیں طلاق
 دے دی ہے تو اللہ آپ کے ساتھ ہے اور اس کے فرشتے جبریل و میکائیل اور میں اور ابو بکر اور سب
 مسلمان۔ امیر المؤمنین فرماتے ہیں خدا کا شکر ہے کم کوئی بات میں نے کہی ہوگی کہ اللہ سے اس کی
 تصدیق کی امید نہ ہوگی۔ پس کریمہ و ان تظاہرا علیہ فان اللہ ہو مولاه الآیۃ نازل ہوئی
 اور جو لفظ عمر نے عرض کیے تھے قرآن نے ان پر شہادت دی۔ پھر انہوں نے حال پوچھا آیا حضور
 نے طلاق دی ہے فرمایا نہیں، عرض کیا کہ لوگوں کو خبر دے دوں کہ ان کا گمان اس کے خلاف ہے۔

فرمایا خیر اگر چاہو۔ پھر میں حضور سے باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ اثر غضب چہرہ پاک سے زائل ہوا اور حضور نے خندہ فرمایا کہ دندانِ انور جو تمام عالم کے دانتوں سے بہتر تھے روشن ہوئے۔ پھر حضور میرے ساتھ اتر آئے اور میں نے دروازہ مسجد پر بآوازِ بلند پکار دیا کہ لوگوں کا گمان غلط ہے۔

اخرج مسلم عن عبد الله بن عباس حديثا طويلا و هذا ملقط منه قال حدثني عمر بن الخطاب قال لما اعتزل رسول الله صلى الله عليه وسلم نساءه دخلت المسجد فاذا الناس ينكتون بالحصى ويقولون طلق رسول الله صلى الله عليه وسلم نساءه و ذلك قبل ان يامر بالحجاب فقلت لاعلمن ذلك اليوم فدخلت فاذا انا برباح غلام رسول الله صلى الله عليه وسلم قاعدا على اسكفة المشربة مدليا رجليه على نقير من خشب وهو جذع يرقى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم و ينحدر فناديته يا رباح استاذن لي عندك على رسول الله صلى الله عليه وسلم فنظر رباح الى الغرفة ثم نظر الى فلم يقل شيئا قلت فاني اظن ان رسوا، الله صلى الله عليه وسلم ظن اني جئت من اجل حفصة والله لئن امرني رسول الله صلى الله عليه وسلم بضرب عنقها لاضر بن عنقها فرفعت صوتي فاومى الى بيده ان ارقه فدخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو مضطجع على حصير قد اثر في جنبه و نظرت في خزانة رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا انا بقبضة من شعير نحو الساع و مثلها من قرظ في ناحية الغرفة واذا ايق بعلق فاتبدرت عيناى فقال ما يكيك يا ابن الخطاب الا ترضى ان تكون لنا الآخرة ولهم الدنيا قلت بلى و دخلت عليه حين دخلت و انا ارى في وجهه الغضب فقلت يا رسول الله ما يشق عليك من شان النساء فان كنت طلقتهن فان الله معك و ملائكة و جبريل و ميكائيل و انا و ابو بكر و المومنون معك و قلما تكلمت و احبه الله الا رجوت ان يكون الله يصدق قول الذي اقوله و نزلت هذه الآية و ان تظاهرا عليه فان الله هو مولاہ و جبريل و صالح المومنين و الملائكة

بعد ذالک ظہیر عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجہ خیرا منکن فقلت یا رسول اللہ اطلقتہن قال لا قلت یا رسول اللہ انی دخلت المسجد والمسلمون ینکتون بالحصى و یقولون طلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساء ۵ اذا نزل فاخبرہم انک لم تطلقہن قال نعم ان شئت ثم لم ازل احدثہ حتی تحسر الغضب عن وجہہ و حتی کشر و ضحک و کان من احسن الناس ثغرا فنزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و نزلت فقمت علی باب المسجد فنادیت باعلی صوتی لم یطلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساء ۵ الحدیث انتہی بالالتقاط من الاطراف والاوساط۔ روز فتح مکہ ارشاد ہوا جو عباس بن عبدالمطلب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پائے قتل نہ کرے۔ سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے نکلا کیا ہم اپنے باپ بیٹوں، بھائی، کنبوں کو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں۔ خدا کی قسم اگر میں اس کو پاؤں گا تلواریں اس کا گوشت کھلاؤں گا۔ یہ خبر حضور کو پہنچی عمر سے ارشاد فرمایا اے ابو حفص اور یہ پہلی بار حضور نے انہیں کنیت سے ندا فرمائی تھی اور کنیت لے کر پکارنا اہل عرب میں تعظیم ہے۔ غرض فرمایا اے ابو حفص کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے چہرہ پر تلواریں ماری جائے گی۔ امیر المومنین نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے چھوڑ دیجیے کہ ابو حذیفہ کی گردن مار دوں بخدا کہ وہ منافق ہو گیا۔ ابو حذیفہ کہتے ہیں میں نے جب سے یہ کلمہ کہا ہے اپنے جی میں ڈر رہا ہوں اور ہمیشہ ڈرتا ہوں گا مگر یہ کہ شہادت اس جرم سے پاک کر دے، آخر روز یمامہ شہید ہوئے۔ اخرج ابن اسحاق عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لاصحابہ یومئذ من لقی العباس بن عبد المطلب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا یقتلہ فانما خرج مستکرها قال فقال ابو حذیفۃ انقتل اباؤنا و ابناءؤنا و اخواننا و عشیرتنا و شرکت العباس و اللہ لئن لقیته لالحمته السیف قال فبلغت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لعمر بن الخطاب یا ابا حفص قال عمر واللہ انہ لاول یوم کنانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہی حفص ایضرب وجہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالسیف

فقال عمر يا رسول الله دعني فلا ضرب عنقه بالسيف فوالله لقد نالني فكان ابو حذيفة يقول ما انا باءن من تلك الكلمة التي قلت يومئذ ولا ازال منها خائفا الا ان تكفرها عني الشهادة فقتل يوم اليمامة شهيدا۔

اقول: یہاں سے قیاس کرنا چاہیے منزلت فاروقی کو کہ حضور نے بطور گلہ و شکایت ابو حذیفہ کے ان سے مخاطب ہو کر یہ کلمات فرمائے۔

بالجملہ احادیث اس معنی میں کثیر ہیں اور حضرت صدیق کا اس شرف میں ممتاز ہونا محتاج دلیل نہیں کہ وہ تو بقول حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چین و آرام اور حضور کے مرجع کار و معتمد علیہ و محرم راز تھے کمافی الحدیث الجامع۔ پھر ایسا شخص وقت غضب مجال تلام نہ رکھے گا تو اور کسے ہوگی لہذا اکثر احادیث ہم نے دربارہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے روایت کیں۔

اقول: ولا منکر علیہ بما روی الحاکم فی المستدرک عن ام المومنین ام سلمة رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا غضب لم یجتري منها احد بكلامه غیر علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ لان هذا فی اهل البيت خاصة كما یرشد قولها رضی اللہ عنہا من ولا شک ان امیر المومنین علیا کرم اللہ وجہہ کان احب اهل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اکرمهم علیہ و اشرفهم منزلة لديه والا فمعارض بصحاح الاحادیث التي سلفنا ذکر بعض منها والله اعلم۔

وجہ.....: حضور رسالت میں کسی کی مجال نہ تھی کہ بے اجازت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قضا و افتاء میں حکم دے الا ابا بکر و عمر و سیاتی بیان ذالک انشاء اللہ تعالیٰ فی فصل العلم۔

وجہ.....: اسی وجاہت کا ثمرہ ہے کہ روز قیامت منادی ندا کرے گا کوئی اپنا نامہ ابو بکر و عمر سے پہلے

نه اٹھائے۔ اخرج المحب الطبري عن عبيد بن عمير عن عبد الله الرحمن بن عوف قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذا كان يوم القيامة نادى مناد الا لا يرفعن احد من هذه الامة كتابه قبل ابى بكر و عمر و رواه ابن عساكر فاقصر على ذكر الصديق۔

اقول: تاخير حساب نوع عذاب ہے اور وہ بلائے جائگاہ جس کے سبب اولین و آخرین تک آ کر کہیں گے کاش دوزخ میں ڈال دیے جائیں مگر حساب جلد ہو جائے۔ اور بے شک جس قدر حساب میں دیر ہے طبیعت کو اضطراب اور خوف ورجا کا بیج و تاب بیشتر ہے اور اسی قدر دخول جنت کی پروانگی مؤخر ہے۔ ابو بکر و عمر کا مرتبہ اللہ کے نزدیک اس حد کو پہنچا کہ انہیں سب سے پیشتر اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے گا۔

وجہ.....: بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اول اس امت سے وہ شخص جو داخل جنت ہوگا صدیق اکبر ہیں اخرج ابو داؤد والحاكم في المستدرک عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما انك يا ابا بكر اول من يدخل الجنة من امتى۔

وجہ.....: سب سے حساب لیں گے اور صدیق سے حساب نہیں۔ اخرج ابن عساكر عن ام المؤمنين عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس كلهم يحاسبون الا ابا بكر۔

وجہ.....: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیخین سے ارشاد فرماتے ہیں لا یتامر علیکما احد بعدی تم پر کوئی حکومت نہ کرے گا بعد میرے۔ اخرجہ ابن سعد عن بطام بن اسلم یہ امر جس قدر کمال منزلت پھر دال ہے پر ظاہر۔

وجہ.....: سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے اور ابو بکر و عمر صف اول میں حضور کے دہنے جانب کھڑے ہوتے اخرج ابو داؤد والحاكم عن ابى رمثة رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان

ابو بکر و عمر یقومان فی الصف المقدم عن یمنہ الحدیث۔

اقول: نماز بارگاہ بے نیاز ہے اور مقام مناجات و راز اعمالِ حسنہ کی تاج اور مسلمانوں کی معراج، شیخین کا ایسی جگہ حضور کے قریب دہنی طرف کھڑے ہونا کمالِ قرب پر دلیل ہے۔

ثم اقول: صحابہ حضور کے دہنی طرف کھڑے ہونے میں جہد تام کرتے کہ حضور اول سلام جو پھیریں تو پہلے چہرہ اقدس ہماری طرف ہو۔ شیخین کو یہ مقام عطا ہونا کہہ رہا ہے کہ وہ سب سے زیادہ اس شرف کے لائق تھے۔

اقول: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں.....

وجہ.....: اسود بن تمیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کچھ اشعار حمدِ الہی کے حضور رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیہ میں عرض کیے کہ ایک شخص بلند بالا باریک بینی والا آیا، حضور نے فرمایا خاموش رہ، جب وہ چلا گیا، فرمایا پڑھ، میں نے عرض کیا یا نبی اللہ یہ کون ہے کہ جب آیا آپ نے فرمایا ٹھہر جا اور جب چلا گیا فرمایا لا ارشاد ہو ایہ عمر بن الخطاب ہے اور باطل سے کچھ تعلق نہیں رکھتا اخرج الحاكم فی المستدرک من حدیث ابراہیم بن سعد عن الزہری عن عبدالرحمن بن ابی بکرۃ عن الاسود بن سریع التمیمی قال قدمت علی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا نبی اللہ قد قلت شعرا اثبت فیہ علی اللہ تبارک و تعالیٰ و مدحتک قال اما ما اثبت علی اللہ تعالیٰ فہاتہ و ما مدحتنی بہ فدعہ فجعلت انشدہ فدخل رجل طوال اقصی فقال امسک فلما خرج قال ہات فقلت من ہذا یا نبی اللہ الذی اذا دخل قلت امسک و اذا خرج قلت ہات قال قال ہذا عمر بن الخطاب و لیس من الباطل فی شیء۔

وجہ.....: اگر احياناً صدیق اکبر اور کسی صحابی میں کچھ کلماتِ ملال درمیان آجاتے وہ صحابی ہر طرح ان کا ارب کرتے اور یہ بات بغیر اس کے کہ دربار رسالت میں ان کی وجاہت روشن و آشکارا ہو،

متصور نہیں۔ پھر اگر حضور والا کو اطلاع ہوتی تو اسی صحابی پر عتاب ہوتا اگرچہ زیادتی جانب صدیق سے ہوتی۔ سیدہ ربیعہ ابن کعب بن اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھ میں اور ابو بکر میں کچھ کلام ہو گیا ابو بکر نے مجھے ایک کلمہ مکروہ کہا پھر نادم ہو کر مجھ سے بولے تم بھی مجھے کہہ لو کہ بدلہ ہو جائے۔ میں نے کہا میں ایسا نہ کروں گا۔ صدیق اکبر نے فرمایا یا تو مجھے کہہ لو ورنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کروں گا۔ میں نے کہا میں نہیں کہنے کا۔ آخر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، حضور نے فرمایا اے ربیعہ تیرا اور صدیق کا کیا معاملہ ہے؟ میں نے عرض کیا مجھے ایک کلمہ مکروہ کہا تھا اب چاہتے ہیں میں لوٹ کے کہوں میں نہیں کہتا۔ فرمایا ہاں نہ کہہ ولیکن یوں کہہ خدا تجھے بخش دے اے ابو بکر رواہ احمد و قد مر فی فضل الصحابة۔ اسی طرح فاروق اعظم کو ایک معاملہ پیش آیا۔ بخاری سیدنا ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں قال کنت جالسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ اقبل ابو بکر آخذ بطرف ثوبہ حتی ابدأ عن رکبتہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما صاحبکم فقد غامر فسلم و قال یا رسول اللہ انه کان بینی و بین ابن الخطاب شیء فاسرعت الیہ ثم ندمت فسألتہ ان یغفر لی فابی علی فقبلت الیک فقال یغفر اللہ لک یا ابا بکر ثلثا ثم ان عمر ندم فاتی منزل ابی بکر فسأل اثم ابو بکر فقالوا لا فاتی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسلم علیہ فجعل وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتمعر حتی اشفق ابو بکر فجشی علی رکبتہ فقال یا رسول اللہ واللہ اننا کنت اظلم مرتین فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت و قال ابو بکر صدقت و واسانی بنفسہ و مالہ فهل انتم تارکولی صاحبی مرتین فما اوذی بعدہا یعنی میں دربار پر انوار میں حاضر تھا کہ صدیق آئے اپنے دامن کا کنارہ پکڑے ہوئے یہاں تک کہ زانو منکشف ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ کیفیت ملاحظہ فرمائی ارشاد فرمایا تمہارا ایا تو کہیں لڑ آیا۔ ابو بکر آداب بجا لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھ میں اور عمر میں کچھ لوٹ پھیر ہو گئی۔ میں نے تیزی کی پھر پشیمان ہو کر ان سے معافی چاہی انہوں نے نہ مانا اب میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا

ہوں۔ حضور والا نے ارشاد فرمایا خدا بخشتے تھے اے ابوبکر۔ خدا بخشتے تھے ابوبکر۔ خدا بخشتے تھے اے ابوبکر۔ پھر امیر المومنین عمر بھی نام ہوئے، صدیق کے مکان پر گئے پوچھا وہاں ابوبکر ہیں؟ جواب ملا نہیں۔ وہاں سے دربار اقدس میں حاضر ہو کر تسلیم عرض کی انہیں دیکھ کر چہرہ شریفہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ بدلنے لگا یہاں تک کہ صدیق کو ڈر ہوا مبادا عمر کے حق میں کوئی کلمہ مکروہ نہ ارشاد ہو جائے۔ پس ابوبکر اپنے دونوں زانوؤں پر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم میں نے ہی زیادتی کی۔ دربار حضور والا نے فرمایا مجھے اللہ نے تمہاری طرف بھیجا تم نے جھٹلایا اور ابوبکر نے کہا سچے ہیں اور میری غمخواری کی اپنی جان و مال سے، سو کیوں تم چھوڑ دو گے میرے لیے میرے یار کو کیوں تم میرے لیے چھوڑ دو گے میرے یار کو۔ ابو درداء فرماتے ہیں اس کے بعد صدیق کو کسی نے ملال نہ پہنچایا۔ اے عزیز کیا بعد ملاحظہ ان وجوہ باہرہ و حج قاہرہ کے بھی شیخین کی وجاہت سب سے فائق و برتر نہ جانے گایا اسے باعث خیریت و افضلیت نہ مانے گا۔ سخن اس فصل میں نہایت وسیع ہے اور منزلت شیخین احاطہ بیان سے رفیع مگر منصف سلیم العقل کے لیے اسی قدر کافی ہے۔

در بند آن مباش کہ مضمون نماندہ است

صد سال میتوان سخن از زلف یار گفت

فصل سوم: ابوبکر کی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت میں۔

قال الفقیر عفا اللہ عنہ غایت مراد و نہایت مراد اصحاب کرام سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام بلکہ تمامی اہل اسلام صرف یہی کہ اپنے اعمال قلب و افعال جوارح و کل حرکات و سکنات میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حتی الوسع پورا پورا اتباع کریں تا حسب استعداد ہر ایک کو اس جناب سے تشبہ حاصل اور وہ باعث قرب الہی و درجات نامتناہی ہو، رضائے الہی اولاً وبالذات رسول کی طرف توجہ فرماتی ہے اور اس کی وساطت سے قبضین کو بقدر اتباع و تشبہ اس سے بہرہ ملتا ہے۔ مدارِ نجات و رفیع درجات یہی تشبہ ہے جس قدر اعمال و اقوال انسان کے نبی کے اقوال و افعال سے بیگانہ ہوں گے اتنا ہی بارگاہِ حق سے دور پڑے گا اور جس قدر مشابہ و یک رنگ اتنا ہی قریب و

نزدیک۔ کفار نے مبانی کلیہ پیدا کی بعد تمام نے انہیں جہنم دائمی میں پہنچایا۔ صحابہ نے مشابہت کاملہ حاصل کی تمام امت سے مرتبہ ان کا افضل قرار پایا۔ یہاں تک تو کلام اپنے افعال اختیار یہ میں تھا اور جہاں فضل الہی خود کفالت کار فرماتا اور بندہ کو اعلیٰ درجہ کی تربیت کرنا چاہتا ہے تقدیر ازیلی اس کے احوال غیر اختیار یہ کو بھی حالات طیبات نبی کے رنگ پر ڈھال لاتی ہے۔ دوسری جب وجہ تخصیص کی فکر میں پڑتے ہیں جواب ملتا ہے ذالک فضلی او تہ من اشاء یعنی اگرچہ ہم حکیم ہیں جو کچھ کرتے ہیں مصالح نفس پر مبنی ہوتا ہے یہ مشابہتیں عطا فرمانا بھی بے وجہ نہ تھا کہ ہم نے اصل خلقت میں اس کے جوہر نفس کو نفس رسول سے نہایت مناسبت پر خلق فرمایا ہے تو قابل اس تخصیص کے یہی تھا۔ مگر تمہیں ادراک علت کے درپے ہونا نہ چاہیے۔ مقام عبودیت و ربوبیت اسی کا مقتضی ہے کہ ہمارے افعال کی تفتیش نہ کرو اور اتنا سمجھ لو کہ ہم مالک مختار ہیں۔ فضل ہمارا ہے جسے چاہیں عطا فرمائیں۔ اس وقت قدر و منزلت اس بندے کی قلوب سلیمہ میں اور بڑھ جاتی ہے۔ آسمان و زمین والے اسے عظیم کہہ کر پکارتے ہیں اور سب سمجھ لیتے ہیں کہ یہ بندہ خاص اور بادشاہ کا منظور نظر ہے، اس کی شان ہم سے ورا اور رتبہ سب سے بلند و بالا ہے۔ بعد تمہید اس مقدمہ جلیلہ کے جو ہم غور کرتے ہیں تو اصحاب کرام خصوصاً خلفائے عظام کی مشابہتیں تمام امت سے بیش از بیش پاتے ہیں جس کے ذریعہ سے ہمارا یہ حکم نگاہ صحیح ہوتا ہے کہ خیر ہذہ الامۃ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و افضل الاصحاب الخلفاء الاربعۃ الراشدون اور بالقطع والیقین جیسا کہ مناط نجات سوا اس تشبہ کے دوسری چیز نہیں۔ اسی طرح مدار فضیلت سوا زیادت مشابہت کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ آیا ممکن ہے کہ ایک شخص کو نبی سے مناسبت و یک رنگی بدرجہ اتم ہو اور فضل و شرف غیر کا زائد و اکمل۔ اب فقیر بتوفیق اللہ جل جلالہ دعویٰ کرتا ہے کہ مشابہت صدیق اوروں کی مشابہت پر جوہر رحمان رکھتی ہیں۔ اولاً من حیث الکثرة جس قدر مشابہتیں انہیں عطا ہوئیں دوسرے کو نہ ملیں۔ ثانیاً من حیث القوۃ کہ اوروں کی مشابہتوں سے ان کی مشابہتیں قوی تر ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن اوصاف نفسانیہ عالیہ میں انہیں مشابہت حاصل

ہوئی کسی کونہ ملی۔ پس یہ دلیل قاطع و برہان سا طع ہے ان کے افضل امت ہونے پر کہ اللہ سبحانہ نے عبدِ ضعیف کو اس کی تہذیب و ترصیف اور اس کے وجوہ کو احادیث سے استنباط اور اس کے دعاوی پر اقامتِ حج سے خاص فرمایا و اللہ الحمد۔

اقول: مستعینا باللہ اگر اس دعویٰ پر دلیل اجمالی درکار ہے تو امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کا حدیث طویل مذکور سابقہ میں یہ فرمانا کنت اشبهہم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیا و سمتا و رحمة و فضلا کافی یعنی اے ابوبکر آپ سب سے زیادہ مشابہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چال ڈھال اور رحمتہ و فضل میں۔ اور جو تفصیل چاہیے تو مشابہات اس جناب گردون قباب کے دائرہ حد و احصا سے خارج۔ مگر اس وقت جس قدر خاطر فقیر میں حضور کرتے ہیں، سلک تحریر میں منتظم ہوتے ہیں و ما توفیقی الا باللہ علیہ تو کلت والیہ انیب۔

مشابہت نمبر ۱: اللہ جل جلالہ و عم نوالہ نے نفس صدیق کو جو ہر میں نفس سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت ہم رنگ فرمایا تھا۔ وقائع شوریٰ میں جسے اطلاع تام ہے وہ خوب جانتا ہے کہ تمام امور میں جس طرف رائے شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلان ہوتا رائے صدیق کا بھی اسی طرف رجحان ہوتا جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اقدس میں آتی دل صدیق میں بھی خود بخود وہی قرار پاتی۔ گویا یہ دونوں قلب دو آئینہ متقابل تھے کہ جو عکس اس میں پڑے گا اس میں بھی مرتسم ہو جائے گا اور یہ بات سوا حضرت صدیق کے دوسرے کو حاصل نہیں۔ گلے نمونہ از چمنے ملاحظہ کیجیے۔ اخرج البخاری فی قصة صلح حدیبیة قال عمر بن الخطاب فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت الست نبی اللہ حقا قال بلی قلت السنا علی الحق وعدونا علی الباطل قال بلی قلت فلم نعطي الدنیة فی دیننا اذا قال انی رسول اللہ و لست اعصیہ و هو ناصر ی قلت اولیس کنت تحدثنا انا سناتی البیت فنطوف بہ قال بلی فاخبرتک انا ناتیہ العام قلت لا قال فانک آتیہ و مطوف بہ قال فاتیت ابا بکر فقلت یا ابا بکر ایس هذا نبی اللہ حقا قال بلی

قلت السننا على الحق وعدونا على الباطل قال بلى قلت فلم نعطي الدنيا في ديننا
 اذا قال يا ايها الرجل انه رسول الله و ليس يعصى ربه وهو ناصره فالتمسك
 بغرزه فوالله انه على الحق ليس كان يحدثنا انا سناني البيت فنطوف به قال بلى
 فاخبرك انك آتبه العام قلت لا قال فانك ايتاه مطوف به محصل به كما قال صلح
 حديبية قرار پائی اور مسلمانوں کا بے دخول مکہ و طواف کعبہ مدینہ طیبہ کو واپس جانا ٹھہرا شمشیر حق فاروق
 اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ بات سخت ناگوار گزری اور بے نیل مرام واپس جانے میں بسبب اپنی حرارت
 دینی خلقی جبلی کے گونہ کسر شوکت اسلام سمجھی اپنے درد کی درمان جوئی کے لیے دربار سیدالابرار علیہ
 الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، کیا حضور خدا کے سچے نبی نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ عرض
 کیا کہ ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ عرض کیا تو جب یہ حال ہے تو ہم
 اپنے دین میں ذلت کیوں آنے دیں ارشاد ہوا بے شک میں خدا کا رسول ہوں اور اس کی نافرمانی
 نہیں کرتا اور وہ میری مدد کرنے والا ہے۔ عرض کیا کیا آپ ہم سے نہیں فرمایا کرتے تھے کہ ہم کعبہ
 پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ فرمایا کیوں نہیں، سو کیا میں نے تجھے یہ خبر دی تھی کہ ہم اسی
 سال کعبہ پہنچیں گے؟ عرض کیا نا، فرمایا تو تو کعبہ پہنچے گا اور اس کا طواف کرے گا یعنی فاروق نے
 عرض کیا حضور نے ہمیں یہ مژدہ دیا تھا اب ہم واپس جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا خاص اس سال کا
 نام کب لیا تھا۔ وعدہ بے شک سچا ہے اور جو ہم نے کہا وہ ہونے والا ہے اگرچہ اس سال نہ ہوا۔
 غرض ان کے دل کو چین نہ آیا صدیق پاس گئے شاید ان کی رائے میری رائے کی موافقت کرے اور
 وہ حضور میں کریں اور ان کی بات سنی جائے۔ پس کہا اے ابو بکر کیا یہ سچے نبی نہیں ہیں خدا کے؟ فرمایا
 کیوں نہیں۔ کہا کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ کہا جب یہ حال ہے تو
 ہم اپنے دین میں خفت کو کیوں جگہ دیں۔ فرمایا اے شخص بے شک وہ خدا کے رسول ہیں اور اپنے
 رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ ان کی مدد کرنے والا ہے تو ان کی رکاب تھامے رہ کہ خدا کی قسم وہ
 حق پر ہیں۔ کہا کیا ہم سے انہوں نے نہ کہا تھا کہ ہم کعبہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔
 فرمایا کیوں نہیں۔ سو کیا تمہیں یہ خبر دی تھی کہ اسی سال کعبہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کرو گے۔ عزیزا

دیکھا ہم رنگی صدیق کو کہ ہر سوال کا حرفاً حرفاً بعینہ وہی جواب انکی زبان سے نکلا جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور جب سلطانِ جوارحِ قلب ہے تو ہم زبانی بے یک دلی کے کب متصور۔
ع: فضل است مرخدا را بخشد بہ ہر کہ خواہد۔

مشابہت نمبر ۲: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول روز سے کفر و کافرین کی مجالس سے محترز و خلوت پسند عزلت خواست تھے صدیق اکبر کو بھی تمام جہان میں کسی کی صحبت پسند نہ آئی اور بحکمِ حدیث صحیحین الارواح جنود مجنودة فما تعارف منها و اتلف و ما تناکر منها اختلف۔ اٹھارہ برس کی عمر سے سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت اختیار کی، سفر و حضر میں ہمراہ رکاب رسالت مآب رہتے یہاں تک کہ حضور والا مبعوث ہوئے پھر تو جن امور کو اپنی قوت فراست سے ادراک کر کے رفاقت والا اختیار کی تھی، اب عین الیقین ہو گئے۔ اس رابطہ اتحاد نے اور ہی استحکام پایا جس کی گرہ قیامت تک نہ کھلے گی۔

مشابہت نمبر ۳: بتوں، بت پرستوں سے تنفر تمام انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طینت میں خمیر کرتے ہیں۔ کبھی کسی نبی نے بچپن میں بھی بتوں کی تعظیم نہ کی حضور والا نے پیدا ہوتے ہی واحد ذی الجلال کو سجدہ کیا اور توحید الہی کی علی الاعلان گواہی دی۔ صدیق کو دیکھ کہ اس فضل سے کیسا بہرہ وافی پایا اور صغرن میں بتوں کی عاجزی اور محض بے دست و پائی سے ان کی عدم الوہیت پر استدلال اور بت شکنی کر کے شانِ امراہی کا جلوہ دکھایا۔ ایک بار مہاجرین و انصار دربارِ سیدالانوار علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر تھے کہ صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی زندگی کی قسم میں نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہ کیا۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی قسم کھاتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہ کیا حالانکہ اس قدر آپ کی جاہلیت میں گزری۔ صدیق اکبر نے فرمایا (۱) ابو قحافہ میرا ہاتھ پکڑ کر ایک بت خانہ میں لے گئے اور مجھ سے کہا یہ تیرے

(۱) یعنی صدیق اکبر کے والد ماجد عثمان نام صحابی ہیں روز فتح مکہ مسلمان ہوئے۔

بلند و بالا خدا ہیں انہیں سجدہ کر اور چھوڑ کر چلے گئے۔ میں صنم پاس گیا اور اس سے کہا میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے۔ اس نے کچھ جواب نہ دیا پھر کہا میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے۔ اس نے کچھ جواب نہ دیا تو میں نے ایک سل اٹھائی اور اس سے کہا تیرے پرسل مارتا ہوں اگر تو خدا ہے آپ کو بچالے۔ اس نے کچھ نہ کہا جب تو میں نے وہ پتھر اس پر ڈال دیا کہ منہ کے بل گر پڑا اور میرے باپ آئے کہا اے بیٹے یہ کیا کیا؟ میں نے کہا وہی جو تم دیکھتے ہو بس وہ مجھے مری ماں پاس لے گئے اور ان سے حال بیان کیا۔ ماں نے کہا کہ اسے چھوڑ دو کہ اس کے بارہ میں خدا نے مجھے سرگوشی فرمائی۔ میں نے کہا اے میری ماں وہ کیا سرگوشی تھی؟ کہا جس رات مجھے دروزہ تھا میرے پاس کوئی نہ تھا کہ ایک ہاتف کو میں نے پکارتے سنا اے خدا کی سچی لونڈی تجھے آزاد بچے کا مژدہ ہو۔ نام اس کا آسمان میں صدیق ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یا رورفتی ہے۔ حدیث میں ہے جب صدیق اکبر اپنا یہ قصہ بیان کر چکے جبریل امین نازل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ابو بکر سچ کہتے ہیں۔ تین بار صدیق کی تصدیق کی۔ فقد ذکر الامام احمد بن محمد الخطیب القسطلانی فی ارشاد الساری شرح صحیح البخاری قال نقل ابن ظفر فی انباء نجباء الانبیاء ان القاضی ابا حسین احمد بن محمد الزبیدی روی باسنادہ فی کتابہ المسمی معالی الفرش الی غوالی العرش ان ابا هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اجمع المهاجرون والانصار عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عیشک یا رسول اللہ انی لم اسجد لصنم قط فغضب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ و قال تقول و عیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لم اسجد لصنم قط و قد کنت فی الجاہلیة کذا و کذا

و قال تعالیٰ و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین و قال تعالیٰ بالمؤمنین

رؤف رحیم ابو بکر صدیق ارحم امت ہیں بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، امت مرحومہ پر کوئی

ایسا مہربان نہیں۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم فی الحدیث المشہور ارحم امتی بامتی ابو بکر وفی لفظ اراف امتی اور رافت رحمت سے زیادہ ہے۔

مشابہت نمبر ۴: اللہ جل جلالہ نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع فضائل کیا۔ کوئی خوبی و کمال اگلے انبیاء کو نہ ملا کہ اسکی مثل یا اس سے امثل حضور کو عطا نہ ہوا۔ قال القاضی فی الشفاء و قسطلاتی فی المواہب و غیر ہما فی غیر ہما اسی طرح صدیق اکبر کو جامع خیر کیا کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں خیر کی تین سو ساٹھ خصلتیں جب خدا بندے سے ارادہ بھلائی کا فرماتا ہے ان میں سے ایک عطا کرتا ہے کہ وہ اسے جنت میں لیجاتی ہے۔ صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ ان میں سے مجھ میں بھی کوئی خصلت ہے؟ ارشاد ہوا شادمانی تیرے لیے اے ابو بکر کہ تو ان سب کا جامع ہے۔

ایک بار ارشاد فرمایا نمازی جنت کے باب نماز سے بلائے جائیں گے اور مجاہد باب جہاد اور اہل زکوٰۃ باب زکوٰۃ اور روزہ دار باب صیام، باب ریان سے۔ صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ سب روزوں سے بلائے جانے کی کوئی تو نہیں (یعنی مقصود کہ دخول جنت ہے، ایک ہی دروازہ سے حاصل ہے) پس یا رسول اللہ کوئی ایسا بھی ہے جو ان سب سے پکارا جائے۔ ارشاد ہوا ہاں اور مجھے امید ہے کہ تو ان میں ہو اے ابو بکر اخرج البخاری فی صحیحہ من حدیث الزہری قال اخبرنی حمید بن عبدالرحمن بن عوف ان ابا ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من انفق زوجین من شیء من الاشیاء دعی من ابواب یعنی الجنة یا عبد اللہ هذه خیرا فمن کان من اهل الصلوٰۃ دعی من باب الصلوٰۃ و من کان من اهل الجہاد دعی من باب الجہاد و من کان من اهل الصدقة دعی من باب الصدقة و من کان من اهل الصیام دعی من باب الصیام و باب الریان

فقال ابو بكر ما على هذا الذي يدعى من تلك الابواب من ضرورة هل يدعى منها كلها احد يا رسول الله قال نعم وارجوا ان تكون منهم يا ابا بكر - علماء فرماتے ہیں جو کسی قسم کی عبادت بکثرت کرے گا کہ اس سے ایک خصوصیت خاصہ اسے حاصل ہوگی جس کے سبب سے اسے بالتخصیص اسی عبادت کی طرف اضافت کریں اور اس کا اہل کہیں وہ خاص اس دروازہ سے ندا کیا جائے گا جو اس کے مناسب ہو اور جو تمام عبادات کا جامع ہو اور تمام اعمال اس کے درجہ نہایت میں واقع ہوں کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دے سکیں وہ ازراہ تشریف و تکریم سب دروازوں سے بلایا جائے گا اگرچہ دخول ایک ہی دروازہ سے ہوگا۔ اور رجا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی واجب ہے جس امر میں فرمائیں مجھے امید ہے کہ ایسا ہو، لاجرم ویسا ہی ہوگا پس بالیقین ثابت ہو گیا کہ یہ جامعیت صدیق اکبر کو حاصل ہے وہو المقصود۔

مشابہت نمبر ۵: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جوامع الکلم عطا فرمائے گئے، تھوڑے لفظوں میں اتنا مضمون ارشاد فرماتے جس کی شرح و وسط میں کتابیں تصنیف ہو سکیں من ذالک قوله صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات و قوله صلی اللہ علیہ وسلم اسلم تسلم قوله صلی اللہ علیہ وسلم اسلم تسلم اخرجہ الشیخان - و قوله صلی اللہ علیہ وسلم الخراج بالضمنان (۱) الی غیر ذالک

ابو بکر صدیق پر بھی اس کا پرتو پڑا اور فصل خطاب و حسن کلام میں پایہ رفیع عطا ہوا یہاں تک کہ امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حدیث طویل میں فرماتے ہیں کنت امثلہم کلاما و احوالہم منطقا و اطولہم صمتا و ابلغہم قولا اے ابو بکر آپ کا کلام سب سے بہتر تھا اور گفتار سب سے زیادہ درست اور طول خاموشی و بلاغت کلام میں آپ کا مثل کوئی نہ تھا۔ اسی طرح امیر المؤمنین فاروق اعظم یا ام المؤمنین رضی اللہ عنہما نے انہیں ابلغ الناس کہا اور امیر المؤمنین

(۱) قوله صلی اللہ علیہ وسلم الخراج بالضمنان اخرجہ احمد و ابوداؤد و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ و ابن جبان عن صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و صحیحہ الترمذی و ابن جبان و الحاکم و ابن القطان و المسند ری و المدینی و الترکشی ۱۲ منہ۔

عمر نے سقیفہ بنی ساعدہ میں لوگوں کے اجتماع اور انصار کے دعویٰ خلافت کے قصہ میں فرمایا میں نے فکر کر کے ایک کلام اپنے جی میں بنا رکھا تھا کہ انصار سے یوں یوں کہوں گا اور مجھے خوف تھا شاید ابو بکر ایسا نہ کہہ سکیں مگر جب ابو بکر نے کلام کیا میری مہیا کی ہوئی باتوں میں سے ایک کلمہ نہ چھوڑا کہ اس کی مثل اور اس سے افضل فی البدیہہ نہ فرما دیا۔ اخرج البخاری من حدیث عروہ بن الزبیر عن ام المومنین عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی حدیث طویل قال واجتمعت الانصار الی سعد بن عبادۃ فی سقیفہ بنی ساعدۃ فقالوا منا امیر و منکم امیر فذهب الیہم ابو بکر الصدیق و عمر بن الخطاب و ابو عبیدۃ بن الجراح فلہب یتکلم فاسکتہ ابو بکر و کان عمر یقول واللہ ما اردت بذالک الا انی قد هیات کلہا قد اعجبتنی خشیت ان لا یبلغہ ابو بکر ثم تکلم ابو بکر فتکلم ابلغ الناس و من حدیث ابن عباس عن عمر فی حدیث ذکرہ بطولہ قال عمر اردت ان اتکلم و کنت زورت مقالة اعجبتنی ارید ان اقدسها بین یدی ابی بکر و کنت اواری منه بعض الحدیث فلما اردت ان اتکلم قال ابو بکر علی رسلک فکرمت ان اغتضبه فتکلم ابو بکر فکان هو احلم منی و اوفرو انیہ ما ترک من کلمة اعجبتنی فی تزویری الا قال فی بدیہتہ مثلہا او الفضل منہا۔ ابو ذؤیب شاعر ہدیلی ہے اسی واقعہ میں منقول ہے تکلمت الاخبار فاطالوا الخطاب و اکثروا الصواب فتکلم ابو بکر فللہ درہ من رجل لا یطیل الکلام و یعلم مواضع فصل الخطاب واللہ لقد تکلم بکلام لا یسمعه سامع الا انقاد له و مال الیہ یعنی انصار نے کلام و خطاب میں تطویل کے اور بہت ٹھیک کہا اور ابو بکر نے کلام کیا سو خدا کے لیے ہے ان کی خوبی ایسے مرد کہ دراز نہیں کرتے کلام کو اور جانتے ہیں فصل خطاب کے مقامات کو۔ خدا کی قسم ایسی باتیں کہیں کہ جو غننے والا سنے دل سے قبول کرے اور ان کی طرف جھک جائے۔

مشابہت نمبر ۶: جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر غار حرا شریف میں آیتیں اقراء شریف کی

نازل اور حضور کو فضیلت رسالت حاصل ہوئی صدمہ فشار جبریل و ہیبت کلام جلیل سے دل نازک ہلتا تھا اور حضور کو پروازِ روح کا خوف ہوا۔ حضرت جناب ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے بطریق تسمیہ عرض کیا خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا کہ آپ ذوی القربیٰ کی خبر گیری فرماتے ہیں اور بات سچ کہتے ہیں اور امانت ادا کرتے ہیں اور عاجزوں کا بار اٹھاتے ہیں نایاب نعمتیں عطا فرماتے ہیں اور مہمانوں کی مہمان داری کرتے ہیں اور حق حادثوں میں مدد فرماتے ہیں۔

فقد اخرج البخاری و مسلم فی صحیحہما حدیث بدأ الوحی بطولہ عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا فیہ فجاء الملک فقال اقراء فقال ما انا بقاری۔

☆.....☆.....☆

لگے تفریح قلب کو کوئی منقبت سراپا برکت چہرے حسن
علی مرتضیٰ شاعر صفدر ہو تو سین جانور

صفحہ نمبر 33

عوض کیا کبھی کہا نہ کبھی نہ چھوڑی بی ہے کہ شوق تمنا اور استون پر ہے نہ طول دیر گزرتی ہے
افردہ مقہر کا طرہ ہر سارے نیکو بھلا، اودا بستہ عمری قدم اشہب خستہ

صفحہ نمبر 42

ہم پوچھیں عوض دینی میں تسمیلا رون کو اور محمد صلا اور عدیہ سلم کے تحقیق فرمایا متبک ہمیں فتح ملی
لے کہلی فتح علی بخند و ہدی گلا پھیلے گناہ بولے اور انبیاء پر اوکی بڑا ہی کیا ہے کہا اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے نہ ہیجا ہے

صفحہ نمبر 43

نہو افلاک سیر کی ترنگ ہو ایا ہوش ربا کی انگ جسکا تہل نہ بیڑا اور مزہ ہے کہ یہ سناط
برادری (سہا ہی بند) یعنی حضرات تفضیلیہ میں ہی مقبول نہیں ہوتا نزع کے کی ضرورت
کہ مافیہ السنہ کے مخالف ہو اگر کم زید کے لیے سرداری خاور ثابت کریں اور دوسرا عمرو کے واسطے

صفحہ نمبر 44

حقوق قدس سرہ کی تکمیل ادبیان میں یہ لفظ نظر سے گزرا تھا تو تفریح
مجموعہ البخار و غیرہ کی وہ تقریبی نو دیکھی ہوئی جس میں زیادت
تھوڑے کوفت اور اسکے سوا اور کتب میں بلکہ ڈالنی ہوئی جس میں کثرت ہے

نو ایسی سن سے الوسہ سرگرم رہتا ہے تو کریم قدیر جل جلالہ بڑی فضل و رحمت سے اوسے بارگاہ
 بہت بخشتا ہے اور زیادہ انعام کے لیے لذات جنت بھی مرحمت
 فرماتا ہے

الزلفۃ والقرۃ التي نہا بہما الرویۃ فانیسے جنبہا التلذذۃ لشرۃ الحیۃ واللذۃ
 النفسیۃ بچہ ہے زیادت قرب و زلفے کے برابر کیا ثواب ہوگا یہ نسبت
 جان ہے جسکے حضور خطوط نفسانیہ استغفر اللہ کہ کچھ بوقت رکہے

توں کے خون
 اسی یاد صبا انہمہ آوردہ لست بکثر شاید یہ تفتیح خاطر و توضیح
 شرف معضل و ترصیف نفیس و حسن تالیس اس رسالہ کے غیر میں
 فضل اللہ علینا و علی التائبین و لکن اکثر الناس لا
 یشکرون ہ یا هذا فعلیک بہ فاتقہ فانہ لہم مفید و لا

دونوں طرف مشترک ہوتا ہے مگر بالتشکیک کہ افضل میں وہ اور مفضول اور ماہ
 الا فضلیت وہ جو ما فیہ التفاضل میں افضل کی زیادت
 انصاف سے قائم رہتا ہے مفضول کو اوس میں اس کم و کثہ

بل پر کی ازگی کہیں بعض صفات و اختصاص کو فضل کلی کا مدار ہے یا کہیں کثرت
 فضائل و شہرت
 پر نظر ڈالی کہیں ملکار
 بعض صفات و اختصاص کو فضل کلی کا مدار ہے یا کہیں کثرت
 فضائل و شہرت
 پر نظر ڈالی کہیں ملکار

کو زعفران سے فالقن ہوتی ہے عبارت او کے او ایضاً ہے امر جو کہ کہا ہے اس کے
 آثار و اثرات میں مع ذوق این می شناسی بخدا تا چشم دل در آری ملک العار بالشد
 سیدنا حکیم محمد بن علی الترمذی الصوفی قدس سرہ العزیز نے تفسیر تفسیر خزانہ درمیں

اوپر نے کا تھا اس کے نام کے حفظ ناموں کو گھبرا کر سخن انصاف اللہ کا
 سہرا انہن کے سر بندھا اور سوا بق اسلام کا یہی ہی منشا اور سوا بق اسلام یہ

رسی سے بگاڑی اور تہافت و مناقض کا جوں ہے اوس کے پچاسی نظر کی حکمتی بات سے
 ذرا نہ کہہ کر فقہ حنبلی جو اطلاق افضل بقید صحت سے وہ صحیح عالم بحث

مولانا سید الکوازی بہی نہ بڑھے اور اپنا تفضیلیہ نام ہی نہ پیری وہ توری اولی کہ
 حضرات شیخین کی تفضیلیہ السیمران سنگ عالیقدر کہ ہر صید صد افضال من جناب
 ولایت باب کو ہی جاتی ہیں مگر انکا فضل کسی طرح نہیں گھٹتا اور سب پر بلند

اور حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ من حیث الاولیاء اور اعلیٰ کلام کی شرح طحاوی تفسیر
 اونکی تفسیر زبان سے یوں مترشح ہوتی ہے کہ خلافت حضرت ~~محمد~~ فاروق رضی اللہ تعالیٰ
 عنہما کو سب سے پہلی اور حضرت مرتضوی کرم اللہ وجہہ عنہما کو سب سے پہلی طرفت جاتا

تمام انبیاء اور انبیاء کو تمام ملکیہ اور ملکیہ مقررین کو شیخین اور زیادتی مانی گئی ہے بغیر انہی
 امر من شیخین کو جناب عثمان و حضرت مرتضوی پر پیشی و شفقت حال صلوات اللہ علیہم وسلم

اوسکا بعد شیخین۔ کہ ان حضرات کو نہ خدمت حدیث سے سروکار نہ رکھتا
 علما کا مطالعہ تفصیلی ملا ہے اور آتا ہے بلکہ کتب میں اسکا غرض نہیں کہ توجیہ

ہر سار صحابہ جو حضرات امر خلافت میں تفاضل مانتے ہیں ان سے پہلے صحابہ کی حیثیت
 آگے آگے کر کے چلی کیا تھی وہ باقی صحابہ ہی خلفائے

اجماع اہل سنت اور زبان حق ترجمان حضور سید الانس و جان رسول علی و اہلبیت کو انم
 و صحابہ عظام علیہم السلام پر جاری یہ کلمہ ہے صاف صاف بطیب خاطر
 کہتے تھے کہ وہ صحابہ کرام ہیں بلکہ جب کہتے ہو او سہیں کسی حیثیت و حیثیت کی

افضلیت کو خدا جانے تو اب ہم کہتے ہیں اللہ جانتے ہمارے
 اسکا راز و مرض سہل الزوال جبل بسط کا اور کیا اگر اللہ جانتے تو انہی پر

تفہیم قرآن کریم کی صدوں پر مشتمل سہولت حاصل

اردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد اور پہلی تفہیم

حضور مفسر قرآن

قدس سر العزیز

مفسر قرآن محمد عبداللہ زکریا

کی ماہیہ نازمی یادگار

تفسیر احکام القرآن

قرآن مجید سے مسائل مجھے بہترین درجہ

جامعہ اسلامیہ کھانپن

0300-4133834 , 0301-7612056

تفسیر قرآن کریم کی صدوں سال پر مشتمل تفہیمات کا اصل

اردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد اور پہلی تفسیر

حضور مفسر قرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قَدْ اٰتٰنَا الْعِزِّزُ

مفسر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

کی ماہیہ نازمی یادگار

تفسیر احکام القرآن

قرآن مجید سے مسائل مجھنے کا بہترین ذریعہ

جامعہ اسلامیہ کھارنہ

0300-4133834 , 0301-7612056

Marfat.com

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فِي

إِبَانَةِ سَبَقَةِ الْعُمَرَيْنِ



عَلَّمَتْ عَظِيمَ الْبَهْرَةِ أَمَامَ أَعْلَى سُنَّتِ مَجْرِدِينَ مَلَأَتْ

بِرُوحِ الشَّاهِ أَمَامَ أَحْمَدِ ضَاغَالِ فَاضِلِ رِيَاوِي

جَامِعَةُ إِسْلَامِيَّةِ كَهَانِيَا

0300-4133834 , 0301-7612056